

عمران سیریز
جلد نمبر
25
آدھا تیتر
آدھا بٹیر
ابن صفی

پیش رس

"آدھا تیتر" بھی ملاحظہ کیجئے! تین چوتھائی کہانی لکھ لینے کے بعد محسوس ہوا تھا کہ محاورہ مکمل کئے بغیر کام نہیں چلے گا۔ لہٰذا "آدھا بٹیر" بھی ضروری ہے۔

آدھا تیتر، آدھا بٹیر۔ تب بات بنے گی۔ اس کہانی میں آپ آدھے تیتر سے ملاقات کیجئے! آدھا بٹیر خود بخود کود کر سامنے آئے گا۔ لیکن کسی قدر انتظار کے بعد!

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ "آدھا بٹیر" آدھے تیتر سے بقدر چونی مہنگا بھی ہوگا۔ مہنگا اس لئے کہ کھانے کے علاوہ لڑانے کے کام بھی آتا ہے۔ جی ہاں۔ اس ناول کے بعد سے چونی کا اضافہ اس لئے ناگزیر ہوگیا ہے کہ بکرے کا گوشت۔۔! نہیں بھائی وہ محض یونہی چھیڑ چھاڑ تھی۔ بات دراصل یہ ہے کہ آپ ہی کے اصرار پر یہ قدم اٹھانا پڑ رہا ہے۔ آپ کو کتاب کی چھپائی پسند نہیں ہے کیونکہ آپ آفسٹ چھپائی کے دور سے گزر رہے ہیں اور میری کتابیں دقیانوسی طرز طباعت (لیتھو) کے پیچاک سے ابھی تک نہیں نکل سکیں۔ اس بار ہمت کی تھی

کچھ کتابیں آفسٹ پر چھپائی تھیں۔ لیکن مشرقی پاکستان کا قضیہ اٹھ کھڑا ہوا تھا، اور کاغذ کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی تھیں۔ مجبوراً پھر لیتھو ہی کی طرف واپس جانا پڑا تھا۔

"تین سنکی" کا پیش رس دیکھ کر ایک پڑھنے والے نے ازراہِ عنایت بھنا کر لکھا ہے۔ "کیا چونی چونی کی رٹ لگا رکھی ہے۔ یہ لیجئے پورا روپیہ پیشگی" اور سچ مچ ایک روپے کا نوٹ خط کے ساتھ نتھی کر دیا ہے۔ بہت بہت شکریہ بھائی صاحب! لیکن آپ نے اپنا پتا نہیں لکھا۔ پتا لکھ بھیجئے۔ اسی میں آسانی رہے گی۔ اس طرح ہر بار روپیہ بھیجنے میں لفافے کے بیس پیسے مزید خرچ ہو جائیں گے۔ لہٰذا کیوں نہ میں خود ہی حاضر خدمت ہو کر آپ سے روپیہ وصول کر لیا کروں۔

ابن صفی

۱۷ر اکتوبر ۱۹۷۵ء

یادش بخیر.... عمران کی ایک بہن بھی ہوا کرتی تھی جس کا نام ثریا تھا۔ کزنس تو تین چار تھیں جن کے دم سے گھر کی رونق تھی۔

تو ہوا یوں کہ بالآخر رحمان صاحب کو ایک "چنگیز خانی" مل ہی گیا۔ یعنی چنگیز خان کی نسل کا ایک کینڈیڈیٹ.... پتا نہیں خود اس کے سہرے کے پھول کھلنے کی گھڑی آگئی تھی یا ثریا ہی کی قسمت نے یاوری کی تھی۔ ویسے سی۔ آئی۔ بی کے ڈائریکٹر جنرل کی بیٹی کے لئے رشتوں کی کمی نہیں تھی۔ لیکن قصہ تھا خاندانی روایات کا۔ خود چنگیزی تھے۔ اس لئے عمران کی اماں بی بھی چنگیز خانی تھیں۔ ظاہر ہے کہ عمران اور ثریا نجیب الطرفین ٹھہرے۔ لہٰذا انہیں ایروں غیروں کے سر کیسے مارا جاسکتا تھا۔

اسے رحمان صاحب کا اقبال ہی کہنا چاہئے کہ یہ چنگیز خانی جو ثریا کے لئے منتخب ہوا تھا۔ آلو چھولے نہیں بیچتا تھا۔ بلکہ ڈاکٹر تھا اور ڈاکٹر بھی کیسا جسے وزیر اعظم کا معالج ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ڈاکٹر شاہد چنگیز نے بہت جلد ترقی کی ساری منزلیں طے کرلی تھیں۔ نوجوان ہی تھا اور سرجری میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان پانچ ڈاکٹروں میں شامل تھا جو صدر اور وزیر اعظم کے معالجین میں سر فہرست تھے۔

بہر حال رحمان صاحب کی کوٹھی میں شادی کی تیاری کا ہنگامہ برپا تھا اور سب کچھ روایتی انداز میں ہو رہا تھا۔ رحمان صاحب باہر سے خاصے ماڈرن نظر آرہے تھے لیکن اندرونی طور پر

اول درجے کے قدامت پسند تھے۔

بہت پہلے سے کوٹھی میں قریبی اعزہ کا جماؤ ہو گیا تھا اور جہیز کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔

آج عمران نے بھی اپنی شکل دکھائی تھی اور رحمان صاحب تک پہنچنے سے پہلے ہی کزنس نے اُسے لپک لیا تھا۔ کھینچتی ہوئی اس کمرے میں لائیں جہاں لڑکیاں چادروں اور میز پوشوں پر کشیدہ کاری کر رہی تھیں۔

"ہائیں....!" تم لوگوں کو کیسے معلوم ہوا کہ مجھے کشیدہ کاری بھی آتی ہے۔!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"کام جلدی نپٹانا ہے...!" کسی بنتِ عم نے کہا۔ "آپ بھی بس بیٹھ ہی جایئے بھائی جان۔!"

"ضرور.... ضرور.... ہاں اُس کونے پر ابھی کام نہیں ہوا۔ ڈیزائن کھینچا ہوا ہے۔ لانا ادھر بڑھانا سوئی اور تار کشی۔!"

اور وہ سچ مچ بڑی سنجیدگی سے کشیدہ کاری میں "مبتلا" ہو گیا تھا۔

"سنا بھائی جان.... ڈاکٹر شاہد سچ مچ چنگیزی ہیں۔!" کوئی کزن بولی۔

"اچھا...!" عمران چونک کر بولا۔ "کب کی بات ہے....؟"

"کیا مطلب...!"

"پہلے جہاں رشتہ ہونے والا تھا وہاں خود کو نوشیرواں کی اولاد بتاتا تھا۔!"

"کیوں ہوائی چھوڑ رہے ہیں۔!"

"یقین کرو....!"

"اچھا بھائی جان.... یہ نوشیرواں کیا نام ہوا بھلا....!" دوسری بولی۔

"نام نہیں.... رتبہ ہے.... اس کے پاس نوشیر دانیاں تھیں۔ اس لئے نوشیرواں کہلایا۔ نہیں سمجھیں؟ نو بیویاں تھیں۔ بیوی اس زمانے میں شیر دانی کہلاتی تھی۔!"

"پھر اڑانے لگے....!"

"سنجیدگی سے سنو....! علمی باتیں ہیں۔ بعض محققین کا خیال ہے چونکہ نو عدد بیویاں رکھنے کے باوجود بھی کافی شیر تھا۔ اس لئے نوشیرواں کہلاتا تھا۔ آج کل تو ایک ہی بیوی والا بھیڑ ہو کر رہ جاتا ہے۔!"

"بس کیجئے.... اتنے بڑے بادشاہ میں کیڑے ڈال رہے ہیں۔!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ایک عادل بادشاہ گزرا ہے۔!"

"اس کا کریڈٹ بھی بیویوں ہی کو جاتا ہے۔ نو بیویوں کے درمیان انصاف کرتے کرتے عادی منصف ہو گیا تھا۔ اس کے عہد میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے اور دوسری گھاٹ والے گھاٹے میں رہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کے خلاف داستان امیر حمزہ لکھوادی تھی۔!"

"بہت نہ چہکئے.... آپ بھی پھنسنے والے ہیں۔!"

"خدا کی پناہ....!"

"ڈاکٹر شاہد چنگیزی کی بہن ڈاکٹر مہ لقا چنگیزی کی بھی ابھی شادی نہیں ہوئی۔!"

"یقین نہیں کر سکتا۔ کوئی مہ لقا ہرگز چنگیزی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ چنگیز خان چپٹی ناک والا ایک منگول چرواہا تھا۔!"

"شرم نہیں آتی اپنے جدامجد کو چرواہا کہہ رہے ہیں۔!"

"شاید گھاس کھا گیا ہوں....!"

"ہاں تو بھائی جان نوشیرواں....!" دوسری بولی۔

"بھائی جان نوشیرواں ہونے سے پہلے ہی مر جانا پسند فرمائیں گے۔!" عمران نے بُرا مان کر کہا۔

"ارے کیا وہ آیا ہے....؟" دروازے کی طرف سے اماں بی کی آواز آئی۔

سناٹا چھا گیا اور عمران جو بوکھلا کر چادر سمیٹتا ہوا اٹھتا ہے تو کسی کی انگلی میں سوئی اُتر گئی۔ وہ چیخی تو دوسروں نے بھی ہلڑ مچادیا۔

"آخر ہو کیا رہا ہے....!" اماں بی جھلا کر بولیں۔

"کک.... کشیدہ کاری....!" عمران ہکلایا۔

"خواہ مخواہ ہر کام میں ٹانگ اڑا بیٹھتے ہیں۔!" ایک کزن نے تنک کر کہا۔

عمران نے چور چور نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔

"اتنے دنوں بعد آیا ہے.... اور یہاں بیٹھ گیا....!" اماں بی بولیں۔

وہ چپ چاپ کمرے سے نکل کر ان کے پیچھے چلنے لگا۔ راہداری میں رک کر وہ مڑی تھیں۔

"تو نہ آتا تو میں خود تیرے پاس آتی....!" انہوں نے کہا۔

"کوئی خاص بات اماں بی....؟"

"خدا خدا کر کے یہ دن آیا تھا.... لیکن....!"

"لیکن کیا....؟"

"میں نہیں جانتی.... بھئی ہو گی کوئی وجہ.... آدمی نہیں جانتا کہ کب کیا ہو جائے گا۔ اس

پر اتنا چراغ پا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"آخر ہوا کیا....؟"

"چل میرے کمرے میں بتاتی ہوں۔!" وہ پھر آگے بڑھ گئیں۔

کمرے میں پہنچ کر وہ بولیں۔ "بیٹھ جا چین سے.... بتاتی ہوں۔!"

عمران سامنے والی کرسی پر مودبانہ بیٹھ گیا۔

"ڈاکٹر شاہد نے استعفیٰ دے دیا ہے۔!"

"اسے استعفیٰ نہیں بھاگ کھڑا ہونا کہتے ہیں اماں بی....!"

"کیا بکواس کر رہا ہے....!"

"آپ یہی کہنا چاہتی ہیں نا کہ اُس نے منگنی توڑ دی ہے۔!"

"کیا مجھے ان پڑھ سمجھتا ہے۔ اُس نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔!"

"تو پھر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔!"

"مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے لیکن وہ آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔!"

"ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"خدا خدا کر کے اپنے کفو کا ایک آدمی ملا تھا....!"

"ارے تو کہاں بھاگا جاتا ہے۔ کوئی بڑا پلان ہو گا سامنے۔ اس لئے دے دیا استعفیٰ، ماہر سرجن ہے، اپنا ہسپتال قائم کر کے لاکھوں کمائے گا۔!"

"استعفیٰ ابھی منظور نہیں ہوا.... وزارتِ صحت کے سیکریٹری کے پاس ہے۔ اس نے تمہارے باپ کو اطلاع دی ہے۔ خود ڈاکٹر شاہد نے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔ مہ لقا تک نہیں جانتی۔!"

"مہ لقا....!"

"ڈاکٹر شاہد کی بہن.... وہ بھی ڈاکٹر ہے۔ پرائیویٹ پریکٹس کرتی ہے۔!"

"چنگیزی ہی ٹھہرے.... چیر پھاڑ والا پیشہ نہ اختیار کریں گے تو کیا کریں گے۔!"

"فضول باتیں نہ کر.... انہیں کسی طرح ٹھنڈا کر۔!"

"کہاں ہیں....؟"

"لائبریری میں....!"

"اچھی بات ہے.... لیکن ثریا راضی ہے اس رشتے پر....!"

"ہاں.... ہاں.... دونوں ایف۔ ایس۔ سی میں کلاس فیلو تھے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ گیا۔

رحمان صاحب کوئی کتاب دیکھ رہے تھے۔ چہرے پر سکون طاری تھا۔ برافروختگی کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

"کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں۔!" عمران نے کھنکار کر پوچھا۔

رحمان صاحب چونک پڑے۔ کتاب میز پر رکھ دی اور اُسے غور سے دیکھتے ہوئے بولے۔ "آؤ۔!"

عمران قریب پہنچ کر کھڑا رہا۔

"بیٹھ جاؤ....!" انہوں نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور اس کے بیٹھ جانے پر سوال کیا۔ "تین ماہ سے کہاں تھے....؟"

"آرڈر لیتا پھر رہا تھا۔ یورپی ممالک سے۔ جھاپک بھائی ایکسپورٹر نے اپنا ٹریولنگ ایجنٹ مقرر کر دیا ہے۔ کمیشن کے ایک لاکھ پچپن ہزار بنیں گے۔!"

"میں تمہاری مالی پوزیشن نہیں معلوم کرنا چاہتا۔!"

"مجھے شادی کا معلوم ہوتا تو فری پورٹس سے جہیز کا سامان بھی خرید تا لاتا۔!"

"شکریہ.... اس کی ضرورت نہیں۔!" وہ خشک لہجے میں بولے۔

"وہ کچھ استعفیٰ کی بات سنی ہے۔!"

"ہاں.... اگر اس نے استعفیٰ واپس نہ لیا تو یہ شادی بھی نہ ہو سکے گی۔!"

"اگر فیصلے میں جلدی نہ کی جائے تو بہتر ہے۔!"

"استعفیٰ ابھی منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا....!"

"بس تو پھر مجھے تھوڑا وقت دیجئے....!"

"تم کیا کرو گے....؟"

"بوکھلا کر استعفیٰ واپس لے لے گا۔!"

"کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت بھی پسند نہیں کروں گا۔!"

"کس کی....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تمہاری....!" وہ اُسے گھورتے ہوئے بولے۔

"جب سے ٹریولنگ ایجنسی سنبھالی ہے....!"

"فضول باتیں نہ کرو....!"

"جی بہتر....!"

"اس کے ساتھیوں کو بھی علم نہیں ہے کہ اس نے استعفیٰ دیا ہے حتیٰ کہ بہن کو بھی میرے ہی توسط سے اس کا علم ہوا ہے۔!"

"اچھا.... وہ کیا نام ہے.... ڈاکٹر لق لقا.... لاحول.... مہ لقا۔!"

رحمان صاحب نے اُسے تیز نظروں سے دیکھا اور پھر دوسری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"اس نے پوچھا تو سرے سے انکار ہی کر دیا۔ کہتا ہے کہ میں نے تو ایک ہفتے کی چھٹی کی درخواست دی ہے اور یہ وقفہ شہر سے باہر گزارنا چاہتا ہوں۔!"

"جھوٹ بھی بولتا ہے۔!" عمران نے پر تاسف لہجے میں کہا۔

"تم اس وقت یہاں کس لئے آئے ہو....؟" رحمان صاحب غرا کر بولے۔

"خیریت دریافت کرنے آیا تھا.... لل.... لیکن....!"

"اب جا سکتے ہو....!" رحمان صاحب نے کتاب اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سلام و علیکم....!" عمران نے مودبانہ کہا اور اٹھ کر لائبریری سے نکلا چلا آیا۔ اس کے بعد سیدھا ثریا کی طرف گیا تھا۔ اُسے دیکھ کر وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"وعلیکم السلام....!" کہتا ہوا وہ بیٹھ گیا۔ حالانکہ ثریا نے سلام نہیں کیا تھا۔

"کیسے یاد آ گئے ہم لوگ....؟" ثریا بولی۔

"تم کھڑی کیوں ہو.... بیٹھ جاؤ.... ڈاکٹر شاہد میں کیڑے نکالنے نہیں آیا۔ نیک نام آدمی ہے۔ فدوی قسم کا شوہر ثابت ہو گا۔!"

"شکریہ....!" ثریا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"اور تمہیں اس کا بھی علم ہو گا کہ....!"

"مجھے معلوم ہے....!" عمران کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی بول پڑی۔

"کیا خیال ہے....؟"

"میں کیا جانوں....!"

"استعفیٰ دینے کے باوجود بھی وہ فقیر تو ہو نہیں جائے گا۔!"

"ظاہر ہے....!"

"لیکن نادر شاہی کا خیال ہے کہ استعفیٰ ہو جانے کی صورت میں وہ دامادی کے قابل نہیں رہے گا۔!"

"ڈیڈی کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی۔!"

"اچھا تو پھر میں ڈاکٹر شاہد کو جواب دے آتا ہوں۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"ارے.... ارے....!"

"پھر تم کیا چاہتی ہو....؟"

"میں کیا بتاؤں....!" ثریا نرم پڑتی ہوئی بولی۔

"وہ خود ڈاکٹر سے نہیں پوچھیں گے کہ اس نے استعفیٰ کیوں دیا ہے۔!"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔!"

"اس لئے یہ میرا فرض ہو جاتا ہے۔!"

"لیکن سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ استعفیٰ کو چھپایا کیوں جارہا ہے۔!"

"کیا مہ لقا سے تمہاری گفتگو ہوئی ہے۔!"

"ہوئی تھی.... لیکن وہ کچھ نہیں جانتی۔!"

"وہ ایک ہفتے کی چھٹی کی درخواست....!"

"مہ لقا ہی سے معلوم ہوا ہے۔!"

"ان محترمہ سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ فی الحال براہِ راست ڈاکٹر شاہد سے گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔!"

"اس وقت اپنے کلینک میں ہوگی۔ اتوار کو ایک بجے تک بیٹھتی ہے۔ شام کو کلینک بند رہتا ہے۔!"

"مطلب یہ ہے کہ میں ایک بجے کے بعد کلینک ہی میں اس سے مل لوں۔!"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔!"

"ارے تو چہرے پر یہ ماتمی فضا کیوں طاری کر رکھی ہے۔ تیرا بھائی تو نہیں مر گیا۔!"

"خدا نہ کرے....!" ثریا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔

"پگلی کہیں کی.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اب نادر شاہی نہیں چلے گی۔!"

"ڈیڈی سے نہ الجھئے گا....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!" عمران بولا۔ "اچھا بس ہر وقت مسکراتے رہنے کا وعدہ کرو پہلے۔!"

وہ زبردستی مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے.... میں چلا.... فکر کی کوئی بات نہیں۔ اماں بی سے کہہ دینا ڈیڈی سے اس سلسلے میں کوئی بات نہ کریں۔!"

ثریا نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر ڈاکٹر مہ لقا کے کلینک کی طرف جارہی تھی۔ اُس نے گھڑی دیکھی۔ ساڑھے بارہ بجے تھے اور عمران کے چہرے پر بارہ بج رہے تھے۔ کیونکہ اُس نے اس سے پہلے کبھی ڈاکٹر مہ لقا کو نہیں دیکھا تھا اور یہ نام مہ لقا تو بچپن ہی سے اس کے لئے سوہانِ روح رہا ہے۔ جس سکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی اُس کی ہیڈ مسٹریس کا نام بھی مہ لقا تھا۔ بڑی خوں خوار اور خاصی بھاری بھرکم عورت تھیں۔ اس کی ماتحت استانیاں انہیں مہ لقا کی بجائے "فیل پا" کہا کرتی تھیں۔

خوں خوار عورت تھیں اور عمران کم از کم ہفتے میں دوبار اُن کے ہاتھ سے ضرور پٹتا تھا۔

مہ لقا رچرڈسن تھیں۔ لیکن عمران انہیں مہ لقا چیر پھاڑ کھن کہتا تھا۔ ساتھی بچے شکایت کر دیتے اور پھر ہوتی پٹائی۔!

بہر حال اس نام پر عمران کے ذہن میں انہیں کا چہرہ مہرہ ابھرتا تھا۔

گاڑی اس نے کلینک کے سامنے روکی۔ کئی گاڑیاں اور کھڑی ہوئی تھیں وہ سیدھا اندر چلا گیا اور ایک نرس سے ڈاکٹر مہ لقا کے بارے میں استفسار کیا۔

"وہ.... باہر جارہی ہیں۔!" نرس نے کہا۔

عمران نے مڑ کر دیکھا۔ ایک دیسی عورت ایک غیر ملکی سفید فام عورت کے ساتھ چلی جارہی تھی۔ دونوں کی پشت اسی کی طرف تھی۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا تھا اور ٹھیک اس وقت ان کو جالیا تھا جب وہ ایک گاڑی میں بیٹھ رہی تھیں۔

"معاف کیجئے گا۔!" عمران نے بوکھلائے انداز میں کہا۔ "میں آپ سے ملنے آیا تھا۔!"

"تو تشریف رکھئے.... میں ابھی آتی ہوں.... ایک مریض کو دیکھ کر۔!"

"جی بہت اچھا....!"

سفید فام لڑکی نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔ عمران کھڑا دیکھتا رہ گیا۔ نئے ماڈل کی شاندار مرسیڈیز کار تھی۔

وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتا ہوا انتظار گاہ میں آیا تھا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر اونگھنے لگا تھا۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ لیکن ڈاکٹر مہ لقا کی واپسی نہ ہوئی۔ ذرا ہی سی دیر میں عمران نے اس کا تفصیلی جائزہ لے لیا تھا۔ وہ اس کی تصوراتی مہ لقا سے بالکل مختلف تھی۔ نہ بھاری بھرکم اور نہ

بدصورت۔ آواز میں بھی نرمی تھی۔

مزید آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ وہ کلینک کے عملے میں بھی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ کیونکہ معاملہ تھا آدھے دن کی چھٹی کا.... اور اب دو بجنے والے تھے۔ قاعدے سے ایک ہی بجے کلینک کو بند ہو جانا چاہئے تھا۔

عمران اٹھ کر ڈسپنسری کی طرف چلا گیا۔

کمپاؤنڈر ایک نرس سے کہہ رہا تھا۔ "کیسے کلوز کر دوں...... گاڑی تو چھوٹ گئی ہے۔ مجھے رکنا پڑے گا۔ تم لوگ جاؤ۔!"

"کیا ہمیشہ اسی طرح چلی جاتی ہیں....؟" عمران نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"آپ کون ہیں جناب....؟" کمپاؤنڈر نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے بٹھا کر گئی ہیں.... ان سے ملنے آیا تھا۔!"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا کب آئیں گی۔!"

"میں قیامت تک انتظار کروں گا۔!"

"آپ ہیں کون....!"

"ایک مریض....!"

"وہ مردوں کو نہیں دیکھتیں....!"

"نہ دیکھنا ہوتا تو.... مجھے بٹھا کر کیوں جاتیں....!"

"میں نہیں جانتا.... بیٹھیے....!"

"کیا کوئی بہت پرانا مریض ہے....!"

"ہرگز نہیں....!" نرس بولی۔ "میرے علم میں تو کوئی انگریز مریض کبھی نہیں رہا۔!"

"مریضہ ہو گی۔ مردوں کو کہاں دیکھتی ہیں۔!" عمران نے کمپاؤنڈر کو آنکھ مار کر کہا اور وہ اُسے غصیلی نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔

"جی نہیں.... کوئی غیر ملکی مریضہ بھی نہیں ہے.... اور اس لڑکی کو میں نے یہاں پہلی بار دیکھا ہے۔!"

"آخر گئی کہاں ہیں....؟"

"کسی کو بھی بتا کر نہیں گئیں کہ کہاں جا رہی ہیں۔!"

"بڑی مصیبت ہے.... میں بکروں کے ریٹ لایا ہوں۔!"

"بکروں کے ریٹ....!"

"جی ہاں.... اپنا بکرا خود ذبح کریں گی۔ قصابوں نے دھاندلی مچا رکھی ہے۔!"

"مجھ سے تو نہیں کہا....!" نرس بولی۔

"کلینک میں نہیں ذبح کریں گی۔!"

"آپ پتا نہیں کیسی بات کر رہے ہیں جناب....!" سیاہ فام کمپاؤنڈر نے لال لال آنکھیں نکالیں۔!

"آپ نے ڈاکٹر زیدی کے کمپاؤنڈروں کو دیکھا۔!" عمران نے نرس سے پوچھا۔

"جی نہیں....!"

"ایک سے ایک گلفام اور گھونگھریالے بالوں والا ہے اور ایک یہ ہیں....!" عمران نے کمپاؤنڈر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آپ کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!" کمپاؤنڈر بھنا کر بولا۔

عمران نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر نرس سے کہا۔ "گوشت کی پرابلم کا واحد حل یہ ہے کہ کچھ لوگ مل کر ایک تندرست اور توانا بکرا خریدیں اور ذبح کر کے آپس میں تقسیم کر لیں۔ ریفریجریٹر تو قریب قریب سبھی رکھتے ہیں۔ نہیں بھی رکھتے تو پڑوسی پر پڑوسی کا حق بہر حال ہوتا ہے۔ جب گوشت ختم ہو جائے تو پھر بکرا خرید لائیں۔ خرید کہاں سے لائیں مجھ سے معاملہ طے کریں۔ بازار سے سستا اور اچھا گوشت نہ ملے تو یہ دھندا ہی چھوڑ دوں گا۔!"

"آپ تشریف لے جائیے.... ہمیں نہیں چاہئے بکرا وکرا....!" کمپاؤنڈر چڑچڑایا۔

"وکرا تو میں خود بھی آپ کو نہیں دوں گا۔ ڈاکٹر اور کمپاؤنڈروں کے بس کا روگ نہیں۔!"

"یہ وکرا کیا ہوتا ہے جناب....!" نرس نے مسکرا کر پوچھا۔

"کمپاؤنڈر صاحب جانتے ہیں....!"

"میں صاحب نہیں چمار ہوں.... آپ تشریف لے جائیے۔!"

"اپنی زبان سے تو نہ کہیئے....!"

"آپ چلے جائیے یہاں سے....!"

"کیسے چلا جاؤں.... ڈاکٹر مہ لقا بٹھا کر گئی ہیں۔!"

"تو جا کر بیٹھیے انہی کی کرسی پر....!"

"آیئے.... آیئے.... میرے ساتھ آیئے....!" نرس دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

عمران اس کے پیچھے انتظار گاہ میں آیا۔

"یہاں بیٹھئے.... وہ بد دماغ ہے۔ ذرا سی دیر ہو گئی ہے تو پاگل ہوا جا رہا ہے۔!" نرس نے کہا۔

"ایسے حالات کا عادی نہیں معلوم ہوتا۔!"

"جی نہیں.... ڈاکٹر بہت بااصول ہیں۔ مجھے تو نہیں یاد پڑتا کہ ایسا پہلے کبھی ہوا ہو۔ یقیناً وہ قریب ہی ہوں گی اور دس پانچ منٹ کی بات رہی ہو گی۔ ورنہ وہ صاف انکار کر دیتیں۔!"

"ایسا نہ کہئے.... معاملہ ایک انگریز لڑکی کا تھا۔!"

"آپ شاید ڈاکٹر کو اچھی طرح نہیں جانتے، انہوں نے خود بھی انگلستان ہی میں تعلیم حاصل کی ہے اور سفید فاموں سے قطعی مرعوب نہیں ہیں۔!"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے.....!"

"اسی لئے مجھے تشویش ہے اسی کی گاڑی پر گئی ہیں کہیں ایکسیڈنٹ تو نہیں ہو گیا۔!"

"ارے نہیں.... ایسا نہ سوچئے.....!"

"سوچنا پڑتا ہے.... اگر کوئی وجہ ہوتی تو یقیناً فون کر دیتیں کہ ان کا انتظار نہ کیا جائے اور کلینک بند کر دیا جائے۔!"

"اگر یہ بات ہے تب تو سوچنا پڑے گا۔!" عمران نے کہا اور ذہن پر زور دینے لگا۔ نئے ماڈل کی مرسیڈیز تھی.... اور نمبر.... نمبر اس نے غور سے دیکھے تھے اور اگر یادداشت دھوکا نہیں دے رہی تھی تو ذہن میں نمبر محفوظ بھی تھے۔ ایکس وائی زیڈ تین سو گیارہ (XYZ 311)۔

"آپ گھر پر تو فون کیجئے.....!" عمران نے کہا۔

"جی ہاں.... میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

وہ چلی گئی تھی اور عمران سوچ میں گم رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی۔

"کوئی میسیج نہیں ہے جناب.....!" اس نے اطلاع دی۔

"کیا فون پر ڈاکٹر شاہد تھے۔!"

"نہیں جناب.....! ملازم تھا۔ ڈاکٹر شاہد تو گیارہ بجے ہی کہیں باہر چلے گئے تھے۔!"

"باہر چلے گئے تھے.....؟"

"جی ہاں.....! وہ ڈاکٹر کو اپنی روانگی کی اطلاع دینے یہاں آئے تھے۔ لیکن شاید ڈاکٹر نہیں چاہتی تھیں کہ وہ باہر جائیں۔!"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں۔!"

دونوں میں خاصی دیر تک بحث و تکرار ہوتی رہی تھی پھر وہ چلے گئے تھے اور دیر تک ڈاکٹر کا موڈ خراب رہا تھا۔

"بڑی عجیب بات ہے.....!"

"اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔!"

"چار بجے تک انتظار کر کے پولیس کو فون کیجئے گا اور کسی ذمہ دار آدمی کی موجودگی میں کلینک بند کر کے گھر چلی جائیے۔!"

"اور گاڑی.....؟"

"میرا مطلب تھا کسی پولیس آفیسر کی موجودگی میں یہ کارروائی ہونی چاہئے اور گاڑی بھی اس کے سپرد کیجئے۔!"

بات بڑھ گئی تھی۔ ڈاکٹر مہ لقا کی واپسی آٹھ بجے تک نہیں ہوئی تھی۔ اس دوران میں عمران نے مرسیڈیز گاڑی کے رجسٹریشن نمبر کے حوالے سے خاصی معلومات فراہم کر لی تھیں اور اپنے ماتحتوں کو ان سے متعلق ہدایات دینے کے لئے ایکس ٹو والے فون کا ریسیور اٹھایا ہی تھا کہ سٹنگ روم والے فون کی گھنٹی بجی۔ وہ ریسیور رکھ کر سٹنگ روم میں آیا۔ کال ریسیو کی۔ دوسری طرف سے رحمان صاحب کی آواز آئی تھی۔

"کیا تم آج مہ لقا کے کلینک گئے تھے.....؟"

"جی ہاں.... اور ڈھائی بجے تک ان کی واپسی کا انتظار کرتا رہا تھا۔!"

"کمپاؤنڈر نے اپنی رپورٹ میں تمہارا ذکر ایک مشتبہ آدمی کی حیثیت سے کیا ہے۔!"

"کمپاؤنڈر کی مرضی.....!"

"اپنی اور تمہاری پوری گفتگو کا حوالہ بھی دیا ہے۔!"

"دیا ہوگا جناب.....! اب یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ میں اپنا تعارف ڈاکٹر شاہد کے ہونے والے سالے کی حیثیت سے کرا دیتا۔!"

"بکواس مت کرو.....!"

"جی بہت اچھا.....!"

"فوراً گھر پہنچو.....!"

"بہت بہتر....!"

ریسیور رکھ کر وہ پھر دوسرے کمرے میں پہنچا اور ایکس ٹو والے فون پر صفدر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔

"ایکس ٹو....!"

"یس سر....!"

جولیا کی رپورٹ کی مطابق وہ گاڑی کسی غیر ملکی ڈیوڈ ہملٹن کے نام پر رجسٹر ہوئی تھی۔ جو گیارہویں شاہراہ کی عمارت سام بلڈنگ کے ساتویں فلیٹ میں رہتا ہے۔ اس کے بارے میں مزید معلومات....!

"بہت بہتر جناب....!"

"دوسری بات....! آج بارہ بج کر پینتالیس منٹ پر اس گاڑی کو ایک سفید فام لڑکی ڈرائیو کر رہی تھی۔ جس کے بال اخروٹ کی رنگت کے ہیں عمر بیس، پچیس سال کے درمیان، اوپری ہونٹ پر بائیں جانب ابھرا ہوا سرخ تل ہے۔ بارہ بج کر پینتالیس منٹ پر وہ ایک لیڈی ڈاکٹر مہ لقا کو اپنے ساتھ لے گئی تھی کسی مریض کو دکھانے کے لئے۔ ڈاکٹر مہ لقا کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی۔ میرا مطلب ہے آٹھ بجے تک۔ اب آٹھ بج کر سترہ منٹ ہوئے ہیں۔ اغوا کا کیس بھی ہو سکتا ہے۔ تمہیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ لڑکی بھی اسی فلیٹ میں رہتی ہے یا نہیں۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"وٹس آل....!" یہ کہہ کر عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

کمرے سے نکل ہی رہا تھا کہ سلیمان سے مڈ بھیڑ ہو گئی!

"کبھی فرصت بھی ملے گی آپ کو....!" اس نے کہا۔

"فرصت ہی فرصت ہے.... کیا تکلیف ہے تمہیں....؟"

"میری مونچھ کے دو بال سفید ہو گئے ہیں۔!"

"الحمد للہ.... بقیہ کب تک سفید ہو جائیں گے۔!"

"آپ سنجیدگی سے میری بات سن لیجئے....!"

"اسی وقت....؟"

"اسی لئے پہلے ہی پوچھ لیا تھا کہ فرصت ہے یا نہیں....!"

"مونچھ کے دو عدد بالوں کے لئے قطعی فرصت نہیں....!"

"وہ کالیا کہہ رہا تھا کہ تیسرا بال بھی سفید ہو جائے تو پھر شادی نہیں ہوتی۔!"

"جوزف کہہ رہا تھا تو پھر ٹھیک ہی ہو گا۔ نہ مجھے سفید بالوں کا تجربہ ہے اور نہ شادی کا۔!"

"آپ مجھے پندرہ دن کی چھٹی دیں گے۔!"

"جب تیسرا بال سفید ہو جائے گا۔ چل ہٹ سامنے سے۔ گھر میں طلبی ہوئی ہے۔!"

"گھر میں طلبی ہوئی ہے۔!" سلیمان نے حیرت سے کہا۔

"ابے ہاں.... وہ ماما کی لونڈیا گلرخ ہے ناں اس کی شادی کا چکر چل رہا ہے۔!"

"کس سے....؟"

"قادر سے.... لیکن قادر اُسے پسند نہیں ہے۔!"

"ارے میری شکل اُسے یاد ہے یا نہیں....!"

"کوئی تازہ تصویر لادے.... صورت بھی یاد آجائے گی۔!"

"تو گویا ابھی گنجائش ہے....!"

"بالکل.... بالکل گل رخ کی پسند کا معاملہ ہے۔!"

سلیمان قریب قریب دوڑتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا تھا اور واپسی میں بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ پوسٹ کارڈ سائز کی تصویر عمران کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "تازہ ترین تصویر ہے۔!"

عمران ہی کا کوئی سوٹ پہنے ٹوسیٹر سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"اچھا تو یہ عیاشیاں ہوئی ہیں میری عدم موجودگی میں۔!" عمران نے تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ ہی کے نام پر مرتا ہوں۔ لوگ دیکھتے ہیں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کون صاحب ہیں۔ ارے جانتے نہیں....! عمران صاحب کے خانساماں چوہدری سلیمان صاحب ہیں۔!"

"چوہدری بھی ہیں....!"

"ٹوسیٹر ڈرائیو کرنے والا لوہار تو کہلائے گا نہیں....!"

"ٹھیک کہتا ہے.... ایک کوٹھی بھی تیرے نام کرادوں گا۔!"

"کون سی کوٹھی....؟"

"شہر کی جس کوٹھی کی طرف بھی اشارہ کردے گا۔ آخر خانساماں چوہدری سلیمان صاحب ہی کا تو عمران صاحب ہوں۔!"

"دیکھئے بات پکی ہی کر کے آیئے گا....!"

"اور تیرا یہ حق بھی محفوظ رکھوں گا کہ مجھے کچی روٹیاں کھلاتا رہے....!"

"رات کا کھانا بھی وہاں ہی کھا لیجئے گا...!" سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے مرغ تو صرف اپنے ہی لئے لایا ہوگا..!"

"بڑا والا ملا ہی نہیں....!"

"اچھا.... اچھا.... اب ہٹ جا سامنے سے....!"

"تصویر تو لیتے جائیے...!" سلیمان سامنے سے ہٹتا ہوا بولا۔

"زبانی بتادوں گا کہ اپنا سوٹ پہنے اپنی ٹوسیٹر سے ٹیک لگائے کھڑا رہتا ہے چوہدری۔ تصویر میں وہ دونوں بال صاف نظر آرہے ہیں..!"

سلیمان کھڑا بسورتا رہ گیا اور وہ فلیٹ سے باہر نکل آیا!

گھر پہنچا تو رحمان صاحب لان ہی پر ٹہلتے ہوئے مل گئے۔

"پہلے کنگسٹن اسٹریٹ کے تھانے جاؤ.... پھر یہاں آنا....!" انہوں نے کہا۔

"تت.... تھانے....!" عمران ہکلایا۔

"ایک مرسڈیز ملی ہے جسے ایک غیر ملکی لڑکی ڈرائیو کررہی تھی۔ اُسے روک لیا گیا ہے۔ تم شناخت کرسکو گے..!"

"جی ہاں.... کیا کمپاؤنڈر اور نرس بھی....!"

"میں نہیں جانتا.... تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم جاؤ....!"

"بہت بہتر....!" عمران نے کہا اور واپسی کے لئے مڑا۔

کنگسٹن کا تھانہ وہاں سے قریباً تین میل کے فاصلے پر تھا۔ ٹوسیٹر تیز رفتاری سے راستہ طے کررہی تھی اور پھر وہ تھانے کے سامنے ہی روکی گئی تھی۔ قریب ایک مرسڈیز بھی کھڑی نظر آئی۔ لیکن وہ گاڑی ہرگز نہیں تھی جس پر مہ لقا لے جائی گئی تھی۔ اس کار جسٹریشن نمبر پانچ عدد کا تھا اور سیریل بھی وہ نہیں تھا۔

وہ تھانے میں داخل ہوا لڑکی انچارج کے کمرے میں موجود تھی اور صد فیصد وہی لڑکی تھی جو مہ لقا کو لے گئی تھی۔ ڈاکٹر مہ لقا کا کمپاؤنڈر بھی موجود تھا۔

عمران کو دیکھتے ہی بول پڑا۔ "یہی صاحب تھے بکرے بیچنے آئے تھے..!"

عمران نے اپنا کارڈ انسپکٹر کی طرف بڑھادیا۔ اس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا اور کھڑا ہو گیا تھا۔

"مجھے افسوس ہے جناب....!" اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے علم نہیں تھا کہ آپ کا معاملہ ہے..!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... میں ہی تھا اپنے ایک دوست کی بیوی کے لئے وقت لینے گیا تھا۔!" عمران نے کہا اور اس کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ لڑکی ماحول سے لاتعلق نظر آرہی تھی۔

"کیا آپ نے اسے بتادیا ہے کہ اسے کیوں روکا گیا ہے....؟" عمران نے انسپکٹر سے پوچھا۔

"نہیں جناب.... وہ کہیں فون کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میں نے اجازت نہیں دی۔ دراصل سی آئی بی کے کیپٹن فیاض کی کال آئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ لڑکی کی شناخت کے لئے کسی کو بھیج رہے ہیں۔!"

"ٹھیک ہے.... یہی لڑکی تھی....!" عمران بولا۔

"کمپاؤنڈر نے بھی شناخت کرلیا ہے۔!"

"لڑکی نے فوراً اعتراف کرلیا کہ وہ ڈاکٹر مہ لقا کو لے گئی تھی۔!"

"کلینک سے صرف ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر رہتی ہوں۔" اس نے کہا بھی یہی ہوا تھا۔

"قریبی کلینک وہی تھا میں سیدھی وہیں گئی تھی۔!"

اور ڈاکٹر مہ لقا کو اپنی ہی گاڑی پر کلینک بھی واپس پہنچادیا تھا....؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"نہیں.... میں نے کہا تھا کہ پہنچادوں.... لیکن اس نے کہا کہ فاصلہ زیادہ نہیں ہے اور اسے راستے ہی میں کسی جگہ رک کر کچھ خریدنا بھی ہے۔ پیدل ہی واپس ہوئی تھی۔!"

انسپکٹر نے عمران کی طرف دیکھا اور عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہوسکتا ہے ایسا ہی ہوا ہو۔ اسے بتا دیجئے کہ مہ لقا اب تک گھر نہیں پہنچی۔!"

انسپکٹر نے لڑکی کو اطلاع دی۔

"خدا کی پناہ.... تو اس لئے مجھے روکا گیا ہے۔ اب تو مجھے گھر فون کرنے دیجئے۔!" لڑکی نے کہا۔

انسپکٹر نے عمران کی طرف دیکھا۔ اب لڑکی بھی پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔

عمران کے چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برس رہے تھے۔ اس نے عمران سے کہا۔ "شاید تم ہی تو تھے جس نے چلتے وقت ڈاکٹر سے کچھ کہا تھا۔!"

"اسی قصور پر تو میں پکڑ بلوایا گیا ہوں۔!" عمران کراہا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر وہ غائب ہوگئی ہے تو میرا کیا قصور....!"

"یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں.... مسٹر انسپکٹر.... براہِ مہربانی ہم دونوں کو جانے کی اجازت

دیجئے۔ ہم بالکل بے قصور ہیں۔!"

"ظاہر ہے.... ظاہر ہے....!" انسپکٹر سر ہلا کر بولا۔ "آپ دونوں اپنے تحریری بیان دے کر جاسکتے ہیں۔!"

"شکریہ....! لائیے کاغذ....!" عمران جیب سے کاغذ نکالتا ہوا بولا اور لڑکی سے کہا۔ "تم بھی وہی لکھ دو جو ابھی کہا تھا۔!"

"بالکل لکھ دوں گی....!"

دونوں نے اپنا اپنا تحریری بیان انسپکٹر کے حوالے کر دیا تھا۔

"تو پھر جائیں ہم دونوں....!" عمران نے احمقانہ انداز میں انسپکٹر سے پوچھا۔

"ضرور.... ضرور....!" انسپکٹر اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ آپ دونوں کو زحمت ہوئی۔!"

عمران اور لڑکی ساتھ ہی باہر نکلے تھے۔!

"کیسی دشواری میں پڑ گئی ہوں۔!" لڑکی نے کہا۔ "پاپا کو علم ہوگا تو ان کے مرض میں اضافہ ہو جائے گا۔!"

"تبخیر معدہ کا شافی علاج صرف یونانی طب کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ جدید میڈیکل سائنس تو اس میں ناکام ہو چکی ہے۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو.... پانچ سال سے مسلسل علاج ہو رہا ہے۔ وقتی طور پر افاقہ ہوتا ہے اور پھر وہی مصیبت....!"

"مجھے یونانی طریق علاج میں خاصا دخل ہے۔ اگر کہو تو میں دیکھ لوں تمہارے پاپا کو....!"

لڑکی نے غور سے اُسے دیکھا۔ کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "چلو اچھا ہے تم اگر انہیں اس لیڈی ڈاکٹر کے سلسلے میں مطمئن کر سکو تو میرے لئے بہتر ہوگا۔ ظاہر ہے کہ جب میں اپنا تحریری بیان دے چکی ہوں تو آئندہ کارروائیوں میں بھی مجھ سے مزید پوچھ گچھ ہو سکتی ہے۔!"

"ہاں یہ تو بات ہے....!"

"میں تم سے استدعا کرتی ہوں کہ ضرور چلو میرے ساتھ۔ میں سخت نروس ہو گئی تھی۔ یہ سن کر کہ وہ ابھی تک گھر نہیں پہنچی۔ تم نے بڑا سہارا دیا۔ اگر تم دخل اندازی نہ کرتے تو یہ آفیسر آسانی سے پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔!"

"ہاں.... کم از کم رات بھر ضرور بند رکھتا۔!"

"چلو میرے ساتھ.... اس کے بعد جہاں کہو گے خود پہنچا دوں گی۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

عمران اس کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ لڑکی ڈرائیو کر رہی تھی۔

"تم مجھے بہت شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔!" اُس نے کہا۔

"پتا نہیں۔ میں تو نہیں جانتا۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"میرے پاپا ماہر ارضیات ہیں۔ تمہاری حکومت نے ان کی خدمات حاصل کی ہیں۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں ان کا علاج کر دوں گا۔!"

"لیکن ہم لوگوں کے لئے یہ طریق علاج بالکل نیا ہوگا۔!"

"بڑی لذیز ادویات ہوتی ہیں۔ تم تو یہ چاہو گی کہ انہیں ٹوسٹ پر لگا کر کھا جاؤ۔!"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے۔ میری چھینکوں کا علاج بھی کر دینا۔ آتی ہیں تو آتی ہی چلی جاتی ہیں۔!"

"چھینکنے سے پہلے ناک میں سرسراہٹ ہوتی ہے یا کان میں....!"

"اس پر تو غور نہیں کیا....!"

"اب غور کرنا....!"

"تو تم بھی ڈاکٹر ہو....؟"

"حکیم.... یونانی علاج کرنے والے حکیم کہلاتے ہیں۔!"

"کیا اس لیڈی ڈاکٹر سے تمہاری دوستی ہے۔!"

"نہیں.... پہلی بار گیا تھا۔ ایک دوست کی بیوی کے لئے وقت لینے۔ جو یونانی طریق علاج پر یقین نہیں رکھتے۔!"

"لذیذ دوائیں اُسے پسند نہیں ہیں؟"

"خدا جانے.... اوہ معاف کرنا.... میں نے تمہارا نام نہیں پوچھا۔!"

"میرا نام ہے کورنیلیا.... تم نیلی کہہ سکتے ہو۔!"

"شکریہ.... میرا نام ہے عمران تم ران کہہ سکتی ہو۔!"

"ہیلو ران....!" وہ ہنس کر بولی۔

"ہیلو نیلی....!"

"اتنی ذرا سی دیر میں ہم دوست بن گئے۔!" لڑکی پھر ہنس پڑی۔

اور عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"میں نے محسوس کیا ہے کہ تمہارے یہاں لڑکے اور لڑکیاں الگ الگ رہتے ہیں۔!"

"اور مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے۔!"

"تمہاری کوئی گرل فرینڈ ہے۔۔۔۔؟"

"اسی لئے تو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔!"

"میں کیسی رہوں گی۔!"

"تت۔۔۔۔ تت۔۔۔۔ تم بہت اچھی ہو۔۔۔۔!" عمران ہکلایا۔

"شکریہ۔۔۔۔!"

گاڑی ایک عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔ خاصا کشادہ لان تھا اور روشنی کا بھی معقول انتظام تھا۔ گاڑی پورچ میں رکی تھی۔

"تم انگلش کے علاوہ اور کون کون سی یورپی زبانیں بول سکتے ہو۔۔۔۔؟"

"کوئی بھی نہیں۔۔۔۔ ہمارے یہاں صرف انگلش ہی عام طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ ہم پر انگریزوں ہی کی حکومت رہی ہے نا۔۔۔۔!"

"تمہاری انگلش بہت اچھی ہے۔!"

"شکریہ نیلی۔۔۔۔!"

"میری مادری زبان جرمن ہے۔۔۔۔ میرے باپ پچھلی جنگ عظیم میں ہجرت کر کے امریکہ آگئے تھے۔!"

"تم مجھے جرمن سکھا دو۔۔۔۔!" عمران گھگھیایا۔

"بڑی خوشی سے۔۔۔۔!"

وہ اسے اندر لائی تھی اور سیدھی لائبریری میں لیتی چلی گئی تھی۔ جہاں ایک ادھیڑ عمر کا دبلا پتلا آدمی آرام کرسی پر نیم دراز پائپ کے ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"یہ مسٹر عمران ہیں پاپا۔" وہ جلدی سے بولی۔ "مجھے پولیس نے روک لیا تھا۔!"

"کک۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔؟"

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ سب ٹھیک ہے۔ مسٹر عمران کی وجہ سے جلد گلو خلاصی ہوگئی ہے وہ جو لیڈی ڈاکٹر آئی تھی۔ غائب ہوگئی ہے۔!"

"غائب ہوگئی ہے۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔۔۔۔!"

"یہ مسٹر عمران اس وقت کلینک میں موجود تھے۔ جب میں اسے یہاں لائی تھی۔ تم تو بیہوش تھے اس نے انجکشن دیا تھا اور پھر جب میں نے اس سے کہا کہ چلو تمہیں کلینک تک چھوڑ آؤں تو اس نے کہا کہ پیدل ہی چلی جائے گی۔ اُسے راستے میں کچھ خریدنا ہے۔!"

"اچھا تو پھر۔۔۔۔!"

"وہ اب تک نہ تو کلینک پہنچی ہے اور نہ گھر۔۔۔۔!"

"یہ تو بہت بُری خبر ہے۔۔۔۔ بے بی۔۔۔۔ لیکن تمہیں پولیس نے کیسے پکڑا۔۔۔۔!"

"کنگسٹن اسٹریٹ سے گزر رہی تھی کہ روک لی گئی۔ پھر یہ مسٹر عمران شاید میری شناخت کے لئے بلوائے گئے تھے۔!"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔!"

"اور میں نے پولیس آفیسر کا دماغ درست کردیا۔۔۔۔!" عمران بولا۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ۔۔۔۔! ہم یہاں اجنبی ہیں۔۔۔۔ بیٹھ جاؤ کھڑے کیوں ہو۔۔۔۔ بے بی ان کی مدارت کرو۔!"

"کیا پیئو گے۔۔۔۔؟" نیلی نے پوچھا۔

"چائے اور سادہ پانی کے علاوہ کچھ نہیں پیتا۔۔۔۔!"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔!" بوڑھا سر ہلا کر بولا۔ "چائے ہی سہی۔۔۔۔!"

نیلی چلی گئی۔۔۔۔ اور عمران نے بوڑھے سے کہا۔ "آپ کے مرض کے بارے میں معلوم کر کے سخت افسوس ہوا۔۔۔۔!"

"کیا بتاؤں۔۔۔۔ سارا قصور خرگوش کے گوشت کا ہے۔ پانچ سال پہلے ایک ایسے خطے کا سروے کرنا پڑا تھا جہاں خرگوش کے علاوہ اور کوئی جانور پایا نہیں جاتا۔ چھ ماہ تک اسی کے گوشت پر گزارا کرنا پڑا تھا اور یہ مرض مول لے بیٹھا تھا۔!"

"ارے خرگوش کیا۔۔۔۔ طب یونانی تو ہاتھی تک کو مٹن بنا کر رکھ دیتی ہے۔!"

"طب یونانی۔۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔۔ خرگوش کے گوشت کے مضر اثرات زائل ہو سکتے ہیں۔ املی کی پتیاں اس کے پیٹ میں بھر کر ابال لو۔۔۔۔ بے ضرر ہو کر رہ جاتا ہے۔!"

"املی کی پتیاں اگر اس علاقے میں دستیاب نہ ہوں تو۔۔۔۔!"

"گیلی مٹی کہاں نہیں ہوتی۔۔۔۔ کھال اتار کر اور آلائش صاف کر کے گیلی مٹی میں دبا دو۔ تین

گھنٹے تک دبا رہنے دو۔ پھر نکال کر دھو ڈالو..... بس یہ سمجھ لو کہ املی کی پتیوں ہی والی کارروائی ہوگئی۔!"

کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ نیلی واپس آگئی اور بولی۔ "اب کوئی پولیس آفیسر یہاں بھی آپہنچا ہے۔!"

"آنے دو..... اس کا بھی دماغ درست کردوں گا۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ طب یونانی۔!"

بوڑھے نے ہاتھ اٹھا کر عمران کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور نیلی سے بولا۔ "بہت بُرا ہوا بہت بُرا۔ ہم بڑی مصیبت میں پڑگئے ہیں۔ بلاؤ اُسے"

پھر کیپٹن فیاض عمران کی شکل ہی دیکھتا رہ گیا تھا۔ کیونکہ طب یونانی کے فضائل بڑی شد و مد سے بیان کئے جارہے تھے اور وہ ایسا بن گیا تھا جیسے فیاض سے شناسائی تک نہ ہو۔ فیاض نے بھی شاید چھیڑنا مناسب نہ سمجھا۔

لڑکی سے براہِ راست سوالات کرنے لگا تھا۔ عمران خاموش سنتا رہا بوڑھا بھی خاموش تھا۔

"کیا کوئی ایسا گواہ ہے جس نے ڈاکٹر مہ لقا کو یہاں سے پیدل جاتے دیکھا ہو۔!" فیاض نے بالآخر اپنی دانست میں سب سے زیادہ خطرناک سوال کیا۔ لڑکی ہچکچائی تھی۔ لیکن عمران تڑ سے بولا۔ "ہے کیوں نہیں..... برابر والے بنگلے میں انٹرنیشنل بنک کا اسسٹنٹ منیجر صدیقی رہتا ہے اس نے دیکھا تھا۔!"

وہ تینوں ہی اُسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

"میں ابھی اُسے بلائے لاتا ہوں.....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"جی نہیں آپ تشریف رکھئے.....!" فیاض نے بھنا کر کہا۔

"ہاں! شاید ران ٹھیک کہتا ہے۔!" لڑکی بولی۔

"ران.....!" فیاض کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"میرا نام عمران ہے..... یہ بے تکلفی میں ران کہتی ہیں۔ ہم پرانے دوست ہیں۔!"

فیاض نے طویل سانس لی اور شاید خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آپ اس وقت کلینک میں موجود تھے۔!" فیاض نے کھنکار کر کہا۔

"جی ہاں..... میں وہاں موجود تھا۔!"

"تعجب ہے کہ آپ گاڑی میں نہیں بیٹھ گئے جب کہ پرانے دوست تھے۔!"

"یہ میں ہی جان سکتا ہوں کہ مجھے کب کیا کرنا ہے۔!"

"پھر آپ تصدیق کے لئے کیوں بلوائے گئے تھے جناب جب کہ پرانے دوست ہیں۔!"

"لو بھئی کمال ہے وہ پولیس آفیسر کیسے جان سکتا ہے کہ ہم پرانے دوست ہیں۔ کیا آپ کو معلوم تھا.....؟ میں نے ابھی بتایا ہے.....!"

اس کے بعد فیاض چند مزید الٹے سیدھے سوالات کرنے کے بعد رخصت ہوگیا تھا۔

"دیکھا اس کا بھی دماغ درست کردیا نا.....!" عمران خوش ہوکر بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے.....!" بوڑھے نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "لیکن میرے پڑوسی بنک منیجر والی شہادت کی بات.....؟"

"وہ یہی کہے گا کہ اس نے لیڈی ڈاکٹر کو پیدل جاتے دیکھا تھا۔ میرا دوست ہے۔!"

"واہ..... ران واہ..... تم نے تھوڑی دیر پہلے کی دوستی کا حق ادا کردیا۔!" نیلی نے کہا۔

"لفظ دوستی کا تقدس اور احترام کوئی ہم مشرقیوں سے پوچھے۔!"

"میں تسلیم کرتا ہوں.....!" بوڑھا بولا۔

پھر چائے آئی تھی اس کے بعد نیلی نے عمران سے کہا تھا کہ وہ جہاں کہے اُسے پہنچا آئے۔

"نہیں مجھے بھی پیدل ہی جانے دو.....!" عمران نے کہا۔ "تمہارے پڑوسی بنک منیجر سے بھی تو بات پکی کرنی ہے۔ کل خود ہی ادھر آجاؤں گا۔!"

باہر نکل کر وہ برابر والے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوا تھا اور برآمدے کی طرف چل پڑا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد صدیقی کے بنگلے سے برآمد ہوکر فٹ پاتھ پر کھڑا ہوگیا۔ کسی ٹیکسی کا انتظار تھا۔ اپنی ٹوسیٹر تو کنگسٹن کے تھانے کے باہر چھوڑ آیا تھا۔

ٹیکسی جلد ہی مل گئی۔ ڈرائیور کو کنگسٹن اسٹریٹ چلنے کی ہدایت دے کر سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔

پھر جلد ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ ایک گاڑی ٹیکسی کا تعاقب کررہی ہے۔

"نہیں..... کنگسٹن نہیں۔ پہلے مجھے سول لائنز جانا ہے۔!" اس نے ڈرائیور سے کہا۔

"بہت اچھا جناب.....!"

گاڑی اب بھی تعاقب کررہی تھی۔ عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور منہ میں ایک پیس ڈال کر اُسے آہستہ سے کچلنے لگا۔ حالات تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ تعاقب کا مطلب یہ تھا کہ باپ بیٹی اس کی طرف سے مطمئن نہیں تھے۔ یا پھر محض اس کے بارے میں پوری

معلومات فراہم کرنے کے لئے یہ قدم اٹھایا گیا ہو۔

بہر حال اُسے رانا پیلس جانا تھا۔ رحمان صاحب سے ملاقات بھی ضروری تھی۔ لیکن وہ کم از کم اس وقت کسی قسم کا بھی رسک لینے پر تیار نہیں تھا۔

ٹیکسی اُس نے رانا پیلس کے سامنے رکوائی تھی اور تعاقب کرنے والی گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

"ٹیکسی سے اُتر کر اُس نے کرایہ ادا کیا اور پھاٹک کی طرف چل پڑا۔

یہاں بلیک زیرو رانا تہور علی کے سیکریٹری کی حیثیت سے مستقل طور پر مقیم تھا۔

پھاٹک پر پہنچ کر عمران نے چوکیدار سے کہا۔"رانا صاحب کے سیکریٹری کو فون کرو کہ عمران آیا ہے۔!"

سیکریٹری کی اجازت حاصل کئے بغیر چوکیدار کسی کو کمپاؤنڈ میں قدم بھی نہیں رکھنے دیتا تھا۔

پھاٹک پر کھڑے ہی کھڑے عمران نے تعاقب کرنے والی گاڑی کی واپسی بھی نوٹ کی۔ گاڑی کی رفتار زیادہ تیز بھی نہیں تھی۔ شاید ڈرائیور اس عمارت کا محل وقوع اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران عمارت کے ایک کمرے سے رحمان صاحب کو فون کرتا نظر آیا۔ بلیک زیرو اس کے قریب ہی مؤدب کھڑا تھا۔

"کیا بات ہے.... تم آئے کیوں نہیں....؟" رحمان صاحب نے سوال کیا۔

"غالباً فیاض صاحب نے رپورٹ دے دی ہو گی۔!"

"تمہاری یہ حرکت میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"وہ میں بعد میں عرض کروں گا۔ پہلے یہ بتائیے کہ معاملہ کنگسٹن تھانے سے اچانک آپ کے محکمے میں کیسے پہنچ گیا۔!"

"مجھے حالات کا علم نہیں تھا۔ میں نے شام کو چھ بجے مہ لقا سے گھر پر بات کرنی چاہی تھی۔ وہاں پر نرس موجود تھی جس کے سامنے وقوعہ ہوا تھا۔ اُسی نے میری کال ریسیو کی اور بتایا کہ کنگسٹن کے تھانے میں رپورٹ درج کرادی گئی ہے۔ اس نے اس آدمی کا ذکر بھی کیا جو مہ لقا کے ہاتھ بکرے فروخت کرنا چاہتا تھا۔ میں نے فیاض کو ہدایت کی کہ وہ تھانے سے معلومات حاصل کرے۔!"

"بہر حال....! میں چاہتا ہوں کہ آپ کا محکمہ اس معاملے کی طرف سے اپنی توجہ فوری طور

پر ہٹالے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کھیل بگڑ جائے گا۔ اُسے فی الحال کنگسٹن کے تھانے ہی تک محدود رہنے دیجئے۔ لڑکی بلا شبہ وہی ہے لیکن مرسیڈیز وہ نہیں ہے۔ ہاں ڈاکٹر شاہد کا کچھ پتا چلا۔!"

"کوئی نہیں جانتا ہے کہ وہ کہاں گیا ہے۔!"

"مہ لقا کے اغواء کی داستان پریس میں جانے دیجئے۔ اس کی تصویر سمیت۔!"

"کیوں....؟"

"شاہد کی واپسی کے لئے....!"

"ضروری نہیں ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ دونوں گمشدگیاں ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔!"

"آخر کس بناء پر....!"

"بناء ہی معلوم کرنے کے لئے شاہد کی فوری واپسی بے حد ضروری ہے۔!"

"آخر تمہارے ذہن میں کیا ہے....؟"

"شاہد خائف تھا۔ قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے۔!"

"تمہارا خیال درست ہے۔ میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔!"

"تو پھر اسے پریس میں جانے دیجئے۔!"

"اچھی بات ہے....!"

"فی الحال صرف فون پر رابطہ رکھ سکوں گا۔!"

"اچھا....!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی۔

ساڑھے دس بج گئے تھے۔ عمران نے اس کے بعد اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ سلیمان نے کال ریسیو کی۔

"تیرے لئے سنہرا موقع ہے۔!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کیا بات پکی ہو گئی جناب عالی....!" سلیمان کی چہکار سنائی دی۔

"تھوڑی سی کچی ہے ابھی۔ دیکھ میرا سب سے اچھا سوٹ پہن اور ایک ٹیکسی کر کے کنگسٹن کے تھانے پہنچ جا۔ ٹو سیٹر باہر ہی کھڑی ملے گی۔ تجھے تو علم ہے کہ اگنیشن کی دوسری کنجی کس خانے میں چھپا کر رکھتا ہوں۔!"

"اچھی طرح جناب عالی....!"

"بس تو پھر تو اُسے وہاں سے گیراج میں پہنچادے۔!"

"کیا بات ہوئی....!"

"سوٹ اتار کر اُسے سلیقے سے پریس کرنا اور الماری میں لٹکا دینا۔!" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر صفدر نے رپورٹ دی ہوگی تو فون سے اٹیچڈ ریکارڈر میں ریکارڈ ہو گئی ہوگی اور اب اس کے لئے گھر ہی جانا پڑے گا۔ لیکن پھر اس نے یہیں سے صفدر کے نمبر ڈائیل کئے۔ لیکن جواب نہ ملا۔ لیکن دیر تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد اس نے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو....!"

"یس سر....! وہ جناب میں نے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"کیوں....؟"

"جزیرہ موبار سے صفدر کی کال آئی تھی۔ اس نے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ گیارہ بجے وہ پھر کال کرے گا۔!"

"اس سے کہو کہ تین سات نوچھ پر مجھ سے گفتگو کر سکتا ہے۔ اس وقت سے صبح پانچ بجے تک۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔!

"وہ جزیرہ موبار جا پہنچا ہے۔!" عمران نے مڑ کر بلیک زیرو سے کہا۔

"ہو سکتا ہے کسی کا تعاقب کر رہا ہے۔!"

"یہی بات ہو سکتی ہے۔!"

گیارہ بج کر پانچ منٹ پر صفدر کی کال آئی تھی۔!

"تفصیلی معلومات کا موقع ہی نہ مل سکا جناب....!" وہ کہہ رہا تھا۔ "ٹھیک پونے نو بجے دونوں فلیٹ سے نکلے تھے اور اسی مرسیڈیز میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔ میں نے تعاقب ہی کرنا مناسب سمجھا....!"

"کن دونوں کی بات کر رہے ہو....!"

"ڈیوڈ ہملٹن اور وہ لڑکی....!"

"کون لڑکی....؟"

"وہی جناب جس کے اوپری ہونٹ پر سرخ تل ہے اور اتنا نمایاں ہے کہ دور سے بھی نظر آتا ہے۔ بال اخروٹ کی رنگت کے ہیں۔!"

"اچھا آگے کہو....!"

"وہ بندرگاہ پہنچے اور اس بڑی اور تیز رفتار لانچ پر سوار ہو گئے جو قریبی جزیروں تک جاتی ہے۔ میں بھی اسی لانچ میں ان کے ساتھ موبار تک آ پہنچا اور اب وہ یہاں اس وقت بلیو ہیون نائٹ کلب میں پاگلوں کی طرح رقص کر رہے ہیں۔!"

"لہٰذا تم ہوش مندوں کی طرح فوراً واپس آجاؤ.... اور وہاں ٹھہرو جہاں انہوں نے بندرگاہ پر اپنی گاڑی پارک کی ہے۔ اس پر خاص طور پر نظر رکھنا کہ لڑکی بھی واپس آتی ہے یا نہیں۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"جلدی کرو....!"

"بہت بہتر....!"

عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔ "وہ پوری طرح ہوشیار ہیں اور انہیں پل پل کی خبر ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"لڑکی پونے نو بجے میرے ساتھ تھی اور وہ کہہ رہا ہے کہ پونے نو بجے سے وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ وہ ڈیوڈ ہملٹن کے ساتھ ہے اور دونوں جزیرہ موبار کے ایک نائٹ کلب میں رقص کر رہے ہیں۔!"

"حیرت انگیز....!"

"قطعی نہیں....! جس لڑکی کے ساتھ میں تھا صفدر نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی۔ سرخ تل بنا لینا مشکل نہیں اور یہ لڑکی کی آسان ترین شناخت ہے۔!"

"تب پھر یہ لڑکی دیدہ دانستہ کنگسٹن کے تھانے کے قریب سے گزری ہوگی تاکہ شبہے سے بالاتر ہو جائے۔!"

"ہو سکتا ہے لیکن یہ احمقانہ حرکت ہے۔ معاملات کو الجھانے کا ایک گھٹیا طریقہ۔ باخبر ضرور ہیں وہ لوگ لیکن زیادہ ذہین نہیں یا پھر بہت زیادہ ذہین ہیں اور ہمیں یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ بالکل گھامڑ ہیں، آسانی سے پکڑے جائیں گے۔!"

"جی ہاں....!دونوں ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔!"

"خیر دیکھا جائے گا۔!"

عمران اُسی کمرے کے ایک صوفے پر لیٹ گیا تھا اور فون سرہانے رکھ لیا تھا۔

بارہ بج کر دس منٹ پر فون کی گھنٹی پھر بجی تھی۔ دوسری طرف صفدر ہی تھا۔

"میں بندرگاہ پر واپس آگیا ہوں جناب....!" وہ کہہ رہا تھا۔ "لیکن گاڑی اس جگہ موجود نہیں ہے جہاں پارک کی گئی تھی۔!"

"گھر واپس آکر سو جاؤ.... مجھے بھی نیند آرہی ہے۔!" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا اور روشنی بجھا کر لیٹ گیا۔

دوسری صبح کے اخبارات میں ڈاکٹر مہ لقا کے اغواء کی داستان چھپ گئی تھی اور ساتھ ہی تبصرہ بھی تھا کہ ماہر ارضیات ہانس پریسیا کی بیٹی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مہ لقا پیدل واپسی پر اصرار نہ کرتیں تو یہ واردات اتنی آسانی سے نہ ہو سکتی۔ انٹرنیشنل بنک کے اسسٹنٹ منیجر مسٹر صدیقی نے مس کورنیلیا کے بیان کی تصدیق کی ہے کہ ڈاکٹر مہ لقا وہاں سے پیدل ہی روانہ ہوئی تھیں۔ مسٹر صدیقی مسٹر ہانس پریسیا کے پڑوسی ہیں۔

عمران نے اخبار بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "جب اس لڑکی نے اعتراف کر لیا تھا کہ وہی مہ لقا کو لے گئی تھی تو پھر موبار والے ڈرامے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔!"

"آپ ہی نے فرمایا تھا کہ وہ اپنے بارے میں ہمیں غلط فہمی میں مبتلا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔!"

"فی الحال اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔!"

فون کی گھنٹی بجی تھی اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا تھا۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔

"نئی خبر ہے جناب۔ ڈیوڈ ہملٹن نامی آدمی چھ ماہ قبل اس فلیٹ میں رہتا تھا اب وہاں ایک بوڑھی عورت رہتی ہے۔ پڑوسیوں نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔!"

"تو کیا وہ دونوں اس کے رشتہ دار تھے جن کے ساتھ تم موبار گئے تھے۔!"

"وہ کہتی ہے کہ میں یہاں تنہا رہتی ہوں اور کل تو کوئی آیا بھی نہیں تھا۔!"

"تمہیں یقین ہے کہ تم نے ساتویں ہی فلیٹ سے انہیں برآمد ہوتے دیکھا تھا۔!"

"جی ہاں.... مجھے یقین ہے....!"

"گاڑی کہاں کھڑی کی تھی....؟"

"عمارت سے دو ڈھائی فرلانگ کے فاصلے پر۔ وہ دونوں وہاں سے پیدل گاڑی تک گئے تھے۔!"

"بوڑھی عورت کے بارے میں کیا خیال ہے....؟"

"وہ ایک عیسائی عورت ہے۔ گرین ٹمپل گرلز ہائی سکول میں ہیڈ مسٹریس کے فرائض انجام دیتی ہے۔ پڑوسیوں سے معلوم ہوا ہے انہوں نے کبھی کسی مرد کو اس کے فلیٹ میں آتے نہیں دیکھا۔ عورتیں ہی آتی ہیں۔ بہر حال میں نے اس آدمی کا حلیہ بھی پڑوسیوں کو بتایا تھا لیکن جواب ملا کہ وہ ڈیوڈ ہملٹن نہیں ہو سکتا۔ ڈیوڈ ہملٹن ایک موٹا اور ادھیڑ عمر کا آدمی ہے۔ جوان اور اسمارٹ نہیں تھا۔!"

"ہوں.... اچھا.... دوسری ہدایات کا انتظار کرو۔!" عمران نے کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اُس نے بلیک زیرو کو صفدر کی رپورٹ سے آگاہ کیا تھا۔

"کسی حرکت کا بھی مقصد سمجھ میں نہیں آرہا۔!" بلیک زیرو بولا۔

"پوری پارٹی عمران معلوم ہوتی ہے۔!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا تھا۔

"میری دانست میں تو وہ یہی چاہتے ہیں کہ ہماری تمام تر توجہ کورنیلیا ہی کی طرف رہے۔!"

"اور کورنیلیا کی بے گناہی کا ثبوت خود میں نے فراہم کر دیا ہے۔ واہ کیا غزل ہوئی ہے۔ مرزا غالب کے ابتدائی دور کی۔ مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا.... اس بار میں نے خود ہی اپنے سر پر ڈنڈا رسید کر لیا ہے۔!"

بلیک زیرو اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"سب سے زیادہ شاندار گاڑی گیراج سے نکلوا دو....!"

"بہت بہتر جناب....!" بلیک زیرو اٹھتا ہوا بولا۔

اور تھوڑی دیر بعد ایئر کنڈیشنڈ امپالا رانا پیلس کی کمپاؤنڈ سے برآمد ہوئی تھی۔ عمران خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس وقت بھی اس کا اندازہ غلط نہ نکلا۔ تعاقب تو ہو ہی رہا تھا اور ایک گاڑی آگے بھی تھی۔

خود عمران کی گاڑی لاسلکی آلات سے لیس تھی۔ اس لئے دونوں گاڑیوں کے درمیان لاسلکی رابطے سے بھی لاعلم نہ رہ سکا۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ "یہ اس وقت اُدھر ہی جائے گا۔ لہٰذا تم اطمینان سے چلتے رہو۔!"

"کدھر جائے گا....؟" غالباً گاڑی سے پوچھا گیا۔

"پریسیا کی طرف....!" پچھلی گاڑی سے جواب ملا۔

"گفتگو انگریزی ہی میں ہو رہی تھی اور لہجے سے عمران نے ان کی قومیت کا اندازہ بھی لگا لیا تھا۔

شرارت آمیز مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر اٹھکیلیاں کرنے لگی۔ اُس نے راستہ بدل دیا۔ اگلی گاڑی اُسی سڑک پر مڑ گئی تھی۔ جس سے گزر کر وہ ماہر ارضیات ہانس پریسیا کی کوٹھی کی طرف جاتا۔ لیکن عمران سیدھا چلتا گیا۔ پچھلی گاڑی اب بھی عقب نما آئینے میں نظر آ رہی تھی۔

دفعتاً ٹرانس میٹر سے آواز آئی۔ "میرا اندازہ غلط تھا۔ وہ شاید پریسیا کی طرف نہیں جا رہا۔ گاڑی سیدھی جا رہی ہے۔ تم بھی پلٹ کر سیدھے ہی چلے آؤ....!"

"بہت اچھا....!" جواب ملا۔

عمران نے سر کو جنبش دی تھی اور سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے تھے۔

دونوں گاڑیوں کے درمیان میڈیم ویو پر رابطہ قائم تھا۔ عمران نے اپنی گاڑی کے ٹرانس میٹر کے مائیکروویو کا بٹن دبایا اور سائیکو مینشن سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ اپنے کسی ماتحت کو پچھلی دونوں گاڑیوں کی نگرانی پر مامور کرنا چاہتا تھا۔ رابطہ جلد ہی قائم ہو گیا اور وہ ایکس ٹو کی آواز میں احکامات جاری کرنے لگا۔

اب اُسے اُس وقت تک خواہ مخواہ شہر کی سڑکوں کے چکر لگانے تھے جب تک اُس کے کسی ماتحت کی طرف سے اطلاع نہ مل جاتی کہ دونوں گاڑیاں اُس کی نظر میں آ گئی ہیں۔

پچھلی رات رحمان صاحب دیر تک جاگے تھے اس لئے کسلمندی کی وجہ سے انہوں نے آفس جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا اور فون پر ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کو اطلاع بھی دے دی تھی کہ وہ آفس نہیں آ سکیں گے۔ انہوں نے صبح کے اخبارات دیکھے تھے جن میں مہ لقا والے کیس کی رپورٹنگ اسی طرح کی گئی تھی جس طرح انہوں نے چاہا تھا۔ اس رپورٹنگ کی روشنی میں ہانس پریسیا اور اس کی بیٹی فی الحال شبہے سے بالاتر ہو گئے تھے۔ لیکن ساتھ ہی عمران کا یہ ریمارک بھی ذہن میں کھٹک رہا تھا کہ لڑکی کی گاڑی بلاشبہ مرسیڈیز تھی لیکن وہ گاڑی نہیں تھی جس پر مہ لقا لے جائی گئی تھی۔

آخر عمران نے کس بناء پر یہ بات کہی تھی کہ گاڑی وہ نہیں تھی جس پر لڑکی کنگسٹن کے تھانے تک پہنچی تھی۔ کیا رجسٹریشن نمبر میں فرق تھا۔ ایسی صورت میں عمران کو چاہئے تھا کہ

انہیں اس گاڑی کے رجسٹریشن نمبر سے بھی آگاہ کر دیتا۔

اسی اُدھیڑ بن میں دوپہر کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ میز پر ثریا کے علاوہ ان کی دونوں بھتیجیاں بھی تھیں۔ بیگم صاحبہ کبھی میز پر نہیں کھاتی تھیں۔ اس لئے ان کی عدم موجودگی غیر معمولی نہیں تھی۔

رحمان صاحب نے جیسے ہی اپنے سامنے والی قاب کا ڈھکن اٹھایا اچھل پڑے۔

"یہ کس کی بد تمیزی ہے....!" وہ دہاڑے تھے۔ لڑکیاں بھی اٹھ کھڑی ہوئیں اور حیرت سے قاب کی طرف دیکھنے لگیں۔ کوئی مردہ پرندہ پروں سمیت قاب میں رکھا ہوا تھا۔ بغور دیکھنے پر تیتر نظر آیا۔ آدھا تیتر.... ٹانگوں کے پاس سے آدھا غائب تھا۔

"کس نے میز لگائی تھی....؟" وہ پھر دہاڑے۔

"خانساماں نے.... یا شاید مجید نے....!" ثریا سہم کر بولی۔

"بلاؤ دونوں کو....!"

"ایک بھتیجی دوڑ گئی۔

"یہ آخر ہے کیا بلا....!" ثریا نے چٹکی سے تیتر کی چونچ پکڑ کر اسے قاب سے اٹھاتے ہوئے کہا اور رحمان صاحب کی نظر اس چھوٹے سے لفافے پر پڑی جو تیتر کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

اتنے میں خانساماں آ گیا۔ رحمان صاحب نے لفافہ اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا۔ ثریا نے تیتر کو پھر قاب میں رکھ دیا اور خانساماں کی طرف دیکھنے لگی۔

"یہ کیا ہے....؟" رحمان صاحب قاب کی طرف اشارہ کر کے دہاڑے۔

"یہ.... صص.... صاحب....!" خانساماں ہکلایا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"یہ کیا بیہودگی ہے....؟"

"مم.... میں.... نہیں جانتا صاحب....! میں نے تو دو بھنے ہوئے تیتر رکھے تھے.... تیسرا تو کوئی تھا بھی نہیں۔!"

"تو پھر یہ کہاں سے آیا....!"

"مم.... میں کیا بتاؤں جناب عالی....!"

"جاؤ.... معلوم کرو....!" رحمان صاحب میز پر ہاتھ مار کر چیخے اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے آئے۔

جیب سے لفافہ نکال کر چاک کیا انگریزی میں ٹائپ کیا ہوا مختصر سا مضمون برآمد ہوا تھا۔

"جس آسانی سے یہ آدھا تیتر تمہاری کھانے کی میز پر پہنچ سکتا ہے اسی طرح تمہارے بیٹے کو گولی بھی ماری جاسکتی ہے۔!"

رحمان صاحب کا چہرہ اُتر گیا۔ خاصی دیر تک بے حس و حرکت کھڑے رہے تھے پھر یہ معلوم کرنے نکلے تھے کہ آخر وہ تیتر اس قاب میں کیسے پہنچا۔!"

تیتر صرف انہیں ہی مرغوب تھے اور خصوصیت سے انہی کے سامنے رکھے جاتے تھے۔

سارے ملازمین نے لاعلمی ظاہر کی تھی۔ ان کی دانست میں صبح سے اب تک کوئی اجنبی بھی کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں داخل نہیں ہوا تھا۔

ملازموں میں سبھی پرانے اور معتمد تھے۔

ثریا اور بھتیجیوں کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ تیتر کے نیچے سے برآمد ہونے والا لفافہ کیسا تھا۔

رحمان صاحب نے عمران سے فون پر رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن فلیٹ سے جواب ملا کہ وہ آٹھ بجے رات سے غائب ہے۔ ابھی تک نہیں آیا۔

ان کی جھنجھلاہٹ بڑھتی رہی۔ پھر انہوں نے کیپٹن فیاض کو طلب کر لیا تھا۔

فیاض سختی سے دانت پر دانت جمائے سب کچھ سنتا رہا۔ کچھ بولا نہیں۔

"اب وہ نہ جانے کہاں ہے۔!" رحمان صاحب نے بالآخر کہا۔

"اور نہ جانے کیا کرتے پھر رہے ہیں۔!"

"اُسے تلاش کرو....!"

"کوشش کروں گا جناب.... لیکن یہ میرے لئے آسان کام نہ ہوگا۔ ویسے اغواء کا یہ کیس معمولی نہیں معلوم ہوتا۔!"

"میں تبصرہ نہیں چاہتا۔!" رحمان صاحب غرائے۔ "جاؤ اُسے تلاش کرو۔!"

فیاض چلا گیا تھا۔

رحمان صاحب بے چینی سے ٹہلتے رہے۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی تھی اور رحمان صاحب نے ریسیور اٹھالیا تھا۔

دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"تم کہاں ہو....؟"

"ایک ریسٹوران میں.... دوپہر کے کھانے سے فارغ ہوا ہوں۔ گاڑی باہر کھڑی ہے اور دو گاڑیاں اور بھی ہیں جو میری گاڑی کا تعاقب کرتی رہی تھیں۔ لہٰذا میں غسل خانے کے راستے

سے پیدل ہی فرار ہو جاؤں گا۔!"

"کیا بکواس ہے....!"

"یہ معاملہ بہت الجھا ہوا ہے ڈیڈی لیکن آپ مطمئن رہئے اور صرف اسی وقت تک مطمئن رہئے جب تک آپ کا محکمہ دخل اندازی نہیں کرتا۔!"

"اپنی بکواس بند کرو.... اور میری سنو....!"

"جی.... جی ہاں....!"

رحمان صاحب نے تیتر والا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔ "فوراً میرے پاس پہنچو....!"

"تب تو فوراً ہی تیتر کی طرح مار لیا جاؤں گا۔ اب میری بھی سن لیجئے مہ لقا جس گاڑی پر لے جائی گئی تھی اس کار رجسٹریشن نمبر ایکس وائی زیڈ تین سو گیارہ تھا اور وہ کسی غیر ملکی ڈیوڈ ہملٹن کے نام، پر رجسٹر ہوئی ہے۔ جو چھ ماہ قبل گیارہویں شاہراہ کی شام بلڈنگ کے ساتویں فلیٹ میں رہتا تھا۔ آپ یہ معلومات کنگسٹن کے تھانے کے انچارج تک بھجوا دیجئے اور فی الحال اسی کو تفتیش کرنے دیجئے۔!"

"لیکن اب اس سے کیا فائدہ.... وہ جانتے ہیں کہ تم اس معاملہ میں کود پڑے ہو اور پھر انہوں نے براہِ راست مجھے چیلنج کیا ہے۔!"

"جھاؤلی دے رہے ہیں.... جاسوسی ناولوں جیسا قصہ بنائے جا رہے ہیں۔ بھلا آدھا تیتر.... واہ.... بیچارے بہرام کو قبر میں پسینے آگئے ہوں گے۔ ویسے ڈیڈی یہ معاملہ ہے بھی کچھ آدھا تیتر اور بٹیر قسم کا....!"

"فضول باتیں نہ کرو.... یہاں چلے آؤ....!" رحمان صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھئے ڈیڈی، اگر آپ کا محکمہ حرکت میں آیا تو میں سچ مچ مار لیا جاؤں گا۔ وہ کرے گا باضابطہ کارروائیاں اور ان لوگوں نے بالکل جاسوسی فلموں کی سی دھاچوکڑی مچائی ہے۔ ہمیں بالکل احمق سمجھتے ہیں لہٰذا میری بے ضابطگی برداشت کیجئے۔!"

"کیا تعاقب کرنے والے ریسٹوران میں نہیں داخل ہوئے۔!"

"ریسٹوران تو میں نے شرما حضوری میں کہہ دیا تھا دراصل ایرانی کا ہوٹل ہے اور وہ سفید فام غیر ملکی ہیں اس لئے باہر ہی انتظار کر رہے ہیں۔ ناغے کا دن ہے اس لئے یہاں انڈا گریبی زہر مار کرنی پڑی ہے۔ خدا حافظ۔!"

رحمان صاحب نے سلسلہ منقطع ہو جانے کی آواز سن کر دانت پیسے تھے۔

عمران سچ مچ غسل خانے ہی کے راستے سے فرار ہو کر دوسری سڑک پر جا نکلا تھا اُسے اطلاع مل چکی تھی کہ صفدر اور چوہان دو الگ الگ گاڑیوں میں ان کا تعاقب شروع کر چکے ہیں۔

اب یہاں سے تو اُسے سیدھے سائیکو مینشن ہی پہنچنا تھا.... وہیں سے امپالا کی واپسی کا بھی انتظام ہو سکتا تھا جسے ایرانی کے ہوٹل کے سامنے پارک کر آیا تھا اور دونوں ماتحتوں کی رپورٹیں بھی وہیں ملتیں۔

خاصا ہشاش بشاش سائیکو مینشن میں داخل ہوا تھا اور سیدھا جولیانا فٹنر واٹر کے کمرے میں جا داخل ہوا تھا۔

"فرمایئے....!" وہ بد مزاج مرغی کی طرف کڑکڑائی۔

"ضروری نہیں کہ کچھ عرض ہی کرنے کے لئے حاضری دی ہو....!"

"پھر آمد کا مقصد....؟"

"چپ چاپ تمہاری شکل دیکھتا رہوں گا۔!"

"صفدر نے اطلاع دی ہے کہ امپالا میں تم ہی تھے۔!"

"دو بندر پیچھے لگ گئے تھے لہٰذا مجبوراً چیف کو اطلاع دینی پڑی۔!"

"آخاہ.... چیف کو چیف کب سے کہنے لگے ہو۔!"

"چوہا اس وقت کہتا ہوں جب وہ میرے کمیشن میں کٹوتیاں کرنے لگتا ہے۔!"

"قصہ کیا ہے....؟"

"مس کورنیلیا ہانس پریسا کی موافقت میں جھوٹی شہادت دلوا بیٹھا ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ڈاکٹر مہ لقا کو پیدل جاتے کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا.... میں نے ایک گواہ کا انتظام کر دیا۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اغواء میں تمہارا ہی ہاتھ تھا....!"

"معقول کمیشن پر سب کچھ کر گزرتا ہوں۔ جب چاہو اپنا بھی اغواہ کرا سکتی ہو۔!"

"سر پر ایک بال نہ رہنے دوں....!"

"وہ سر ہی کیا جو تمہارے اغوا کے بعد شانوں پر رہ جائے۔!"

"بکواس مت کرو.... مجھے بتاؤ کیا قصہ ہے....!"

"قصہ اسی چوہے کو معلوم ہو گا۔!" عمران نتھنے پھلا کر بولا۔ "مجھ سے جو کچھ کہتا ہے کرتا رہتا ہوں۔ آج صبح کہا تھا، رانا پیلس جاؤ وہاں سے امپالا میں بیٹھ کر نکلو اور شہر کا چکر لگاتے رہو۔ امپالا میں ٹرانس میٹر بھی ہے۔ بس ہدایات دیتا رہا تھا کہ ادھر جاؤ.... اُدھر جاؤ.... پھر کہا اب فلاں ایرانی کے ہوٹل میں لنچ کر کے براہِ غسل خانے پیدل ہی فرار ہو جاؤ۔ ہائے انڈا گریبی اگر ایرانی کی مرغی کھا لو تو پیٹ میں پہنچتے ہی فوراً انڈے دینا شروع کر دیتی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ گوشت کا ناغہ کیوں ہوتا ہے جب کہ ناغے کے دنوں میں بھی ریفریجریٹر بھرے رہتے ہیں اور جو ریفریجریٹر رکھنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے وہ روزانہ گوشت بھی نہیں کھا سکتے۔!"

"اچھی خاصی تقریر کرنے لگے ہو.... سیاسی لیڈر کیوں نہیں بن جاتے۔!"

"بن جاتا لیکن قصابوں سے شکست کھا جانا میرے بس کا روگ نہیں۔!"

"کیا بات ہوئی....؟"

"پھر بکرے سے بات کرنی پڑے گی.... لہٰذا گول ہو جاؤ....!"

"کبھی تو کوئی تک کی بات کیا کرو....!"

"ہاں.... صفدر نے اور کیا کہا تھا....!"

"میں تمہیں رپورٹ دینے کی پابند نہیں ہوں.... براہِ راست چیف کو دوں گی۔!"

"عمران نے اسے باتوں میں الجھا کر اس طرح فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے تھے کہ وہ اس کی طرف توجہ نہیں دے سکی تھی۔"

"سر! میں عمران بول رہا ہوں....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مس جولیانا فٹنر واٹر براہِ راست مجھے رپورٹ دینے پر آمادہ نہیں ہیں۔!"

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں....؟" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"جنابِ عالی.... میں اس وقت سائیکو مینشن میں ہوں اور مس جولیانا فٹنر واٹر ہی کے فون پر آپ سے گفتگو کر رہا ہوں۔!"

"ریسیور اُسے دیجئے....!"

عمران نے ریسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ اس دوران میں وہ اُسے غصیلی نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ ریسیور لے کر اپنا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"یس سر.... جی.... جی.... بہت بہتر.... بہت بہتر....!"

ریسیور رکھ کر اُس نے سڑا سا منہ بنایا تھا اور بولی تھی۔ "ابھی پوری رپورٹ نہیں آئی۔ صرف اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ امپالا سے تم اترے تھے۔"

"نہایت نالائق آدمی ہے کہ صرف میرے لئے کسی پبلک فون بوتھ تک جانے کی زحمت گوارا کی تھی۔!"

"یہ ڈاکٹر مہ لقا کیا چیز ہے....؟"

"تفصیل چوہے سے پوچھا کرو.... ویسے آج کل سلیمان تمہیں بہت یاد کیا کرتا ہے۔!"

"کسی دن جیل کی ہوا ضرور کھائے گا۔!"

"اس طرح تو یاد نہیں کرتا....!"

"پچھلے دنوں ایک غیر ملکی سفارت خانے نے تصویروں کی نمائش کا اہتمام کیا تھا۔ تمہارا یہ سلیمان وہاں بڑے ٹھسے سے پہنچا تھا اور تصاویر پر تنقید کرتا پھر رہا تھا۔!"

"اچھا.... لیکن اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ پکاسو کا بہت بڑا مداح ہے۔ تجریدی آرٹ پر جان دیتا ہے اور جیسی تصاویر دیکھ کر آتا ہے ویسی ہی چپاتیاں پکانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک دن ساڑھے تین فٹ لمبی چپاتی پکائی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے کہنے لگا صدائے صحرا.... اور ابدیت ابھی توے پر ہے۔!"

"تم دونوں کسی دن پاگل خانے جاؤ گے۔!"

"کسی دن.... کسی دن کی رٹ لگا رکھی ہے تم نے۔ کسی دن وہ جیل جائے یا کسی دن ہم دونوں پاگل خانے.... ہپ....!"

فون کی گھنٹی بجی تھی اور جولیا نے ریسیور اٹھا لیا تھا۔ دوسری طرف سے کچھ سن کر بولی۔

"چیف کے حکم کے مطابق تمہیں عمران کو رپورٹ دینی ہے۔ ریسیور اُسے دے رہی ہوں۔!"

جولیا کا لہجہ بے حد خشک تھا۔ اس نے ریسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو.... اچھا.... صفدر ہو.... جیتے رہو....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بہت دیر انتظار کرنے کے بعد ان میں سے ایک شاید سگریٹ خریدنے کے بہانے ہوٹل میں گیا تھا اور واپس آکر دوسری گاڑی والے سے کچھ کہتا رہا تھا۔ پھر وہ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے وہاں سے روانہ ہو گئی تھیں۔ آپ سائیکو مینشن کب پہنچے....؟"

"سوال نہ کرو.... رپورٹ دیتے رہو....!" عمران بولا۔

"بیس منٹ بعد دونوں گاڑیاں ایک ہی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھیں اور اس

عمارت کا نام ہے لبرٹی ولا....!"

عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور دوسری طرف سے صفدر نے پوچھا۔ "اب کیا حکم ہے....؟"

"اُن دونوں پر نظر رکھو.... ان کے نام اور سفارت خانے سے تعلق کے بارے میں مکمل رپورٹ مجھے ہی دو گے۔!"

"کہاں....؟"

"رانا پیلس! میں موجود نہ ہوں تو رپورٹ ریکارڈ کرا دینا....!"

"بہت بہتر....!"

عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور جولیا سے بولا۔ "کیا کچھ دیر اور میری شکل دیکھنا چاہتی ہو۔!"

"کیا رکھا ہے تمہاری شکل میں....!" وہ جل کر بولی۔

"یہ بڑے بڑے بتیس دانت....!" عمران کہتا ہوا اٹھ گیا۔

سائیکو مینشن میں اس کا بھی ایک مخصوص کمرہ تھا اور اُس نے اُسے اس طرح آراستہ کیا تھا کہ یہاں والے اُسے "احمق کی جنت" کہنے لگے تھے۔

اس کمرے میں پہنچ کر اس نے لباس تبدیل کیا اور فون پر رحمان صاحب کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ یہ ان کا ذاتی فون تھا اور خواب گاہ میں رہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد رحمان صاحب کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"کوئی خاص خبر ڈیڈی....؟"

"نہیں کوئی نہیں....!" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن میرے پاس بہت ہی اہم خبر ہے۔ اس واقعے کا تعلق لبرٹی ولا سے ہے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ اس عمارت کو کتنے زبردست دوست ملک کا سفارتخانہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔!"

"تمہیں یقین ہے....!"

"عینی شہادت....! میرا تعاقب کرنے والے وہیں گئے ہیں....!"

"یہ تو کوئی ثبوت نہ ہوا.... ممکن ہے کہ وہاں ان کا کوئی شناسا ہو۔!"

فطری بات ہے کہ اپنے ناکام تعاقب کی رپورٹ دینے وہ کسی یونہی سے شناسا کے پاس نہیں جا سکتے....!

"ثبوت کے بغیر یہ فطری بات بھی مفروضے سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔!"

"چلئے یہی سہی....! کہنے کا مطلب یہ کہ جب تک میں حتمی ثبوت فراہم نہ کرلوں....!"

"پتا نہیں تم کیا کرتے پھر رہے ہو....!" رحمان صاحب نے بات کاٹ دی۔

"اگر واقعی اس سفارت خانے کا معاملہ ہے تو آپ کے محکمے کی کارروائی بھی قطعی غیر موثر ثابت ہو گی۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"لیکن میں اپنے کسی نجی معاملے کے بارے میں قطعی خود مختار ہوں۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....؟"

"گزارش ہے کہ آپ اس سے بالکل لاتعلق ہو جائیے.... میں دیکھ لوں گا۔ اس آدھے تیتر کو۔!"

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شاہد اور مہ لقا سے اس سفارت خانے کا کیا سروکار....؟"

"سروکار کا پتا بھی مجھے لگانے دیجئے.... کسی قسم کی دھمکی سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ وہ آدھا تیتر آپ کی میز پر کیوں کر پہنچا۔!"

"ملازمین سبھی پرانے اور قابل اعتماد ہیں....!"

"اضافی آمدنی آج کل فرشتوں کو بھی بُری نہیں لگتی۔ یا پھر اُسے کوئی آسیبی معاملہ سمجھ لیجئے....!"

"میں چھان بین کر رہا ہوں....!"

"صرف گھر کی حد تک.... بات آگے نہ بڑھنے پائے۔!"

"کیا اس کا تعلق شاہد کے استعفٰی سے ہو سکتا ہے۔؟"

"میرا یہی خیال ہے.... آپ ہی کی طرح کوئی اور بھی یہی چاہتا ہے کہ شاہد استعفٰی واپس لے لے۔!"

"لیکن وہ روپوش ہو گیا....!"

"جی ہاں.... کہیں وہ بھی انہی کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو۔!"

"خدا جانے....!"

"اب یہ معلوم کرنا ہے کہ اُس نے استعفٰی کیوں دیا تھا....!"

"خدا کی پناہ کوئی بڑی سازش معلوم ہوتی ہے۔!" رحمان صاحب کی آواز آئی۔

"اور وہ اتنے دیدہ دلیر ہیں کہ انہوں نے سی۔ آئی۔ بی۔ کے ڈائریکٹر جنرل کو دھمکی دی ہے۔!"

"سنو....! بہت محتاط رہو....!"

"اب غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے لبرٹی والا کی اہمیت کو.... لہٰذا یہی مناسب ہے کہ کنگسٹن کے تھانے کے انچارج کو ہی تفتیش کرنے دیجئے۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو....!"

"شکریہ ڈیڈی....!" کہہ کر عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

رات تاریک تھی اور وہ سیاہ لباس میں تاریکی ہی کا ایک حصہ معلوم ہو رہا تھا۔ لباس اتنا چست تھا کہ کھال سے پیوست ہو کر رہ گیا تھا۔ گیس ماسک سر پر منڈھا ہوا تھا اور اُسے ابھی چہرے پر نہیں چڑھایا گیا تھا۔ پشت پر ایک چھوٹا سا گیس سلنڈر بھی بندھا ہوا تھا۔

وہ نہایت آسانی سے عمارت کے عقبی حصے کی تاریکی میں مدغم ہو گیا۔ اُس کے اطمینان سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ جیسے پہلے ہی باخبر رہا ہو کہ اس عمارت کے کمپاؤنڈ میں کتے نہیں ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھتا رہا۔

اور پھر اُس دروازے تک جا پہنچا جو کچن کا عقبی دروازہ تھا۔

جیب سے ایک باریک سا اوزار نکال کر قفل کے سوراخ میں ڈالا تھا قفل ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ دروازہ کھولا تھا اور اندر داخل ہو گیا۔

پنسل ٹارچ کی باریک سی روشن لکیر اندھیرے میں چکرائی تھی اور وہ دوسرے دروازے سے بھی بہ آسانی گزر گیا تھا۔

چاروں طرف تاریکی اور سناٹے کی حکمرانی تھی۔ وہ آگے بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ کچھ دروازوں کے شیشوں پر گہری نیلی اور مدہم روشنی دکھائی دینے لگی۔

ایک کمرے میں جھانکنے کے بعد وہ دوسرے کے دروازے پر رکا تھا۔ ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ بھی مقفل ہی معلوم ہوا۔

باریک اوزار ایک بار پھر قفل کے سوراخ میں رینگ گیا تھا۔ دروازہ آہستگی سے کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔

گہری نیلی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی اور سامنے بستر پر وہ بے خبر سو رہی تھی۔

اس دوران میں گیس ماسک چہرے پر کھینچ لیا گیا تھا۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا وہ بستر کے قریب پہنچا اور ربڑ کی نلکی کے سرے کا رخ لڑکی کے چہرے کے قریب کرتے ہوئے سلنڈر سے

گیس خارج کرنی شروع کی۔ ساتھ ہی وہ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی بھی دیکھے جارہا تھا۔ پھر شاید تیس سکنڈ پر گیس کے اخراج کا سلسلہ منقطع کر کے لڑکی کو ہلایا جلایا تھا۔ لیکن وہ بے سدھ پڑی رہی۔ دوسرے ہی لمحے میں اُس نے جھک کر لڑکی کو ہاتھوں پر اٹھایا اور باہر نکلا چلا گیا۔

اب بھی ہر طرف سناٹا ہی چھایا ہوا تھا۔

کچن کے دروازے سے نکل کر عقبی کمپاؤنڈ میں پہنچا جس کی دیوار زیادہ اونچی نہیں تھی۔ بیہوش لڑکی کو اس طرح دیوار پر ڈال دیا کہ اس کا آدھا دھڑ دیوار کی دوسری طرف لٹک گیا۔

دیوار کو پھلانگنے کے بعد اس نے لڑکی کو کھینچ کر کاندھے پر ڈالا تھا اور اس طرح ایک طرف چل پڑا تھا جیسے کوئی راہگیر اپنے کاندھے پر اپنا سامان اٹھائے مگن مگن چلا جارہا ہو۔

قریباً ایک گھنٹے بعد لڑکی کو ایک کمرے میں ہوش آیا تھا۔

اُسے جھنجھوڑ کر جگانے والا چہرے سے خوفناک لگ رہا تھا۔ وہ خوف زدہ آواز میں چیخی تھی۔

"کمرہ ساؤنڈ پروف ہے....!" خوف ناک چہرے والے نے کہا۔

"تت.... تت.... تم کون ہو....؟ میں کہاں ہوں....؟"

"تم ایک کمرے میں ہو.... لیکن یہ تمہاری کوٹھی کا کوئی کمرہ نہیں ہے اور میں ہرگز نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔!"

"آخر اس کا مطلب کیا ہے....؟" وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہوئی غرائی۔

"اس کا مطلب ہے تفریح....!"

"میں یہاں کیسے پہنچی....؟"

"اٹھالایا ہوں....!" لاپرواہی سے جواب دیا گیا۔

"کیوں....؟"

"تمہاری شکل دیکھنے کے لئے....!"

"میں سمجھ گئی.... لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں اعتراف کرلیتی۔!"

"بکواس مت کرو.... سچی بات بتاؤ....!"

"کلینک میں میں نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ کوئی میرے چہرے کا تفصیلی جائزہ نہ لے سکے۔ لیکن اُس وقت جب میں ڈاکٹر کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ رہی تھی ایک آدمی وہاں آگیا تھا اور اُس نے مجھے بغور دیکھا تھا اور جب مجھے پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تو وہ آدمی بھی وہاں موجود تھا۔ بس پھر مجھے اعتراف کرنا پڑا.... لیکن....!"

"ہاں.... مجھے معلوم ہے کہ تم نے اُسے بیدل رخصت کر دیا تھا۔!"

"اور اس کی شہادت بھی دلوادی....!" وہ خوش ہو کر بولی۔

"تم پولیس اسٹیشن کی طرف گئی ہی کیوں تھی....؟"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ اُدھر وہی پولیس اسٹیشن ہے جہاں ان لوگوں نے رپورٹ درج کرائی ہے۔!"

"تمہیں کل گھر سے باہر ہی نہ نکلنا چاہئے تھا۔!"

"ب.... بس.... غلطی ہوگئی.... اب تم میرے باپ کا پیچھا چھوڑ دو....!"

"کیا مطلب....؟"

"وہ کبھی تبخیر معدہ کا مریض نہیں رہا۔ اس کام کی وجہ سے اتنا نروس ہوا تھا کہ بیہوش ہوگیا تھا۔ سچ مچ بیہوش ہوگیا تھا۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی تھی.... تمہیں بہانہ مل گیا۔!"

"لیکن وہ کب دیکھ سکی میرے باپ کو.... وہ میری عدم موجودگی میں خود بخود ہوش میں آگیا تھا.... اور سنو.... انہیں علم ہوگیا ہے کہ میں دوسری گاڑی میں تھی۔ اب وہ پولیس آفیسر اس سلسلے میں مجھ سے جرح کرتا رہا تھا۔!"

"سب کچھ تمہاری حماقت کی بناء پر ہوا.... نہ تم پولیس اسٹیشن کی طرف جاتیں اور نہ یہ سب کچھ ہوتا۔!"

"اب میں کوئی عادی مجرمہ تو ہوں نہیں۔ پہلی بار مجھے ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ خدا کے لئے میرے باپ کو مطمئن کردو۔ وہ بہت خائف ہے۔!"

کوئی جواب دیئے بغیر وہ ٹی وی سیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کا سوئچ آن کر کے وہ کورنیلیا کی طرف واپس آگیا۔

وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگی تھی۔

"اُدھر دیکھو....!" اُس نے ٹی وی کی طرف اشارہ کیا۔

اسکرین.... روشن ہوگئی تھی۔ کسی کمرے کا منظر تھا۔ جس میں لاتعداد بہت بڑے بڑے چوہے اُچھلتے کودتے پھر رہے تھے۔

"یہ.... یہ.... کیا ہے....!" لڑکی ہکلائی۔

"یہ کلوزڈ سرکٹ ٹی وی ہے.... اسی عمارت کے ایک کمرے کا منظر پیش کررہا ہے۔!"

"تت.... تو.... پھر....!"

"تمہیں پندرہ منٹ کے لئے اس کمرے میں بند کر دیا جائے گا۔!"

"کک.... کیوں.... نہیں نہیں....!"

"تمہاری ناک کے نیچے جو یہ ابھرا ہوا سرخ تل ہے نا....!"

"ہاں.... ہے تو....!" وہ بوکھلا کر بولی۔

"تم اس تل کی وجہ سے پہچانی گئی تھیں....!"

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے....!"

"ان چوہوں میں ایک ایسا بھی ہے....!" اس نے ٹی وی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "جو سرخ تلوں پر جان دیتا ہے۔ اچھل کر تمہارے منہ پر آئے گا اور اس تل کو نوچ لے جائے گا۔!"

"نہیں.... نہیں....!" وہ خوف زدہ انداز میں چیخی۔

"سزا تو تمہیں ملے گی....!"

"آخر کس بات کی سزا.... میں نے کیا کیا ہے....؟"

"تم نے لیڈی ڈاکٹر کو وہاں نہیں پہنچایا، جہاں پہنچانے کو کہا گیا تھا۔!"

"وہیں پہنچایا گیا تھا.... ہارلم ہاؤز ہی تو کہا گیا تھا....!"

"کس ہارلم ہاؤز میں....!"

"وہی جو گرینِنگ روڈ پر ہے....!" لڑکی کپکپائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اور اُسے مریض کے کمرے میں پہنچا کر فوراً پلٹ آئی تھی۔!"

"وہاں کون رہتا ہے....!"

"میں کیا جانوں.... مجھے یہ نہیں بتایا گیا تھا....!"

"کوئی غلطی ضرور ہوئی ہے....!" خوف ناک چہرے والے نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"کیا غلطی ہوئی ہے....؟ کس سے ہوئی ہے۔!"

"تمہیں کس سے ہدایت ملی تھی کہ لیڈی ڈاکٹر کو ہارلم ہاؤز میں پہنچا دو....!"

"اپنے باپ سے.... وہ بہت خائف تھا.... اس نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ کس کی ہدایت پر وہ مجھ سے یہ کام لے رہا ہے۔ اُس نے کہا تھا کہ بس ہیں کچھ ایسے لوگ جن کا حکم نہ ماننے پر میں قتل بھی کیا جا سکتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے لڑکی! میں تمہیں معاف کرتا ہوں.... جس طرح لائی گئی ہو اسی طرح پہنچا

دی جاؤ گی اور صبح کو بستر پر ہی بیدار ہو گی۔!"

"بہت بہت شکریہ جناب....! لیکن میرے باپ کو بھی معاف کر دیجئے۔ رحم کیجئے اُن پر.... انہیں دھمکیاں نہ دیجئے۔!"

"اس پر غور کیا جائے گا.... لیکن ایک بات غور سے سن لو....!"

"کہئے جناب....! میں ہر حکم کی تعمیل کروں گی۔!"

"تم اس ملاقات کا ذکر اپنے باپ سے بھی نہیں کرو گی۔ کسی سے بھی نہیں۔!"

"لیکن اگر ان کو میری عدم موجودگی کا پتہ چل گیا تو....؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تم معمول کے مطابق صبح اپنے بستر پر سے اٹھو گی۔!"

"اگر یہ بات ہے تو یقین کیجئے کہ میں کسی سے بھی اس کا ذکر نہیں کروں گی۔!"

"اور اب بیہوش ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ....!"

"مم.... میں نہیں سمجھی جناب....!"

"تمہیں ایک انٹراوینس انجکشن دیا جائے گا۔ کیونکہ تم اپنے ہوش میں تو یہاں آئی نہیں تھیں۔!"

"جی ہاں.... جی ہاں.... جیسی آپ کی مرضی....!"

"بہت جلد تمہارے باپ کی گلو خلاصی ہو جائے گی۔ لیکن اس کا انحصار تمہارے رویئے پر ہو گا۔ اگر تم نے اس ملاقات کا ذکر کسی سے کر دیا تو....!"

"ہرگز.... نہیں.... ہرگز نہیں جناب....!"

"میرا نام ڈھمپ ہے.... میں فون پر تم سے رابطہ رکھوں گا۔!"

"ضرور.... ضرور.... میں اس کا بھی ذکر کسی سے نہیں کروں گی۔!"

"مجموعی طور پر خاصی سمجھ دار ہو۔!"

وہ کچھ نہ بولی۔ اُسے ایک الماری سے ہائپوڈرمک سرنج نکالتے دیکھ رہی تھی۔

دوسری صبح عمران نے سائیکو مینشن سے رحمان صاحب کو فون کیا تھا۔ "ڈاکٹر شاہد کا سراغ مل گیا ہے۔!" انہوں نے اطلاع دی۔

"کہاں ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"کچھ دیر پہلے اُس کی کال آئی تھی۔ شہر ہی میں ہے۔ مہ لقا کے اغواء کی بناء پر اُسے مجھ سے

سے رابطہ قائم کرنا پڑا ہے۔!"

"کیا کہتا ہے....؟"

"فی الحال اتنا ہی بتایا ہے کہ اس اغواء کا تعلق اس کے استعفیٰ سے ہی ہو سکتا ہے۔ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ میں استعفیٰ واپس لے لوں....!"

"شاید میں نے بھی یہی کہا تھا....!" عمران بولا۔

"لیکن شاہد نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کہاں ہے۔!"

"اب کال آئے تو ایکسچینج سے معلوم کرا لیجئے گا۔ لیکن کیا اُس نے صرف یہی بتانے کے لئے فون کیا تھا کہ مہ لقا کے اغواء کا تعلق اُس کے استعفیٰ سے ہے۔!"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا تھا۔ ان لوگوں کی نشان دہی بھی نہیں کر سکا جو استعفیٰ کی واپسی کے خواہاں ہیں۔!"

"آخر کہتا کیا ہے....؟"

"کچھ بھی نہیں....! میرے استفسار پر بس اتنا ہی کہا تھا کہ وہ کسی وقت خود ہی مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا اور اس سے پہلے فون پر مطلع بھی کر دے گا۔!"

"عقل کا بھی ڈاکٹر ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس کی کال آئے تو کہہ دیجئے کہ وہ خود زحمت نہ کرے بلکہ اس جگہ کی نشاندہی کر دے جہاں چھپا ہوا ہے۔ خود باہر نکلنے کا خطرہ مول نہ لے۔ بے حد باخبر اور خطرناک لوگ معلوم ہوتے ہیں۔!"

"تم آخر کیا کر رہے ہو....؟"

"میں نے معلوم کر لیا ہے کہ مہ لقا کہاں لے جائی گئی تھی۔ لیکن ضروری نہیں کہ اب بھی وہیں ہو۔!"

"کہاں لے جائی گئی تھی....!"

"ہارلم ہاؤز میں.... آپ جانتے ہیں کہ وہاں اس سفارت خانے کا پریس اتاشی رہتا ہے۔!"

"یہ کس طرح معلوم کیا....؟"

"مت پوچھئے....اگر آپ کے محکمے سے میرا تعلق ہوتا تو آپ طریق کار کی بناء پر مجھے گولی مار دیتے۔!"

"اور شاید اتنی جلدی معلوم بھی نہ کر سکتا۔!" رحمان صاحب مردہ سی آواز میں بولے۔

عمران نے مسکرا کر بائیں آنکھ دبائی تھی۔ رحمان صاحب کے اعتراف شکست پر شاید دل

باغ باغ ہو گیا تھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ڈیڈی....!" اس نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔ "دراصل طریق کار سے بڑا فرق پڑتا ہے۔ باضابطہ کارروائیوں میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔!"

"اب کیا کرو گے....؟"

"کل جن دو افراد نے میرا تعاقب کیا تھا وہ پریس اتاشی ہی کے ماتحت ثابت ہوئے ہیں۔ لہٰذا اب تمام تر توجہ ہارلم ہاؤز ہی کی طرف ہے۔!"

"بہت محتاط رہنا....!"

"فکر نہ کیجئے.... ہاں اُس تیتر کے سلسلے میں کیا ہوا....؟"

"کچھ بھی نہیں.... ملازموں پر تشدد نہیں کرنا چاہتا۔!"

"صرف قادر کو ٹٹولئے....!"

"کیوں....؟"

"وہ آج کل بہت بڑا ضرورت مند بن گیا ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تحائف خریدتا ہوا دیکھا گیا ہے۔!"

"پتا نہیں کیا بک رہے ہو....!"

"گل رخ کے دو کنڈیڈیٹ ہیں.... ایک قادر اور دوسرا سلیمان....!"

"اوہ....!"

"بس قادر پر نظر رکھئے.... کسی نے بم تو رکھوایا نہیں تھا۔ آدھا تیتر اور ایک لفافہ اتنی سی بات کے لئے سو دو سو کیا بُرے ہیں۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو.... میں دیکھوں گا....!"

"ہو سکتا ہے آدھا تیتر شاہد کے لئے ہو.... اور لفافہ آپ کے لئے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"میں اسے محض ایک احمقانہ حرکت سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ کے لئے صرف لفافہ ہی کافی تھا۔ یقین کیجئے بہت باخبر لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ اس حد تک جانتے ہیں کہ آپ کو تیتر پسند ہیں اور صرف آپ ہی کے سامنے رکھے جاتے ہیں اور ان کی معلومات کا ذریعہ گھر کا کوئی ملازم ہی ہو سکتا ہے۔!"

"میں بھی یہی سوچتا رہا ہوں کہ آدھا تیتر کسی قسم کی علامت ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن صرف اسی کے لئے جو اُس سے سروکار رکھتا ہو...!"

"ممکن ہے.... شاہد اس علامت کو پہچانتا ہو.... ظاہر ہے وہ دھمکی مہ لقا کے اغواء کے سلسلے میں چھان بین ہی کرنے کی بناء پر مجھے ملی تھی۔ لہٰذا آپ شاہد سے اس کا ذکر ضرور کریں گے۔!"

"سامنے کی بات ہے....!"

"شاہد تک پہنچنا بے حد ضروری ہو گیا ہے۔!"

"اس کی دوسری کال کا منتظر ہوں.... تمہارے مشورے پر عمل کیا جائے گا۔!"

"شکریہ ڈیڈی.... میں ہر آدھے گھنٹے بعد آپ سے رابطہ قائم کرتا رہوں گا۔ فون نمبر اس لئے نہیں دے سکتا کہ کسی ایک جگہ قیام نہیں ہے۔!"

"اچھی بات ہے....!" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

سائیکو مینشن سے ریڈی میڈ میک اپ میں نکلا تھا۔ پھولی ہوئی ناک کے نیچے ٹھوڑی تک جھکا ہوا مونچھوں کا سائبان پہلی نظر میں خاصا ڈراؤنا لگتا تھا۔

ہارلم ہاؤز کی نگرانی صفدر، چوہان اور صدیقی کر رہے تھے۔ کورنیلیا کی کوٹھی خاور کے ذمے ڈالی گئی تھی۔

عمران ہارلم ہاؤز کا جائزہ باہر سے لینا چاہتا تھا۔ یہ عمارت شہر کے اس حصے میں واقع تھی جہاں دولت مند طبقے کے لوگ آباد تھے اور ساری عمارات ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر تھیں۔

چاروں طرف گھوم پھر کر اس نے ہارلم ہاؤز کا جائزہ لیا تھا اور پھر ایک ریستوران میں آبیٹھا تھا۔

یہیں سے اس نے ایک بار پھر رحمان صاحب کے نمبر ڈائیل کئے دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا تھا۔ رحمان صاحب نے اس کی آواز پہچانی تھی اور صرف اتنا کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ "بیچ ویو.... ہٹ نمبر تراسی....!"

عمران نے سر کو جنبش دی اور ریسیور رکھ کر اپنی میز پر پلٹ آیا۔ کافی طلب کی تھی اور بیس منٹ بعد بل ادا کر کے اٹھ گیا تھا۔

اب اس کی گاڑی بیچ سی ویو کی طرف جا رہی تھی۔ بہترین ساحلی تفریح گاہوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ ہٹ کرائے پر دیئے جاتے تھے اور کسی نہ کسی ہوٹل سے متعلق تھے۔ تراسی نمبر کا ہٹ گلبار ہوٹل کے زیرِ انتظام تھا وہیں سے اُس نے اُس کے فون نمبر حاصل کئے تھے۔ وہاں جانے سے قبل ڈاکٹر شاہد سے فون پر گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

"ہیلو.... کک.... کون ہے....؟" دوسری طرف سے خوف زدہ سی آواز آئی۔ یہ جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا اور ساتھ ہی کوشش کی گئی تھی کہ لہجہ خالص امریکی معلوم ہو۔

"میں تمہارا ہونے والا.... "والا" بول رہا ہوں۔!" عمران نے اردو میں کہا۔

"والا.... والا کیا ہے....؟" بیسا ختگی میں اس بار اردو ہی استعمال کی گئی تھی۔

"سالا کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے....!"

"اچھا.... اچھا.... سمجھ گیا....!"

"نام مت لینا.... میں پہنچ رہا ہوں....!"

"آئیے.... آئیے.... آجائیے.... میں خطرے میں ہوں۔ شاید انہوں نے میرا سراغ پالیا ہے۔ ہٹ کے چاروں اطراف ایک آدھ آدمی موجود ہے۔!"

"غیر ملکی....؟"

"ایک غیر ملکی بھی ہے۔!"

"فکر نہ کرو.... میں زیادہ دور نہیں ہوں.... گلبار سے بول رہا ہوں.... ابھی پہنچا۔!"

ہوٹل سے نکل کر عمران پیدل ہی ہٹ نمبر تراسی کی طرف چل پڑا تھا۔ گاڑی وہیں پارک رہنے دی تھی۔

ہٹ تک پہنچنے میں تین چار منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے۔ لیکن اس نے ہٹ کا دروازہ کھلا دیکھا اور قریب ہی دو تین دیسی آدمی کھڑے نظر آئے وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ان میں سے ایک آدمی نے اونچی آواز میں کہا۔ "وہاں اب کوئی نہیں ہے۔"

"میں نہیں سمجھا.... آپ کیا کہہ رہے ہیں....!" عمران پلٹ کر بولا۔

"بیمار کو وہ ایمبولینس گاڑی میں لے گئے....!"

"کوئی نہ کوئی تو ہو گا....!"

"جی نہیں.... وہ تنہا تھا.... اور پتا نہیں کب سے بیمار تھا۔ غشی طاری تھی اس پر.... شاید مشن ہسپتال والے لے گئے ہیں۔ دو انگریز بھی تھے گاڑی پر....!"

"گاڑی کدھر گئی ہے....؟"

"ہسپتال ہی گئی ہو گی....!"

گفتگو کو آگے بڑھانا وقت ہی ضائع کرنا تھا۔ عمران پھر گلبار کی طرف مڑا۔ اس بار راستہ طے کرنے میں ڈیڑھ منٹ سے بھی کم صرف ہوئے تھے۔ گاڑی اسٹارٹ کی اور مین روڈ کی طرف چل پڑا۔

اور پھر اُسے وہ سفید گاڑی نظر آگئی جس پر ریڈ کراس بنا ہوا تھا۔ کسی قدر فاصلے سے اس کا تعاقب کرنے لگا۔ لیکن وہ شہر کی طرف نہیں جارہی تھی۔

شاہد کی گفتگو سے تو یہی پتا چلتا تھا کہ وہ پوری طرح ہوشیار ہے.... ظاہر ہے کہ اس نے دروازہ بھی بند کر رکھا ہوگا۔ پھر وہ اس آسانی سے اس پر کیسے قابو پاگئے۔ خود اُسے اتنا موقع نہیں مل سکا تھا کہ اس ہٹ کا تفصیلی جائزہ لے سکتا۔ بہر حال وہ اب ان نامعلوم آدمیوں کے قبضے میں تھا۔

ساحلی تفریح گاہ پیچھے رہ گئی تھی.... دونوں گاڑیاں ویرانے کی طرف نکل آئی تھیں۔ ایمبولینس گاڑی کی رفتار اب کسی قدر تیز ہوگئی تھی۔

عمران اس وقت نسائیکو مینشن کی ایک گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جو عام گاڑیوں سے مختلف تھی۔ ڈیش بورڈ کے ایک بٹن پر انگلی رکھتے ہی اس کے قریب ہی ایک چھوٹا سا اسکرین روشن ہوگیا جس پر ایمبولینس گاڑی کا پچھلا حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ پھر اس نے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو گردش دینی شروع کی تھی اور اسکرین پر نظر آنے والی گاڑی کے ایک پہیئے کا کلوز اپ واضح ہونے لگا تھا۔ آہستہ آہستہ پورے اسکرین پر صرف پہیئے کا کلوز اپ ہی باقی رہ گیا۔

عمران نے پھر ایک بٹن دبایا تھا.... اور اگلی گاڑی کا وہ پچھلا پہیہ زور دار آواز کے ساتھ فلیٹ ہوگیا تھا۔ جس کی تصویر اسکرین پر نظر آتی رہی تھی۔

ایمبولینس گاڑی یکلخت بائیں جانب گھومی.... اور سڑک سے اتر کر ریت میں دھنستی چلی گئی۔

عمران اپنی گاڑی آگے لیتا چلا گیا تھا۔ رفتار پہلے سے کہیں زیادہ تیز تھی۔ کچھ دور جاکر پلٹا.... اس بار اس کے بائیں ہاتھ میں لانگ رینج کا سائیلنسر لگا پستول بھی تھا جو اس گاڑی کے ڈیش بورڈ کے ایک خانے سے برآمد ہوا تھا۔

پستول گود میں رکھ کر اُس نے گاڑی کی رفتار کم کی تھی اور ایمبولینس گاڑی سے کسی قدر فاصلے پر جارکا تھا۔

"کیا میں کوئی مدد کر سکتا ہوں....؟" اس نے اونچی آواز میں ان لوگوں سے پوچھا جو ایمبولینس گاڑی کے نیچے جیک لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایک دیسی تھا اور دو سفید فام۔ ایک سفید فام نے سیدھے کھڑے ہو کر عمران کی گاڑی کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریب آکھڑا ہوا۔ عمران کا سائیلنسر لگا ہوا پستول اس کے دل کا نشانہ لے رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"کک.... کیا مطلب....! تم کون ہو...." غیر ملکی ہکلایا۔

"بیمار کو ایمبولینس سے میری گاڑی کی پچھلی سیٹ پر منتقل کردو....!"

وہ تھوک نگل کر رہ گیا۔

"مڑو.... اور دو قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہو جاؤ....!" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "تم دیکھ ہی چکے ہو کہ نال پر سائیلنسر لگا ہوا ہے۔!"

اس نے چپ چاپ تعمیل کی تھی۔

عمران نے گاڑی سے اترتے اترتے ایمبولینس کے دوسرے پہیئے پر بھی فائر کیا تھا اور وہ دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا تھا۔

وہ دونوں اچھل پڑے جو جیک لگانے میں منہمک تھے اور پھر انہوں نے اس طرف توجہ دی تھی کہ ان کے تیسرے ساتھی پر کیا گزر رہی ہے۔

"شریف آدمیو....!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "تمہارا ساتھی بے آواز پستول کی زد پر ہے۔ براہِ کرم بیمار کو گاڑی سے نکالو.... اور میری گاڑی کی پچھلی نشست پر ڈال دو....!"

وہ دونوں ہاتھ اٹھائے کھڑے رہے۔

"جلدی کرو.... ورنہ یہ کام خود مجھے ہی انجام دینا پڑے گا اور تم تینوں مجھے روکنے کے لئے زندہ نہیں رہو گے۔!"

"تم کون ہو....؟" قریب کھڑے ہوئے آدمی نے پھر پوچھا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"خدائی فوجدار....! ڈھمپ نام ہے....!" عمران بولا۔ "اپنے آدمیوں سے کہو وہی کریں جو میں کہہ رہا ہوں۔ ورنہ قتل کر دینا میرا دلچسپ ترین مشغلہ ہے۔!"

اس نے اپنے آدمیوں سے کہا تھا کہ وہی کرو جو کہا جارہا ہے۔

گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر انہوں نے اسٹریچر نکالا تھا اور اُسے اٹھاتے ہوئے عمران کی گاڑی تک آئے تھے۔

"اسٹریچر سے اٹھا کر پچھلی سیٹ پر ڈال دو....!" عمران نے کہا۔

وہ پوری طرح ہوشیار تھا.... اور شائد اُسے اُن تینوں نے بھی محسوس کرلیا تھا۔ اس لئے چپ چاپ تعمیل کرتے رہے تھے۔

"اب تم دونوں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے مڑ کر کھڑے ہو جاؤ....!" عمران نے پچھلی سیٹ کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو تمہیں پچھتانا پڑے گا۔!" ان میں سے ایک غرایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں

نے تعمیل بھی کی تھی۔

"اور میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ڈاکٹر کی بہن اپنے گھر نہ پہنچی تو تم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچے گا۔ اب سیدھے دوڑتے چلے جاؤ.... چلو جلدی کرو.... مڑ کر دیکھا اور میں نے کیا فائر....!"

"اس سے کیا فائدہ....!" ان میں سے ایک بولا۔ "ہماری گاڑی بیکار ہو چکی ہے۔ ہم تمہارا تعاقب تو کر سکتے نہیں۔!"

"چلو....!" عمران نے پیر پٹخ کر کہا اور انہوں نے دوڑ لگا دی۔

"چلتے جاؤ.... دوڑتے جاؤ.... قدم نہ رکنے پائیں....!" کہہ کر وہ گاڑی میں بیٹھا تھا اور انجن اسٹارٹ کر کے ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا تھا اور خود کار گیئرز والی گاڑی جھپٹ کر آگے بڑھ گئی تھی۔

ڈاکٹر شاہد پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑا تھا۔ تفریح گاہ کے قریب پہنچتے ہی عمران نے پھر ڈیش بورڈ کا بٹن دبایا اور گاڑی کی نمبر پلیٹس بدل گئیں۔

ہوش آتے ہی ڈاکٹر شاہد اچھل پڑا اور حیران حیران آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا بستر سے بھی اتر آیا تھا۔ پھر دروازے کی طرف جھپٹا اور اس کے ہینڈل پر زور آزمائی کرنے لگا۔ لیکن دروازہ مقفل تھا۔ تھک ہار کر دوبارہ بستر پر آبیٹھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار تھے۔ دفعتاً پھر اٹھا اور دروازہ پیٹ پیٹ کر چیخنے لگا۔ "ارے....! میں کہاں ہوں.... کوئی یہاں ہے؟ دروازہ کھولو....!"

"پیچھے ہٹ جاؤ....!" باہر سے غرائی ہوئی سی آواز آئی۔

اُس نے خاموشی سے تعمیل کی تھی۔ قفل میں کنجی گھومنے کی آواز آئی تھی اور دروازہ کھلا تھا۔ سامنے ایک بدہیئت آدمی کھڑا دکھائی دیا اور شاہد مزید دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

آنے والے نے دروازہ بند کر کے دوبارہ اندر سے مقفل کر دیا شاہد اسے خوف زدہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

بدہیئت آدمی اُسے گھورتا رہا۔

"م.... میں کون ہوں....؟" شاہد ہکلایا۔

"کیا مطلب....!" بدہیئت آدمی غرایا۔

"ہاں.... ہاں.... بتاؤ.... میں کون ہوں....؟"

"ملکہ وکٹوریہ کے علاوہ کوئی بھی ہو سکتے ہو۔!"

"خدا کے لئے میرا مضحکہ نہ اڑاؤ۔ مجھے بتادو کہ میں کون ہوں اور میرا نام کیا ہے۔ پتا نہیں کب سے پوچھتا پھر رہا ہوں۔ کوئی نہیں بتاتا۔!"

"نہیں چلے گی....!" اجنبی سر ہلا کر بولا۔

"کیا نہیں چلے گی....؟"

"یہی جو تم چلانا چاہتے ہو.... تمہاری یادداشت پر کوئی اثر نہیں پڑا....!"

"یادداشت....؟" شاہد اس طرح بولا جیسے خواب میں بول رہا ہو۔

"بیٹھ جاؤ....!" اجنبی بستر کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "میں ابھی تمہاری یادداشت واپس لاؤں گا۔!"

"میں تمہارا شکر گزار ہوں گا اگر ایسا کر سکو....!"

"تمہیں استعفیٰ واپس لینا پڑے گا۔!" اجنبی نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیسا استعفیٰ؟ یقین کرو میں کچھ نہیں جانتا....!"

"کیا تم ڈاکٹر شاہد نہیں ہو....؟"

"میرے لئے یہ نام بالکل نیا ہے....!" شاہد کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"تو پھر ڈاکٹر مہ لقا تمہاری بہن بھی نہ ہو گی۔!"

"میں کیا جانوں کہ وہ کون ہے....!"

"جو کوئی بھی ہے بڑی اذیت میں مبتلا ہے۔!"

شاہد کی آنکھوں میں پل بھر کیلئے خوف کی جھلکیاں نظر آئی تھیں اور پھر غائب ہو گئی تھیں۔

پھر اس نے تھوک نگل کر کہا تھا۔ "تم جو کوئی بھی ہو خدا کیلئے مجھے بتادو کہ میں کون ہوں....؟"

"مسٹر رحمان کے ہونے والے داماد....!"

"اور تم کون ہو....؟"

"ڈھمپ.... آدھے تیتر والا....!"

"آدھا تیتر....!" شاہد بے ساختہ اچھل پڑا۔

"اور تمہیں وہی کرنا پڑے گا جو تم سے کہا جا رہا ہے۔!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"میں کچھ نہیں جانتا.... یقین کرو....!"

"کیا تم اسے پسند کرو گے کہ مہ لقا کو تمہارے سامنے ہی کوئی نقصان پہنچادیا جائے۔!"

"خداوندا.... میں کیا کروں....!"

"وہی جو کہا جارہا ہے۔!"

"کیا کہا جارہا ہے....؟"

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"میں کچھ نہیں جانتا.... یقین کرو....!"

"وہ سامنے فون رکھا ہوا ہے.... محکمہ صحت کے سیکریٹری کو بتادو کہ تم اپنا استعفیٰ واپس لینا چاہتے ہو۔!"

"میں اُسے نہیں جانتا.... ارے میں یہی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں....!"

"ایک شخص نے تمہیں رہائی دلانے کی کوشش کی تھی ہم نے اُسے بھی پکڑ لیا ہے....!"

"مجھے رہائی دلانے کی کوشش کی تھی۔ تو کیا میں نے کسی جیل سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔!"

"میں ابھی اُسے بھجواتا ہوں.... شاید تمہاری یادداشت واپس آجائے اُسے دیکھ کر۔!" اجنبی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ شاہد بھی اٹھا تھا۔

"تم وہیں بیٹھے رہو.... ورنہ گولی ماردوں گا۔!" اجنبی مڑ کر بولا۔

پھر وہ چلا گیا تھا.... شاہد دم بخود بیٹھا بند دروازے کو عجیب نظروں سے دیکھے جارہا تھا اور اس کی آنکھوں میں بے بسی کے آثار تھے۔

تھوڑی دیر بعد عمران بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ شاہد اٹھ گیا۔

"مجھے افسوس ہے ڈاکٹر....!" اس نے کہا۔

"کک.... کیا تم مجھے جانتے ہو....!"

"کیا بات ہوئی....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"اگر جانتے ہو تو بتادو کہ میں کون ہوں....!"

"ارے تم ڈاکٹر شاہد ہو.... میری بہن ثریا سے تمہاری شادی ہونے والی ہے۔!"

"کاش.... میں نے یہ نام پہلے بھی کبھی سنا ہوتا۔!"

"بہت اچھے....!" دفعتاً عمران ہنس پڑا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا....!" شاہد اپنی پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

"یار بڑی اچھی اداکاری کررہے ہو....!" عمران آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا۔ "ٹھیک ہے.... اسی طرح تم بچ سکتے ہو....!"

"پتا نہیں تم لوگ کیا کہہ رہے ہو....!"

"میں بھی تمہاری طرح قیدی ہوں....!"

"کس کے قیدی....؟ کیوں قیدی ہو....؟"

"میں نے تمہیں ان لوگوں سے چھین لینا چاہا تھا۔ لیکن خود بھی پکڑا گیا۔"

"کن لوگوں سے چھین لینا چاہا تھا۔ مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں آرہا....!"

"تم کوہ کاف کے شہزادے ہو.... نیلم پری کے اکلوتے بیٹے۔!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"کچھ بھی تو یاد نہیں آتا....!"

"چتکبرے دیو کی خالہ سے تمہارا جھگڑا ہوگیا تھا....!"

"پھر کیا ہوا تھا....؟ جلدی سے میری الجھن رفع کردو....!"

"چتکبرے دیو نے ایک جھاپڑ رسید کردیا تھا اور تم اپنی یادداشت کھو بیٹھے تھے۔!"

ڈاکٹر شاہد کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے پوچھا۔ "کچھ یاد آیا....!"

شاہد نے مایوسانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی۔

"نہیں یاد آئے گا تاوقتیکہ تمہیں گل بکاؤلی نہ سنگھایا جائے....!"

"کچھ کرو.... خدا کے لئے کچھ کرو....!"

"ایسے حالات میں صبر کے علاوہ اور کچھ نہیں کرسکتا ڈاکٹر شاہد....!"

"وہ بھی یہی کہہ رہا تھا کہ میں ڈاکٹر شاہد ہوں....!"

"بکواس کررہا تھا.... تم تو مڈوائف زرینہ بیگم ہو....!"

"میرا مذاق نہ اڑاؤ....!" ڈاکٹر شاہد حلق کے بل چیخا۔

عمران خاموش ہوگیا۔ سوچ رہا تھا کہ اس بار اس سے سچ مچ حماقت ہی سرزد ہوئی ہے۔ ڈھمپ کے روپ میں اس کے سامنے نہیں آنا چاہئے تھا۔ ویسے مقصد یہی تھا کہ شاید وہ عمران کی حیثیت میں اُس سے کچھ نہ معلوم کرسکے۔ اگر اصلیت ظاہر کرنی ہوتی تو وہ رحمان صاحب ہی سے رجوع کرتا اور بات اس حد تک نہ بڑھتی۔ اس سے قبل بھی وہ اسی تکنیک کے ذریعے کورنیلیا سے کچی بات اگلوا چکا تھا شاہد کے معاملے میں بھی یہی تکنیک بروئے کار لایا تھا۔ لیکن یہاں اُسے

مایوسی ہوئی۔ البتہ آدھے تیتر کے حوالے پر اس کا رد عمل امید افزا تھا۔ وہ شاہد کو غور سے دیکھتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا۔

کورنیلیا کو عمران کی تلاش تھی۔ قطعی اپنے طور پر۔ کسی نے اس سے ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا۔ وہ تھانے سے اس کا پتا حاصل کر کے فلیٹ تک جا پہنچی۔ یہاں جوزف سے مڈبھیڑ ہوئی تھی وہ اُسے حیرت سے دیکھنے لگی کیونکہ وہ اس وقت فوجی وردی میں تھا اور دونوں جانب کے ہولسٹروں سے ریوالور کے دستے صاف نظر آ رہے تھے۔

"مم.... میں.... مسٹر عمران کو تلاش کر رہی ہوں....!" وہ ہکلائی۔

"کیوں....؟" جوزف سرخ سرخ آنکھیں نکال کر بولا۔

"وہ میرے ہمدرد ہیں.... دوست ہیں....!"

"ہم نہیں جانتے وہ کہاں ہوں گے۔!"

"تم کون ہو....؟"

"میں اُن کا باڈی گارڈ ہوں....!"

"تب تو تمہیں ان کے ساتھ ہونا چاہئے تھا۔!"

نہ جانے کیوں جوزف خلافِ معمول مسکرا دیا تھا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔!"

"شوق ہے باڈی گارڈ رکھنے کا۔ ورنہ وہ اتنے معصوم اور بے ضرر آدمی ہیں کہ انہیں باڈی گارڈ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔!"

"اس پر تو مجھے بھی حیرت ہوئی تھی۔!"

"کس بات پر مسی....!" جوزف اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اسی پر کہ اس سادہ لوح آدمی نے اتنا خوفناک باڈی گارڈ کیوں رکھ چھوڑا ہے۔!"

"اس پر تو خود مجھے بھی حیرت ہے مسی....! آج تک ان دونوں ریوالوروں سے ایک گولی بھی نہیں چلی اور میرا مزاج بھی کسی قدر شاعرانہ ہو گیا ہے۔!"

"کیا تم کبھی ہیوی ویٹ چیمپئن بھی رہے ہو....!"

"میرے جاننے والوں کا یہی خیال ہے۔ دراصل باس کو بھی باکسنگ سے شوق ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گئی.... کیا اب بھی لڑتے ہو....!"

"صرف باس سے....!"

"وہ.... یعنی.... کہ وہ....!"

"ہاں جب بھی میرے ستارے گردش میں آتے ہیں مجھے دستانے پہننے ہی پڑتے ہیں۔!"

"تمہارے ستارے گردش میں آتے ہیں....!" کورنیلیا نے حیرت سے کہا۔

"ہاں مسی.... ایک فائٹ کے بعد تین دن تک اپنے چہرے کی سینکائی کرتا رہتا ہوں۔!"

"عمران کے مقابلے پر....!"

"ہاں مسی.... لیکن آج تک میرا ایک مکہ بھی ان کے چہرے پر نہیں پڑ سکا۔!"

"تم لحاظ کر جاتے ہو گے....!"

"نہیں مسی.... ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ خدا شاہد ہے جو آخرت میں مجھ پر پوری طرح حاوی ہوگا۔!"

"یقین نہیں آتا....!"

جوزف کچھ نہ بولا۔ وہ خاموش بیٹھی رہی۔ سلیمان اس وقت فلیٹ میں موجود نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف بولا۔ "تم اپنا کارڈ چھوڑ جاؤ مسی.... وہ جب آئیں گے انہیں بتا دوں گا۔!"

"میں انتظار کیوں نہ کرلوں....!"

"اگلے ہفتے تک....!"

"کیا مطلب....؟"

"تین دن سے تو میں نے ان کی شکل نہیں دیکھی....!"

"آہا.... تو کیا کہیں اور بھی ٹھکانا ہے۔!"

"اس فلیٹ سے آگے کی بات میں نہیں جانتا....!"

"اچھی بات ہے.... تو تم میرا کارڈ رکھ لو....!"

وہ اُسے اپنا کارڈ دے کر چلی گئی تھی۔

جوزف نے اس کے جاتے ہی عمران کے بتائے ہوئے نمبر فون پر ڈائیل کئے تھے۔

"کیا خبر ہے....؟" دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"ایک غیر ملکی لڑکی تمہاری تلاش میں ہے باس.... کورنیلیا نام بتایا ہے۔!"

"کیا فلیٹ میں آئی تھی....!"

"ہاں.... باس.... اپنا کارڈ دے گئی ہے۔!"

"آس پاس کی پوزیشن بتاؤ....!"

"نگرانی کررہے ہیں وہ لوگ.... ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔ دیسی ہی آدمی ہیں کسی غیر ملکی کو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ سلیمان نہیں مانتا وہ پھر باہر چلا گیا ہے۔ ناشتے کے بعد ابھی تک غائب ہے۔!"

"یہ اس نے اچھا نہیں کیا.... وہ لوگ میری تلاش میں ہیں.... اور بُری طرح پاگل ہورہے ہیں۔!"

"کہہ رہا تھا میری محبت خطرے میں ہے۔!"

"میں سمجھ گیا.... خیر دیکھا جائے گا۔!" عمران کی آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔

جوزف ریسیور رکھ کر بالکنی پر آنکلا.... اور کنکھیوں سے اس مقام کا جائزہ لینے لگا جہاں اس کی دانست میں نگرانی کرنے والے موجود تھے۔ پھر وہ شاید چھٹی حس ہی تھی جس کی بناء پر وہ یکلخت پیچھے ہٹا تھا اور اس کی بائیں جانب والی دیوار کا پلاسٹر اُدھڑ گیا تھا۔ بے آواز فائر اسی جانب سے ہوا تھا جدھر کنکھیوں سے دیکھتا رہا تھا۔

وہ چپ چاپ کمرے میں چلا آیا۔ لیکن اس کی آنکھیں خوف ناک لگنے لگی تھیں۔ چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر فون کی طرف بڑھا۔ عمران کے نمبر پھر ڈائیل کیئے.... اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر غرایا۔ "پانی سر سے اونچا ہوگیا ہے باس.... اب مجھے فلیٹ سے نکلنے کی اجازت دو۔!"

"کیا ہوا....؟"

"میں بالکنی میں کھڑا ہوا تھا کہ مجھ پر بے آواز فائر ہوا۔ اسی جانب سے جہاں وہ لوگ موجود ہیں۔!"

"تم زخمی تو نہیں ہوئے....؟"

"بال بال بچ گیا....!"

"سلیمان واپس آیا یا نہیں....!"

"نہیں باس....!"

"تم بالکنی میں بھی نہیں جاؤ گے....!"

"یہ ظلم ہے باس....!"

"بکواس مت کرو.... ساتویں بوتل کی اجازت دے سکتا ہوں لیکن باہر نکلنے کی نہیں۔!"

"ساتویں بوتل....!" جوزف خوش ہو کر بولا۔ "کیا ہمیشہ کے لئے باس....!"

"نہیں جب تک تم پر پابندی ہے۔!"

"تمہاری مرضی باس....!" جوزف مردہ سی آواز میں بولا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔

سلیمان کے سلسلہ میں اس کی تشویش بڑھ گئی تھی۔ اس بے آواز فائر کا مطلب یہی تھا کہ وہ ان میں سے کسی کو گھر سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔ عمران نہ سہی کوئی اور سہی جس پر قابو پاکر وہ معلومات حاصل کرسکیں لیکن یہ ان کی خام خیالی تھی۔ کیا جوزف کو علم تھا کہ عمران کہاں ہے محض فون نمبر تھے اس کے پاس.... اور اسے یقین تھا کہ ٹیلی فون ڈائریکٹری میں وہ نمبر نہیں مل سکیں گے۔!"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ چونک پڑا پھر خیال آیا کہ دستک دینے والا سلیمان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ دروازہ وہی پیٹتا ہے.... دوسرے تو کال بل کا بٹن دبایا کرتے ہیں۔

اس نے جھپٹ کر دروازہ کھول دیا۔ سلیمان ہی تھا.... اور بے حد خوش نظر آرہا تھا۔ دانت نکلے پڑے تھے۔

"کدھر ٹھا سالا....!" جوزف غرایا۔ "باس فون پر پھر بولا! مت نکلو باہر....!"

"ابے اس وقت تو دس ہزار گالیاں دے تب بھی برداشت کرلوں گا۔!"

"اچھا.... کیا بات ہوگیا....؟"

"الٹا لٹکا ہوا تھا سالا اور مار پڑ رہی تھی۔!"

"کس کا بات کرتا....!"

"قادر.... کوٹھی پر ملازم ہے.... کچھ گھپلا کیا تھا سالے نے اور اب قبول رہا ہے۔!"

"کیا کیا ٹھا....؟"

"بڑے صاحب کے ساتھ کوئی چار سو بیس کی تھی....!"

"بڑے صاحب کے ساتھ....!" جوزف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... اب یا تو سالا بند ہو جائے گا یا نکالا جائے گا۔!"

"ٹم سالا کاہے کو کھش ہوٹا....!"

"وہ مجھے چاہتی تھی.... یہ بیچ میں آکودہ.... ہے تھوڑا نقشے باز.... میں ٹھہرا سیدھا سادھا آدمی....!"

"ٹو وہ ٹمہارا رائیول ہے۔!"

"رائیول کیا....؟"

"وہ ہوٹا.... ڈوسرا آڈمی.... ٹمہارا لونڈیا کا لور....!"

"ہاں.... ہاں.... یہی بات تھی۔!"

"لونڈیا کیا بولتا....؟"

"اس سے ملاقات ہی نہ ہو سکی....!"

"ٹم سالا آؤل ہے....!"

"کیوں.... کیوں....؟"

"بس ہے.... ٹمہارا شادی نہیں بنے گا۔!"

"ابے کیوں بکواس کرتا ہے۔!"

"لونڈیا بھی ٹم کو اُلو سمجھتا....!"

"دیکھ بے.... زبان سنبھال کر....!"

"اب ٹم باہر نہیں جائے گا۔!"

"کیوں نہیں جائے گا......کوئی دھونس ہے تیری......!"

"باس بولا فون پر.... جائے گا تو مرے گا....!"

پھر اس نے بالکونی کے قریب لے جا کر دیوار کا اُدھڑا ہوا پلاسٹر دکھایا تھا اور وہ گولی دکھا تھی جو وہیں فرش پر پڑی ہوئی تھی۔

اچانک اسی وقت انہوں نے شور سنا۔ نیچے سڑک پر بھگدڑ ہو گئی تھی۔ جدھر جس کے سینگ سما رہے تھے نکلا جا رہا تھا۔ پھر انہوں نے فائروں کی آوازیں بھی سنیں۔ جوزف نے پیچھے ہٹ کر دروازہ بند کر لیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے....؟" سلیمان اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"جس نے مجھ پر گولی چلایا تھا.... اب اس پر چلتا....!"

"تو نے ٹھیک کہا تھا.... میری شادی نہیں ہو سکے گی۔!" سلیمان ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"نہ بہادر لوگ کا شادی بنتا اور نہ اُن کا نوکر لوگ کا....!"

"ابے جا.... بڑا بہادر لوگ ہے۔ خواہ مخواہ دوسروں کے پھٹے میں ٹانگ اڑاتے پھرتے ہیں۔!"

"ہم نہیں سمجھا.... پھٹے میں ٹانگ اڑاتا پھرتا کیا مطلب ہوتا....!"

"مطلب نہیں مطلب....!" سلیمان نے چڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"وہی.... وہی....!"

"وہی.... وہی کے بچے باہر گولیاں چل رہی ہیں۔!"

"ہم کیا کرے.... چلتا ہے تو چلے....!" جوزف نے کہا اور کمرے کی طرف چل پڑا۔ شاید اس کی پیاس جاگ اٹھی تھی اور وہ چھٹی بوتل کی بچی کھچی کے ساتھ ہی ساتویں کے خیال میں مگن تھا۔

آپریشن روم سے عمران کی کال اس کے کمرے میں ڈائریکٹ کر دی گئی.... وہ اب بھی سائیکو مینشن ہی میں مقیم تھا۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ابھی ابھی ایک ایمبولینس گاڑی ہارلم ہاؤز کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی ہے میں نے سوچا شاید اس کی کوئی اہمیت ہو آپ کی نظروں میں۔!"

"ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی۔!" عمران بولا۔ "کیا اس کا نمبر ٹی زیڈ چوبیس سو گیارہ ہے؟"

"نہیں.... ٹی زیڈ گیارہ سو بائیس ہے....!"

"کسی خاص طبی ادارے کا نام ہے اس پر....!"

"نہیں.... صرف ریڈ کراس بنا ہوا ہے۔!"

"تم میں سے کوئی اس کا تعاقب نہ کرے.... صرف اس کی روانگی کی سمت کے بارے میں اطلاع دینا کافی ہوگا۔ اگر وہ کمپاؤنڈ سے باہر آئے۔!"

"بہت بہتر....!"

"کیا نمبر بتایا تھا....؟"

"ٹی زیڈ.... گیارہ سو بائیس....!"

"میں منتظر رہوں گا....!"

"بہت بہتر....!"

"وِیٹس آل....!" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

ریسیور رکھا ہی تھا کہ پھر گھنٹی بجی۔ اس بار جوزف کی آواز آئی تھی۔

"سب سے پہلے ساتویں بوتل کا شکریہ باس.... اس کے بعد یہ خبر ہے کہ فلیٹ کے باہر فائرنگ ہوئی تھی۔ پڑوسیوں نے بتایا کہ دو زخمی آدمی ایک کار میں بیٹھ کر فرار ہو گئے ہیں کوئی نہیں جانتا کہ ان پر کس نے فائر کئے تھے۔!"

"ساتویں بوتل نے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"یقین کرو باس.... ساتویں بوتل کے صرف دو گھونٹوں نے مجھے اس حد تک پُر سکون کر دیا تھا کہ میں نے بالکنی سے جھانکنا بھی گوارا نہیں کیا اور تیسری خبر یہ ہے کہ سلیمان کی محبت جیت گئی۔ وہ کوٹھی پر گیا تھا وہاں اس نے اپنے رقیب کو الٹا لٹکا دیکھا تھا۔!"

"تو اس نے بھی عبرت پکڑ لی ہوگی۔!"

"نہیں باس....! وہ بہت خوش ہے اور چوتھی خبر یہ ہے کہ جب آس پاس گولیاں چل رہی ہوں تو مجھے اپنی پردہ نشینی کھلنے لگتی ہے۔!"

"پردہ نشینی بہتر ہے کفن پوشی سے....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر تیس سکینڈ بعد ہی صفدر کی کال دوبارہ آئی تھی۔

"ایمبولینس گاڑی پورچ میں کھڑی ہے اور ایک اسٹریچر اندر سے لایا گیا ہے کوئی اس پر لیٹا ہوا ہے۔ سر سے پیر تک کمبل سے ڈھکا ہوا ہے۔!"

"تعاقب ہرگز نہ کرنا....!" عمران بولا۔ "جانے دو....!"

"ہو سکتا ہے وہ لیڈی ڈاکٹر ہی ہو....!"

اس کے باوجود بھی وہ کرو جو میں کہوں.... یہ جال بھی ہو سکتا ہے۔ شاید وہ اندازہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہارلم ہاؤز زیر نگرانی ہے یا نہیں۔ اس کی وجوہات ہیں۔!"

"جیسی آپ کی مرضی....!"

"لیکن روانگی کی سمت سے مطلع کرنا....!"

"بہت بہتر.... اوہ.... ذرا ٹھہریئے.... ہولڈ آن کیجئے۔!"

آواز آنی بند ہو گئی.... عمران ریسیور کان سے لگائے رہا۔

صفدر کی آواز پھر آئی۔ "ہیلو....!"

"سن رہا ہوں....!"

"چوہان اطلاع دے رہا ہے کہ ایمبولینس گاڑی کمپاؤنڈ سے نکل کر گیارہویں شاہراہ پر مغرب کی جانب مڑ گئی ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... تنویر تم لوگوں کی جگہ لینے کے لئے آدھے گھنٹے بعد پہنچ جائے گا۔ اب ایک ہی آدمی کافی ہوگا۔ تم تینوں آرام کر سکتے ہو۔ وٹس آل....!"

ریسیور رکھ کر وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "گیارہویں سڑک.... مغرب کی جانب.... خوب تو

پھر شاید اُدھر ہی جائیں گے۔!"

ایمبولینس گاڑی کی اگلی سیٹ پر دو افراد تھے.... اور دونوں ہی سفید فام غیر ملکی تھے۔ انہی میں سے ایک اسٹیئرنگ کر رہا تھا۔

گاڑی کے پیچھے دور تک سڑک سنسان اور تاریک پڑی تھی۔ اسٹیئرنگ کرنے والے نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کوئی بھی نہیں ہے شہر سے یہاں تک کوئی ایسی گاڑی نظر نہیں آئی جس پر تعاقب کا شبہ کیا جا سکتا۔!"

"چیف بچوں کی سی حرکتیں کر رہا ہے....!" دوسرا بولا۔

"اندر اسٹریچر پر کون ہے....؟"

"میں نہیں جانتا.... ضروری نہیں کہ کوئی آدمی ہو۔ ڈمی بھی ہو سکتی ہے۔!"

"آخر یہ کون شخص ہے جو اس طرح ہمارے مقابل آیا ہے۔ پولیس تو کچھ بھی نہیں کر رہی۔!"

"میں نہیں جانتا....!"

"کیا نام ہے....؟"

"عمران....؟"

"لیکن ہرمن نے ڈھمپ نام بتایا تھا....!"

"اُس شخص کا نام بتایا تھا جو قیدی کو چھین لے گیا تھا۔ چیف کا خیال ہے کہ وہ عمران ہی کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے۔!"

"عمران کی کیا حیثیت ہے....؟"

"یہاں کے محکمہ سراغرسانی کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔!"

"اور اُسی کے محکمے سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"نہیں....! محکمے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک آوارہ گرد آدمی ہے۔!"

"اوہ.... اب ایک گاڑی دکھائی دی ہے۔!"

"وہ ہماری ہی کوئی گاڑی ہوگی۔ پانچ میل کی مسافت طے کر لینے کے بعد تعاقب کرنے والی کوئی گاڑی نہیں ہو سکتی۔ تعاقب شروع ہوتا تو ہارلم ہاؤز کے قریب ہی سے ہو جاتا۔ چیف کا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔!"

"اگر ہماری ہی گاڑی ہے تو اتنی دیر بعد کیوں دکھائی دی۔!"

"تو پھر کوئی غیر متعلق آدمی ہوگا۔ اس سڑک پر صرف ہم ہی تو نہیں چل رہے۔!"

"یہ ساحلی تفریح گاہ کی روشنیاں ہیں شاید.....!"

"ہاں.....!"

"پچھلی گاڑی راستے کے لئے ہارن دے رہی تھی۔ ایمبولینس گاڑی ایک جانب کرلی گئی اور تیز رفتار گاڑی اس کے برابر سے نکلتی چلی گئی۔

"ہاورڈ نے یہی تو بتایا تھا کہ پہلے وہ گاڑی آگے نکل گئی تھی۔!"

"کیوں مرے جارہے ہو..... اپنی دو گاڑیاں بھی پیچھے ہوں گی۔!"

"تو دکھائی کیوں نہیں دیتیں.....؟"

"ویران حصے میں داخل ہوتے ہی ہیڈ لائٹس بجھادی گئی ہوں گی۔!"

"وہ دیکھو.....!" ڈرائیور چیخ پڑا۔ "وہ پلٹ رہی ہے۔!"

سامنے سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس دکھائی دی تھیں۔

"آنے دو..... ہماری بھی گاڑیاں.....!"

سامنے والی گاڑی کی رفتار میں کمی نہیں ہوئی تھی..... وہ ایمبولینس کے قریب سے گزرتی چلی گئی تھی۔

"اوہ.....!" ڈرائیور نے طویل سانس لی تھی۔

"خواہ مخواہ نروس ہو رہے ہو تم..... بس اب ہم وہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔!"

ایمبولینس کی رفتار کسی قدر تیز ہوگئی۔ ساحلی تفریح گاہ بہت پیچھے رہ گئی تھی اور یہ وہی سڑک تھی جس پر ان کی ایک ایمبولینس کے ٹائر فلیٹ کردیئے گئے تھے اور ڈھمپ نامی کسی آدمی نے ان کے قیدی پر ہاتھ صاف کردیا تھا۔

مزید ایک میل کی مسافت طے کر کے ایمبولینس ان عمارات کے قریب جا پہنچی جہاں ایٹمی بجلی گھر کا عملہ رہتا تھا۔ پھر وہ ایک الگ تھلگ عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہے.....؟" ڈرائیور نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔

"گاڑی کو پورچ میں لیتے چلو..... اور وہیں کھڑی کردو.....!"

"اس کے بعد.....!"

"میں نہیں جانتا..... مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ گاڑی ہی پر بیٹھے رہنا ہے یا نیچے اترنا ہے۔!"

"کیا بات ہوئی.....؟"

"انجن بند کرو اور چپ چاپ بیٹھے رہو.....!"

گاڑی پورچ میں پہنچ کر رکی تھی اور انجن بند کردیا گیا تھا۔ وہ دونوں بیٹھے رہے۔ دفعتاً ایمبولینس کے اندر سے کسی نے عقبی پارٹیشن پر زور زور سے ہاتھ مارنا شروع کردیا تھا۔

"ڈمی نہیں تھی..... چلو اترو نیچے..... دروازہ کھولو.....!" ڈرائیور نے کہا۔

دوسرے آدمی نے نیچے اتر کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھا اور بوکھلا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چیف.....!"

"کچھ نہیں ہوا.....؟" اس نے گاڑی سے اترتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں چیف..... کچھ بھی نہیں.....!"

اتنے میں دو گاڑیاں اور بھی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئیں..... ان پر سے چار سفید فام غیر ملکی اترے اور پورچ کی طرف بڑھتے چلے آئے۔

"کیا خبر ہے.....؟" خشک لہجے میں "چیف" نے ان سے سوال کیا۔

"قطعی نہیں چیف.....! تعاقب کیا ہی نہیں گیا.....!"

"لیکن میں نے دو گاڑیوں کی آوازیں سنی تھیں۔!"

"ایک گاڑی تفریح گاہ سے اس طرف آئی تھی اور دوسری مخالف سمت سے..... انہی کی آوازیں آپ نے سنی ہوں گی۔!"

"ہو سکتا ہے تفریح گاہ ہی سے تعاقب شروع کیا گیا ہو۔!" ایمبولینس کے ڈرائیور نے کہا۔

"احمقانہ خیال ہے.....!" چیف بولا۔ "چلو اندر چلو.....!"

وہ عمارت میں داخل ہوئے تھے۔

"چیف" قوی اعضاء والا ایک دراز قد آدمی تھا۔ آنکھیں بڑی جاندار تھیں۔ اپنے ماتحتوں پر چھایا ہوا سا لگتا تھا۔

ایک بڑے کمرے میں پہنچ کر اس نے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا چند لمحے انہیں گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم سب ناکارہ ثابت ہو رہے ہو۔!"

وہ سب خاموش رہے۔

چیف تھوڑی دیر بعد غرایا..... "دونوں دیسی آدمی زخمی ہو کر واپس آئے ہیں۔!"

"کون دیسی آدمی.....؟" ایک بولا۔

"میں صرف ہاورڈ سے مخاطب ہوں۔!"

ہاورڈ نامی آدمی نے اُسے خوف زدہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"عمران کی قیام گاہ کے قریب ان پر فائر کئے گئے تھے۔!"

"مجھے علم ہے چیف....!" ہاورڈ بولا۔ "ان سے بھی غلطی ہوئی تھی۔ اُن میں سے ایک نے نیگرو پر فائر کر دیا تھا۔ جو فلیٹ کی بالکنی میں کھڑا ہوا تھا۔!"

"کیوں....؟" چیف اُسے گھورتا ہوا غرایا۔

"فائر بے آواز تھا.... اور اس توقع پر کیا گیا تھا کہ شاید اسی طرح عمران فلیٹ سے نکل آئے۔!"

"تم احمق ہو.... تم نے غلط آدمیوں کا انتخاب کیا تھا فلیٹ کی نگرانی کے لئے۔ عمران فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ رانا پیلس میں بھی نہیں اور اپنے باپ کے گھر میں بھی نہیں ہے۔!"

"ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں باس.... مجھے اطلاع ملی تھی کہ آج کوئی سفید فام لڑکی عمران کے فلیٹ میں گئی تھی۔!"

"کورنیلیا تھی....!" چیف خشک لہجے میں بولا۔

"کورنیلیا....!" ہاورڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں وہی تھی.... اور اب اُسی پر نظر رکھو۔ وہ عمران کی تلاش میں ہے۔!"

"مگر چیف ضروری تو نہیں کہ وہ اُسے مل ہی جائے۔!"

"غیر ضروری باتیں نہیں....!"

"اوکے چیف....!" ہاورڈ نے طویل سانس لی۔

چیف اٹھ گیا۔

طویل راہداری سے گزر کر وہ ایک کمرے کے سامنے رکا تھا قفل کھول کر اندر داخل ہوا اور سامنے بیٹھی ہوئی عورت اُسے دیکھ کر اچھل پڑی۔

"ڈرو نہیں....!" چیف آہستہ سے بولا۔

"ڈروں گی کیوں....؟" عورت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جب تک تمہارا بھائی ہمیں نہ مل جائے تمہاری رہائی ناممکن ہے۔!"

"آخر تم لوگ میرے بھائی سے کیا چاہتے ہو....!"

"وہ مقروض ہے میرا.... جیسے ہی میں نے اس سرزمین پر قدم رکھا وہ روپوش ہو گیا۔!"

"کتنی رقم ہے....؟" عورت نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم تصور بھی نہیں کر سکتیں.... میرے ملک میں شہزادوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔!"

"آخر تم نے کس توقع پر اُسے کوئی بڑی رقم قرض دے دی تھی۔!"

"تفصیل میں نہیں جا سکتا.... یہ بتاؤ کیا ڈھمپ نامی کسی آدمی سے واقف ہو۔!"

"یہ نام ہی پہلی بار سن رہی ہوں....!"

"ہو سکتا ہے کہ تم اُسے نام سے نہ جانتی ہو.... لیکن کبھی اپنے بھائی کے ساتھ دیکھا ہو۔ وہ ایک بد ہیئت سا آدمی ہے۔ بہت زیادہ پھولی ہوئی ناک والا، مونچھیں نچلے ہونٹ پر لٹکی ہوئی اتنی گھنی کہ دہانہ چھپ کر رہ گیا ہو۔!"

"نہیں میں نے ایسے کسی آدمی کو اپنے بھائی کے ساتھ نہیں دیکھا۔!"

چیف تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "بہر حال تمہارا بھائی اس پوزیشن میں نہیں کہ میرا قرض ادا کر سکے۔ اس لئے استعفیٰ دے کر روپوش ہو گیا ہے۔!"

"اُوہو.... تو کیا اسی لئے استعفیٰ بھی....!"

"ہاں.... اسی لئے....!"

"کیا تم یہاں کے قانون کی رو سے قرض کی ادائیگی کے مستحق قرار پا سکو گے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"کیا تمہارے پاس ان کی کوئی ایسی تحریر ہے جس کی بناء پر ان کا قرض دار ہونا ثابت ہو سکے۔!"

"نہیں....!"

"تو پھر.... انہیں تم سے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اگر اُس نے قرض ادا نہ کیا تو اس کے دونوں کان کاٹ دیئے جائیں گے۔!"

"یہاں.... اس ملک میں....!" عورت نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ یہی دیکھ لو تم ہماری قید میں ہو۔ اسی ملک میں۔ تمہارے قانون نے ہمارا کیا بگاڑا ہے۔ تمہارے اغوا کی خبر سے پورے شہر میں سنسنی پھیل گئی ہے۔ اخبارات چیخ رہے ہیں لیکن تم دیکھ ہی رہی ہو۔!"

عورت کچھ نہ بولی۔

چیف تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تمہارا بھائی جہاں بھی ہوگا تمہارے اغواء کی خبر اس

تک ضرور پہنچی ہوگی اور یہ بھی جانتا ہوگا کہ اس میں کس کا ہاتھ ہے لیکن اُسے تمہارا ذرہ برابر بھی خیال نہیں ہے۔“

عورت خاموش رہی۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی اور چیف چونک کر مڑا۔ پھر اس نے غصیلے انداز میں اٹھ کر دروازہ کھولا۔ سامنے ہاورڈ کھڑا نظر آیا۔

”چچ.... چیف....!“ وہ ہکلایا۔ ”کمپاؤنڈ میں کوئی ہے۔!“

”کون ہے....؟“

”پتا نہیں....!“

”تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ اُوہ.... اپنی شکل دیکھو.... کون ہے کمپاؤنڈ میں۔ اوہ میں سمجھا.... تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ انہی لوگوں میں سے کوئی ہے۔!“

ہاورڈ نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا....؟“

”کتے بھونکنے لگے ہیں....!“

”گیٹ بند کر کے انہیں کھول دو.... لیکن پہلے آئینے میں اپنی شکل ضرور دیکھ لینا۔ کہیں تمہیں ہی گولی نہ ماردوں.... تم ڈر رہے ہو۔!“

”نن.... نہیں.... تو چیف....!“ وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ ”میں کتے کھلوائے دیتا ہوں۔!“

ٹھیک اسی وقت پوری عمارت تاریک ہوگئی اور چیف اونچی آواز میں بولا۔ ”خبردار تم کمرے ہی میں خاموش بیٹھی رہنا.... ورنہ گولی ماردی جائے گی۔!“

پھر اس نے کھینچ کر دروازہ بند کیا تھا اور ٹٹول کر قفل میں کنجی لگائی تھی۔ اندھیرے میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔!

”کتے.... کتے....“ چیف زور سے چیخا۔ ”کتے کھول دینے کی کوشش کرو۔!“ وہ دیوار ٹٹولتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

بھگدڑ کی آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی۔ ان لوگوں کے آنے سے قبل بھی اس عمارت میں کچھ افراد موجود تھے اور اب ان کی مجموعی تعداد گیارہ تھی۔

چیف بڑھتے بڑھتے صدر دروازے تک آپہنچا تھا۔

کمپاؤنڈ میں اُسے ٹارچ کی روشنی دکھائی دی اور کچھ ایسے لوگ بھی نظر آئے جنھوں نے بلڈ

ہاؤنڈ کی زنجیریں تھام رکھی تھیں۔

”جلدی کرو....!“ وہ دہاڑا.... ”انہیں چھوڑ دو....!“

کتے چھوڑ دیئے گئے ہیں اور وہ ایک ہی جانب دوڑتے چلے گئے تھے۔ چیف پورچ میں کھڑا اپنے آدمیوں کو ہدایات دیئے جارہا تھا۔

لیکن ابھی تک کسی نے بھی دوبارہ روشنی کے انتظام کی فکر نہیں کی تھی۔ پتا نہیں وہ اتنے بدحواس ہوگئے تھے یا مصلحتاً روشنی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ صرف دو عدد ٹارچوں کی روشنیاں کمپاؤنڈ کے اندھیرے میں گردش کررہی تھیں۔

اچانک کتے خاموش ہوگئے اور ایسا لگا جیسے اس سے قبل کسی قسم کی آوازیں ہی نہ رہی ہوں پھر شاید کتوں کے ٹرینر ہی نے مخصوص انداز میں سیٹی بجائی تھی۔ لیکن اس کی آواز سناٹے میں مدغم ہوگئی تھی اور کتوں کی طرف سے کسی ردعمل کا اظہار نہیں ہوا تھا۔

”دیکھو.... کیا ہوا....؟“ چیف دہاڑا۔

”جس طرح کتے مارے گئے ہیں.... اسی طرح دیکھنے والے بھی ماردیئے جائیں گے۔!“ کسی کی آواز کسی دور افتادہ حصے سے آئی تھی۔

آواز کی سمت فوراً ہی کسی نے فائر جھونک دیا۔

چیف تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ وہ آواز اُسی کے کسی آدمی کی تھی یا وہ کوئی اور تھا جس نے اس کی بات کا جواب دیا تھا دو فائر پھر ہوئے اور وہ صدر دروازے کے قریب دیوار سے لگا کھڑا تھا۔

اتنے میں کوئی دوڑتا ہوا پورچ میں آیا تھا اور سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا پھر نیچے لڑھک گیا تھا۔ چیف نے اس کا دھندلا سا ہیولا دیکھا تھا لیکن اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی تھی۔

پے درپے دو فائر پھر ہوئے۔ اسکے بعد ہی پولیس کی کسی پٹرول کار کا سائرن سنائی دینے لگا تھا۔

”چلو سب.... اندر چلو....!“ چیف حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ ”روشنی.... مین سوئچ دیکھو۔!“

”سب کچھ ٹھیک ہے....!“ بائیں جانب سے آواز آئی۔ ”ایسا لگتا ہے جیسے پول پر سے گئی ہو۔!“

”پاور ہاؤز فون کرو....!“ چیف نے کہا اور پھر اُسے یاد آیا کہ ابھی کوئی پورچ کی سیڑھیوں پر سے لڑھک گیا تھا۔

”دیکھو.... اُدھر کون ہے.... ٹارچ ادھر لاؤ....!“

دوسرے ہی لمحے میں ٹارچ چیف کے چہرے پر پڑی۔!

"مجھے دو ٹارچ....!" وہ جھنجھلا کر بولا۔

آنے والے نے ٹارچ اس کی طرف بڑھادی تھی اور اُس نے سیڑھیوں پر روشنی ڈالی تھی۔

اُسی کا ایک آدمی نچلی سیڑھی پر اوندھا پڑا نظر آیا اور اس کے نیچے سے خون کی پتلی سی لکیر نکل کر دور تک بل کھاتی چلی گئی تھی۔

"اُسے اٹھا کر فوراً اندر لے چلو....!" چیف بولا۔ "اور خون کا نشان تک یہاں نہ ملنا چاہئے.... جلدی کرو.... میں پھاٹک پر جارہا ہوں۔ پولیس ادھر ہی آرہی ہے۔ باہر کے لوگ اس عمارت کی نشاندہی کردیں گے.... کئی فائر ہوئے تھے۔!"

"اوہ... چیف...!" بائیں جانب سے آواز آئی۔ "مین سوئچ کی ایک فیوز گرپ غائب ہے۔!"

"جلدی سے دوسری لگاؤ....!" کہتا ہوا وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے اندازے کے مطابق پٹرول کار گیٹ کے سامنے رکی تھی اور اس سے فائروں کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

"آوازیں ہم نے بھی سنی تھیں لیکن سمت کا تعین نہیں کرسکے۔ یہاں کے برقی نظام میں کوئی نقص واقع ہوگیا ہے۔!" چیف نے جواب دیا۔

کار آگے بڑھ گئی۔ شاید وہ لوگ اس کی شخصیت سے مرعوب ہوگئے تھے۔

وہ تیزی سے عمارت کی طرف پلٹا۔ ابھی پورچ میں بھی نہیں پہنچا تھا کہ عمارت روشن ہوگئی دو آدمی سیڑھیوں کے قریب بیٹھے خون کے دھبے دھورہے تھے۔

"کیا وہ مرگیا....؟" چیف نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں چیف....!" جواب ملا۔ "شانے میں گولی لگی ہے۔ بیہوش ہے۔!"

"کتوں کا کیا حشر ہوا.... انہیں بھی دیکھو....!"

پھر ذرا ہی سی دیر میں اسے معلوم ہوگیا کہ دونوں کتے عقبی پارک میں بیہوش پڑے ہیں انہیں گولی نہیں ماری گئی تھی بلکہ بیہوش کردینے والی ڈارٹس کا شکار ہوئے تھے۔ اس اطلاع پر وہ اچانک چونکا تھا اور قیدی عورت والے کمرے کی طرف چل پڑا تھا۔

دروازہ کھلا ہوا ملا۔ کمرہ خالی تھا۔ جس کرسی پر اُسے بیٹھی ہوئی چھوڑ کر گیا الٹی پڑی دکھائی دی۔ اس کے قریب ہی کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ملا۔ جس پر موٹے موٹے حروف میں "ڈھمپ" تحریر تھا۔

"او.... خبیثو.... او مردودو....!" وہ کمرے سے دہاڑتا ہوا نکلا۔ "تم سب اس قابل ہو کہ

بے دردی سے قتل کردیئے جاؤ.... وہ اُسے بھی نکال لے گیا۔!"

تھوڑی دیر بعد وہ سب چیف کے سامنے سر جھکائے کھڑے نظر آئے۔ وہ ان پر بُری طرح گرج رہا تھا۔

ڈاکٹر مہ لقا کو صرف اتنا ہی یاد تھا کہ کمرے میں دفعتاً اندھیرا ہوگیا تھا اور اس سے پوچھ گچھ کرنے والا کمرے کو دوبارہ مقفل کرگیا تھا۔ ساتھ ہی دھمکی بھی دی تھی کہ نکل بھاگنے کی صورت میں گولی ماردی جائے گی۔ وہ دیر تک اندھیرے میں بیٹھی رہی تھی۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز سن کر کرسی سے اٹھی تھی ٹھیک اُسی وقت اس پر پنسل ٹارچ کی روشنی پڑی تھی اور کسی نے آہستہ سے کہا تھا کہ وہ اس کا دوست ہے اُسے رہائی دلانا چاہتا ہے۔ یہ بات اردو میں کہی گئی تھی اس لئے وہ کسی نئے وسوسے میں پڑجانے کی بجائے اس کے ساتھ کمرے سے نکلی چلی گئی تھی۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

عقبی پارک میں پہنچ کر اس نے اسے کاندھے پر اٹھایا تھا اور ایک طرف دوڑ لگادی تھی۔ اسی دوران میں اس نے یہ بھی محسوس کیا تھا جیسے وہ اپنے ایک ہاتھ سے اس کی کنپٹیاں دبانے کی کوشش کرتا رہا ہو۔ پھر کیا ہوا تھا.... اس کا ہوش نہیں۔

دوبارہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوئی تھی تو پھر خود کو ایک کمرے میں پایا تھا لیکن وہ کمرہ ہرگز نہیں ہوسکتا تھا جس میں قید رہی تھی۔ یہ کمرہ اُس سے زیادہ کشادہ تھا اور اس میں نکاسی کے دروازے تھے۔ اس نے اٹھ کر ایک دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی پھر دوسرے کو آزمایا تھا۔

دوسرا ہینڈل گھماتے ہی کھل گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں چیخ پڑی تھی۔ "بھائی جان۔!"

یہ بھی ایک کمرہ ہی تھا اور سامنے ڈاکٹر شاہد ایک آرام کرسی پر نیم دراز نظر آیا۔

"م.... میں.... نہیں جانتا کہ آپ کون ہیں....؟" شاہد سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

مہ لقا ٹھٹک کر رہ گئی۔

"اگر میں بھائی جان ہوں تو بتاؤ کہ میں ہوں کون.... میرا گھر کہاں ہے۔!"

"ارے بھائی جان....!" وہ خوف زدہ لہجے میں کچھ کہتے کہتے رک گئی ٹھیک اُسی وقت عقب سے آواز آئی تھی۔ "یہ آپ کے بھائی جان نہیں بلکہ میرے عذاب جان ہیں۔!"

مہ لقا چونک کر مڑی۔ سامنے عمران کھڑا تھا۔ ڈاکٹر شاہد بھی کرسی سے اٹھ گیا۔

"میرا نام علی عمران ہے محترمہ....!"

"میں.... جانتی ہوں....!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "آپ کی تصویر دیکھی تھی۔!"

"پچھلی رات میں ہی تھا جس نے آپ کو رہائی دلوائی تھی۔!"

"اور خود پکڑے گئے....!" ڈاکٹر شاہد بے ساختہ بول پڑا۔

"اب تو واقعی پکڑے گئے....!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

اور شاہد کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"پرواہ مت کرو.... میں اسی طرح یادداشت واپس لاتا ہوں....!" عمران بولا۔

"مم.... میں نہیں سمجھا....!"

"تم محفوظ ہو ڈاکٹر.... ڈھمپ میرا ہی آدمی ہے۔!"

"اوہ.... وہ لوگ بھی کسی ڈھمپ کا ذکر کر رہے تھے۔!" مہ لقا بولی۔

"انہیں کرنا ہی چاہئے۔!"

"میں کہاں ہوں....؟" شاہد نے سوال کیا۔

"ایک محفوظ مقام پر.... تحفظ ہی کے لئے تمہیں یہاں رکھا گیا ہے۔ بلکہ براہِ راست میری تحویل میں ہو تاکہ اب ڈھولک بجواہی دی جائے۔!"

"اگر وہ آپ کا آدمی تھا تو اس نے آدھے تیتر کا حوالہ کیوں دیا تھا۔!" شاہد عمران کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"آپ لوگ آرام سے بیٹھ جائیے....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ پھر مہ لقا سے کہا۔ "میں پہلے آپ کی کہانی سنوں گا۔!"

"مم.... میری کہانی.... یہ ہے کہ ایک غیر ملکی لڑکی مریضہ کو دکھانے کے بہانے مجھے ہارلم ہاؤز لے گئی تھی اور وہیں مجھے بند کر دیا گیا تھا۔ پھر میں نہیں جانتی کہ دوسری عمارت میں کیسے پہنچی تھی۔ انہوں نے مجھے بطور یرغمال رکھا ہوا تھا۔!"

"کس سلسلے میں....!"

ڈاکٹر شاہد زور سے کھنکارا تھا جیسے مہ لقا کو بولنے سے روک رہا ہو۔! لیکن مہ لقا خود اسی سے سوال کر بیٹھی۔ "کیا تم کسی کے بہت زیادہ مقروض ہو....!"

"نہیں.... تو.... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!" شاہد بولا۔

"لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ کوئی بہت بڑی رقم ہے.... اسی لئے روپوش ہو گئے ہو....!"

شاہد کچھ نہ بولا۔ مہ لقا اُسے غور سے دیکھتی ہوئی کہتی رہی۔ "تم نے یہ رقم اُس سے اُسی کے ملک میں لی تھی جب تمہیں معلوم ہوا کہ وہ یہاں آیا ہے تو تم روپوش ہو گئے۔!"

"کیوں ڈاکٹر صاحب....!" عمران نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے....!" شاہد نے جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"لیکن آدھا تیتر....!"

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں.... عمران بھائی....!"

"ابھی ذرا ہی دیر پہلے تم نے ڈھمپ کے سلسلے میں حیرت ظاہر کی تھی کہ اگر وہ میرا آدمی تھا تو اس نے آدھے تیتر کا حوالہ کیسے دیا تھا۔!"

"اُوہ.... وہ دراصل.... وہ جس کا میں مقروض ہوں.... وہاں آدھا تیتر کہلاتا ہے۔!"

"کیوں محترمہ.... کیا وہ آدھا تیتر تھا....؟" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کی گفتگو شروع ہو گئی ہے۔!" مہ لقا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ وہ تیتر سے مشابہت رکھتا تھا۔!"

"میں نہیں جانتی....!"

"کیا اس نے آپ کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر گفتگو کی تھی۔!"

"جی نہیں....!"

"نام بتایا تھا....!"

"بھلا وہ نام کیوں بتاتا جب کہ اس سے ایک غیر قانونی حرکت سرزد ہوئی تھی۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے.... اچھا اس کا حلیہ ہی بتائیے....!"

"دراز قد اور چوڑا چکلا آدمی ہے۔!"

"کوئی مخصوص پہچان....!"

"ٹھہریئے.... مجھے سوچنے دیجئے.... ایک نشان جو سبھی کو عجیب لگتا ہے۔ پیشانی پر بائیں جانب کراس کی شکل کا زخم کا نشان۔ واضح اور اتنا بڑا کہ دور سے بھی نظر آتا ہے۔!"

"یہ ہوئی نا بات....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب اس کا قرض ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔!"

شاہد اس کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔ عمران کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"اور کچھ پوچھنا ہے آپ کو ڈاکٹر شاہد سے۔!" اس نے مہ لقا سے سوال کیا۔

"یقیناً.... روپوشی کی وجہ قرض ہو سکتا ہے.... لیکن استعفیٰ....!"

"مناسب یہی ہو گا کہ یہ سوال آپ میرے لئے چھوڑ دیں....!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"بہتیری باتیں خواتین کے علم میں لانے والی نہیں ہوتیں....!"

شاہد نے بوکھلا کر عمران کی طرف دیکھا تھا۔

"لہٰذا آپ آرام کیجئے....!" عمران بولا۔

"میں اپنے گھر واپس جانا چاہتی ہوں....!"

"ابھی نہیں.... ذرا حالات کو میرے قابو میں آجانے دیجئے.... ورنہ آپ دیکھ ہی چکی ہیں کہ پولیس آپ کا سراغ نہیں پاسکی تھی اور وہ لڑکی اب بھی آزاد ہے جو آپ کو ہارلم ہاؤز لے گئی تھی....!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں قانون کی حکمرانی نہیں ہے....!"

"قانون کی حکمرانی تو ہے.... لیکن سیاست بھی بہر حال ایک ٹھوس حقیقت ہے....!"

"کیا اس لئے کہ وہ سفید فام غیر ملکی ہیں....!"

"اگر وہ سیاہ فام غیر ملکی بھی ہوتے تو حالات کے تحت یہی صورت ہوتی.... قرض دینے والے بنئے بے حد صورت حرام ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اُن کے حسن کی تعریف کرنی پڑتی ہے....!"

"میں سمجھ گئی....!"

"یہی بات ہے.... تو پھر بس آرام کیجئے جا کر....!"

"شکریہ....!" اس نے کہا اور اسی کمرے میں واپس چلی گئی جہاں وہ گہری نیند سے بیدار ہوئی تھی۔

عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔

"اگر آپ ہی سامنے آتے تو یادداشت کھو بیٹھنے کا ڈھونگ نہ رچاتا....!" شاہد آہستہ سے بولا۔ "میں اس خوف ناک آدمی کو دیکھ کر یہی سمجھا تھا کہ انہی لوگوں سے سابقہ ہے۔ آپ کی کال ریسیو کرنے کے بعد میں ان کے چنگل میں پھنس گیا تھا۔ وہ ہٹ کی کھڑکی توڑ کر اندر داخل ہوئے تھے۔"

"پھر تمہیں بیہوش کر کے ایک ایمبولینس گاڑی میں ڈالا تھا اور نکل جانا چاہتے تھے....!"

"اور مجھے یہیں ہوش آیا تھا اس لئے غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا....!"

"خیر اب آجاؤ اصل معاملے کی طرف....!"

"میں ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ اس کا قرض ادا کر سکوں....!"

"اگر لاکھ دو لاکھ کی بات ہو تو میں دے سکتا ہوں....!" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

"پورے دس لاکھ....!"

"دو دن کے اندر اندر انتظام کر دوں گا....!"

"آپ نہیں....!" وہ کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"ہاں.... ہاں.... کیوں نہیں.... بس اب استعفیٰ واپس لے لو....!" عمران نے چہکار کر کہا۔

شاہد کچھ نہ بولا۔ احمقانہ انداز میں عمران کی صورت تکتا رہا۔

"جس شخص کا حلیہ تمہاری بہن نے بتایا ہے وہ قرض نہیں دیتا بلکہ حکومتوں کے تختے الٹتا ہے....!"

"آپ کیا جانیں....!" شاہد اچھل پڑا۔

"اپنے باپ کے مقابلے میں میں نے زیادہ دنیا دیکھی ہے۔ آج سے دو سال قبل اُس نے ایک افریقی ملک کو جہنم بنا دیا تھا....!"

"عمران صاحب.... میں ایک بے بس چوہے کی طرح خوف زدہ ہوں....!"

"اگر سچی بات بتا دو تو شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں....!"

شاہد نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اگر میں آپ کو اپنی بے بسی کی وجہ بتاؤں گا تو آپ مجھ سے متنفر ہو جائیں گے۔ لیکن خدا کی قسم مجھے قطعی یاد نہیں کہ میں کب ان حرکات کا مرتکب ہوا تھا....!"

"تم جو کچھ بھی کہو گے میں اس پر یقین کر لوں گا۔ میں تو صرف ایک تماشائی ہوں۔ محبت اور نفرت کرنے کا حق مجھ سے چھین لیا گیا ہے....!"

"میں نہیں سمجھا....!" شاہد نے چہرے سے ہاتھ ہٹا لئے۔

"ایک ایسا تماشائی جو خود بھی تماشے ہی کا ایک کردار ہے....!"

"اب بھی نہیں سمجھا....!"

"میں صرف کام کرتا ہوں.... محبت یا نفرت کرنا میرا مسلک نہیں ہے....!"

"بالکل اسی درخت کی طرح جو صرف پھل دیتا ہے پھل توڑنے والوں پر پتھر نہیں چلاتا....!"

"طالب علمی کے زمانے میں ان کے چنگل میں پھنس گیا تھا۔ طب اور جراحت کا بہت اچھا طالب علم تھا اور نصاب سے باہر نکل کر بھی تلاش و جستجو کی لگن رکھتا تھا۔ میرے اسی جنون سے

انہیں فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا میرا ایک ہم سبق جو وہیں کے ایک بڑے سرمایہ دار کا لڑکا تھا ایک دن کہنے لگا کہ میں تمہیں ایک ایسے ادارے میں متعارف کرا سکتا ہوں جہاں استعداد بڑھانے کے بہتر مواقع موجود ہیں۔ میں اس کی باتوں میں آ گیا۔ واقعی وہ عجیب دنیا تھی۔ میں نے وہاں ایسے ایسے آلات دیکھے جن کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کتابوں کا ایک ایسا ذخیرہ کہ آنکھیں کھل گئیں۔ ادارے کا سربراہ ایک مشفق آدمی تھا۔ اُس نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ ذہانت کی کوئی قومیت نہیں ہوتی۔ خدا کا عطیہ ہے اُسے ساری دنیا کے کام آنا چاہئے۔ یہ آدھا تیتر اسی ادارے کا نشان اور مونوگرام کا ایک حصہ ہے۔ لیکن میرے لئے یہ نشان سوہان روح بن کر رہ گیا ہے۔ دو ماہ سے وہ لوگ کسی نہ کسی طرح یہ نشان مجھ تک پہنچاتے رہے ہیں۔ اس کا مقصد یاد دہانی ہے کہ اب مجھے ان کا آلہ کار بننا ہی پڑے گا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ تم وہاں اپنی استعداد بڑھاتے بڑھاتے کیا کرنے لگے تھے جس کی بناء پر وہ تمہیں بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔!" عمران نے سوال کیا۔

"کاش مجھے یقین ہوتا کہ میں نے وہ سب کچھ کیا ہوگا جس کے کھلے ہوئے ثبوت انہوں نے میرے سامنے پیش کئے تھے۔!"

"ڈاکٹر ہو کر ایسی باتیں کرتے ہو۔۔۔!" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں ایک ایسا انجکشن دے سکتا ہوں کہ تم سچ مچ اپنے بارے میں سب کچھ بھول جاؤ گے اور انجکشن کا اثر زائل ہونے کے بعد تمہیں قطعی یاد نہ رہے گا کہ تم اس دوران میں کیا کر چکے ہو۔!"

"آپ جانتے ہیں۔۔۔!" ڈاکٹر شاہد پر مسرت لہجے میں چیخا۔

"جانتا ہی نہیں ہوں بلکہ ایسے بہتیرے شعبدے میرے پاس بھی ہیں۔!"

"لیکن لوگوں کی بڑی اکثریت اس کے بارے میں نہیں جانتی۔!" ڈاکٹر شاہد طویل سانس لے کر بولا۔ "ان کے پاس میری ایسی بیہودہ تصاویر ہیں کہ میں ان کا تصور تک نہیں کر سکتا۔!"

"لڑکی جان پہچان والی ہوگی۔!"

"ہرگز نہیں۔۔۔ لڑکی نہیں۔۔۔ لڑکیاں کہئے۔۔۔ لیکن میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ وہ کون تھیں۔۔۔ یا میں اُن سے کب ملا تھا۔!"

"مجھے یقین ہے۔۔۔!"

"وہ تصاویر مجھے دکھانے کے بعد کہا گیا تھا کہ میں پوری طرح ان کی گرفت میں ہوں۔ جہاں بھی ہوں گا ان کا پابند رہوں گا۔!"

"تو کیا کچھ دنوں تک وہاں مستقل قیام رہا تھا۔۔۔!"

"چھ ماہ تک۔۔۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد واپسی کا خیال تھا کہ اُس ادارے کے سربراہ نے مجھے چھ ماہ کی خصوصی ٹریننگ دینے کا آفر دیا۔ اخراجات ادارے ہی کے ذمے ہوتے لہٰذا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا تھا اور یقین کیجئے کہ میں دل کی سرجری کا اسپیشلسٹ اسی ادارے میں چھ ماہ کے اندر ہی اندر بن گیا تھا اور اسی دوران میں انہوں نے میرے ساتھ وہ حرکات بھی کر ڈالیں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو سکا لیکن مجھے اُس سے قبل ہی شبہ ہو گیا تھا کہ میں غلط لوگوں کے ہاتھوں میں پڑ گیا ہوں اور یہ اس ملک کی وہی تنظیم معلوم ہوتی ہے جو ترقی پذیر ممالک میں ریشہ دوانیاں کیا کرتی ہے۔!"

"کس بناء پر شبہ ہوا تھا تمہیں۔۔۔؟" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہاں مریض بھی ہوتے تھے۔ میرے قیام کے دوران ہی میں وہاں ایک افریقی ملک کا شہزادہ اپنے کسی مرض کا علاج کرانے کے لئے داخل ہوا تھا۔ وہاں کے بادشاہ کا بھانجہ تھا۔ منشیات کا عادی، جنسی کجروی کا شکار اور غیر معمولی قوت کے حصول کا خواہش مند تھا۔ وہ لوگ پوشیدہ طور پر اس کا کسی قسم کا ٹریٹمنٹ کرنے لگے۔ ایک دن وہ نشے کی جھونک میں رونے لگا اور بولا کہ وہ اس بار اپنے ماموں یعنی اس افریقی ملک کے بادشاہ کی تقریب سالگرہ میں شرکت نہیں کر سکے گا۔ ادارے کے معالجین نے اُسے تشفی دیتے ہوئے وعدہ کیا کہ وہ وہیں سالگرہ کی تقریب برپا کر کے اس کے لئے رسومات کی ادائیگی کا موقع فراہم کر دیں گے۔ آپ یقین کیجئے عمران صاحب کہ اتنی سی بات کے لئے انہوں نے بہت بڑی رقم خرچ کر دی تھی۔ باقاعدہ دربار کا سیٹ لگایا گیا تھا اور ایک ایسا آدمی بھی انہوں نے ڈھونڈ نکالا تھا جو اس کے ماموں کا ہمشکل تھا۔ تقریب برپا ہوئی۔ مبارک باد دینے کی رسم کے وقت شہزادہ اس کے قریب پہنچا اور ریوالور نکال کر اس پر فائرنگ شروع کر دی۔ کارتوس نقلی تھے بات ہنسی میں ٹل گئی۔ لوگوں نے زور زور سے قہقہے لگائے تھے اور تالیاں بجائی تھیں۔ لیکن مجھے ایسا ہی لگا تھا جیسے اس وقت وہ شہزادہ مشینی طور پر حرکت کرتا رہا ہو۔ کچھ سوچے سمجھے بغیر میں الجھن میں مبتلا ہو گیا تھا۔ دوسرے دن موقع نکال کر میں نے اس سے بات کی تھی۔ یقین کیجئے۔ وہ حیرت سے منہ کھولے مجھے دیکھتا رہا تھا۔ کچھ بھی تو یاد نہیں تھا اُسے۔ پھر وہ ہنس کر بولا تھا۔ شاید تم نے خواب دیکھا تھا۔!"

ڈاکٹر شاہد خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔!

"سالگرہ کی بات خود اس نے شروع کی تھی اور رو دیا تھا۔۔۔؟" عمران نے سوال کیا۔

نہیں۔۔۔! اس کے ملک کی رسم و رواج کی باتیں چھڑی ہوئی تھیں۔ بادشاہ کی سالگرہ کا بھی

ذکر شروع ہوا تھا اور اس نے رونا شروع کر دیا تھا۔ خیر اب سے ایک سال پہلے کا واقعہ یاد کیجئے۔ افریقہ کے اسی ملک کے بادشاہ کو اس کے اُسی بھانجے نے قتل کر دیا جس نے تین ماہ قبل اس ادارے میں گویا اس کے قتل کا ریہرسل کیا تھا۔ بالکل اسی طرح سالگرہ کی مبارک باد دیتے وقت اُس نے اپنے ماموں پر چار فائر کئے تھے اور وہ اسی جگہ گر کر ٹھنڈا ہو گیا تھا۔!"

"ہاں.... مجھے یاد ہے....!" عمران نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

"اب آپ خود سوچئے میں کیسے خطرناک لوگوں کے چنگل میں پھنسا ہوا ہوں۔!"

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ تم نے استعفیٰ کیوں دیا....؟"

"کیا آپ کو میری پوزیشن کا علم نہیں ہے۔!"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ تم کن شخصیتوں کے معالج ہو....!"

"بس تو پھر میری موجودہ پوزیشن کا اندازہ لگا لیجئے.... مر جانا پسند کروں گا۔ لیکن ان کا آلہ کار نہیں بنوں گا۔!"

"کیا انہوں نے تم سے کچھ کرنے کو کہا تھا۔!"

"ابھی تک تو نہیں کہا.... لیکن آپ بتا دیجئے کہ اچانک مجھے میری خطرناک پوزیشن کا احساس دلانے کی کوشش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ گویا مجھے پہلے ہی متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر میں نے ان کی کوئی بات نہ مانی تو وہ میری سوشل حیثیت کو تباہ کر دیں گے۔!"

"ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہو سکتا ہے۔!"

"اور میں نے استعفیٰ دے کر انہیں جتانا چاہا تھا کہ میں خود ہی اپنی اس حیثیت کو ختم کر دیتا ہوں۔ پھر تم تشہیر کیا کروان بیہودہ تصاویر کی۔ اس کے بعد انہوں نے دوسرا حربہ آزمایا۔ مہ لقا کو اغوا کر لیا اور اُسے یرغمال بنا کر استعفیٰ واپس لینے کے لئے دباؤ ڈالنے لگے۔!"

"میرا مشورہ ہے کہ تم استعفیٰ واپس لے لو اور دیکھو کہ ان کا مطالبہ کیا ہے....؟" عمران نے کہا۔

"یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔!"

"ایسا کر کے تم ملک و قوم کی ایک گرانقدر خدمت انجام دو گے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ تم سے جو کچھ بھی کرانا چاہتے ہیں تمہاری طرف سے مایوس ہو کر کسی اور طرح کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہو سکتا ہے کامیاب بھی ہو جائیں کیوں کہ ہم اندھیرے میں ہوں گے۔!"

"یہ بات تو ہے....!" شاہد کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"استعفیٰ واپس لے لو.... اور منتظر رہو....!"

"لیکن انہیں اب شبہہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ میں نے ان کا راز فاش کر دیا ہو گا۔!"

"میں ان کا شبہہ بھی رفع کرنے کی کوشش کروں گا۔ بہر حال یہ بہت ضروری ہے کہ ان کا منصوبہ ہم پر ظاہر ہو جائے۔!"

"جیسے آپ کی مرضی.... لیکن آپ ان کا شبہہ کیسے رفع کریں گے۔!"

"ڈھمپ....!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

دوسری صبح کے اخبارات میں ڈاکٹر مہ لقا کی بازیابی کی خبر جلی حروف میں شائع ہوئی تھی۔ پولیس کے بیان کے مطابق اس نے شہر کی ایک عمارت پر چھاپہ مار کر نہ صرف مہ لقا کو بلکہ اس کے بھائی ڈاکٹر شاہد کو بھی برآمد کر لیا تھا۔ وہ دونوں ڈھمپ نامی کسی آدمی کی قید میں تھے۔ قبل اس کے کہ ان دونوں پر حبس بے جا کا مقصد ظاہر ہوتا پولیس ان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ ڈھمپ گرفتار نہیں ہو سکا۔ ڈھمپ کا حلیہ بھی شائع ہوا تھا۔ پولیس نے پبلک سے درخواست کی تھی کہ اگر کوئی ڈھمپ کے بارے میں کسی قسم کی معلومات کو فراہم کرنا چاہے تو کسی ہچکچاہٹ کے بغیر سامنے آئے۔ اس کا نام صیغہ راز میں رکھا جائے گا اور اس امداد کے صلے میں انعام کا مستحق بھی قرار پائے گا۔!

ڈاکٹر شاہد اور مہ لقا اپنے گھر پہنچ گئے تھے۔ آنے جانے والوں کا تانتا سا بندھا ہوا تھا۔ رحمان صاحب بھی خیریت دریافت کرنے آئے تھے۔

"مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے تم بے فکر رہو....!" رحمان صاحب نے کہا۔

"عمران بھائی کی عنائت....!" شاہد بولا۔

"کسی کے سامنے اس کا نام بھی مت لینا....!"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!"

"اور کل سے تم اپنی ڈیوٹی پر جاؤ گے۔!"

"بہت بہتر....!"

"مجھے حالات سے باخبر رکھنا....!"

"ایسا ہی ہوگا....!"

"مہ لقا کو ہدایت کردو کہ ڈھمپ کے علاوہ اور کسی کا نام نہ لے۔!"

"وہ بھی اچھی طرح سمجھ چکی ہے کہ اُسے کیا کرنا ہے۔!"

کچھ دیر بیٹھ کر وہ چلے گئے تھے۔ شاہد آرام کرنا چاہتا تھا لیکن آنے جانے والوں کی وجہ سے ممکن نہیں ہو رہا تھا۔ تین بجے اُس نے اسی نامعلوم غیر ملکی کی فون کال ریسیو کی تھی جو پہلے بھی اس سے فون پر گفتگو کرتا رہا تھا۔

"تم نے بہت عقل مندی کا ثبوت دیا ہے ڈاکٹر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"شکریہ!" شاہد کا لہجہ غصیلا تھا....!

"استعفیٰ بھی واپس لے لو....!"

"کل سے ڈیوٹی پر جاؤں گا۔ آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو....!"

"بس یہی کہ تم استعفیٰ واپس لے لو....!"

"اور اس کے بعد....؟"

"جلد بازی نہیں....! تم تصور نہیں کرسکتے کہ مستقبل قریب میں تم کیا بننے والے ہو۔ اگر اپنوں ہی کی طرح تعاون کرو گے تو بڑے مرتبے پاؤ گے۔ تمہارے ملک میں تم سے زیادہ دولت مند آدمی کون ہوگا۔!"

"یقین کرو کہ مجھ سے کوئی ناپسندیدہ کام نہ کراسکو گے۔!"

"تم نے پہلے سے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ وہ کام تمہارے لئے ناپسندیدہ ہوگا۔!"

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ ڈائریکٹر جنرل کی بیٹی سے میرا رشتہ ہوجانے کے بعد تم مجھ سے کوئی سرکاری راز حاصل کرلو گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ میں تمہارے ہاتھوں اپنی ذلت گوارا کرلوں گا۔ لیکن غداری مجھ سے نہیں ہوسکے گی....!"

"شاید تم کسی قدر ذہنی مریض بھی ہوگئے ہو۔ فضول باتیں سوچتے رہے ہو۔ ہمارے لئے تمہارے سرکاری راز کوئی اہمیت نہیں رکھتے وہ سرے سے راز ہی نہیں ہمارے لئے۔!"

"پھر کیا چاہتے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں....!"

"تو پھر تمہیں میرے استعفیٰ سے کیا سروکار....!"

"بہتیری باتیں بالمشافہ ہی کی جاسکتی ہیں۔!"

"تو بالمشافہ کرلو....!"

ابھی وقت نہیں آیا اور ہاں اپنی بہن سے کہہ دو کہ ڈھمپ کے علاوہ اور کسی کی کہانی نہ سنائے۔!"

"پہلے ہی تاکید کردی ہے۔!" شاہد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"تم سے یہی توقع تھی۔ تم نے خواہ مخواہ بات بڑھادی ڈاکٹر ورنہ بات کچھ بھی نہ تھی۔!"

"میں الجھن میں مبتلا ہوں....!"

"کیا میں تمہاری الجھن ابھی رفع نہیں کرسکا....!"

"نہیں.... بالکل نہیں....!"

"عمران کہاں ہے....؟"

"میں نہیں جانتا.... ملاقات نہیں ہوئی۔!"

"اچھا.... خدا حافظ....!" کہہ کر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔

ادھر اس غیر ملکی نے اس سے عمران کے متعلق پوچھا تھا اور اُدھر عمران فون پر ہانس پریسیا کے نمبر ڈائل کررہا تھا۔ دوسری طرف کورنیلیا کی آواز سنائی دی۔

"میں عمران ہوں....!" اس نے کہا۔

"اوہ.... میں نے تمہیں کتنا تلاش کیا ہے.... کہاں ہو تم....؟"

"جہاں بھی ہوں.... خطرے میں ہوں....!"

"کیوں....؟ تمہیں کیا خطرہ ہے....!"

"پتا نہیں کیوں....؟ اس دوران میں کچھ نامعلوم لوگ میرے دشمن ہوگئے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم کیا کہہ رہے ہو....!"

"فکر نہ کرو.... یہ بتاؤ پولیس نے تمہارا پیچھا چھوڑا یا نہیں....!"

"لامحالہ چھوڑے گی.... کیا تم نے آج کا اخبار نہیں دیکھا۔!"

"میں وہاں ہوں جہاں تک اخبارات نہیں پہنچتے....!"

کورنیلیا نے اُسے مہ لقا کی بازیابی کی خبر اخبارات کے تبصروں سمیت سنائی تھی۔

"عجیب نام ہے.... ڈھمپ....!" عمران بولا۔

"نام ہی سے خوفناک لگتا ہے۔ بہر حال اب پولیس میرا پیچھا چھوڑ دے گی اور ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم محکمہ سراغرسانی کے سب سے بڑے آفیسر کے بیٹے ہو۔!"

"تو پھر کیا سوچ رہی ہو.... مجھ سے دوستی ختم کردو گی۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب تو میں تم سے یہ درخواست کروں گی کہ مجھے اور میرے باپ کو اس مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش کرو۔!"

"ضرور.... ضرور.... ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔!"

"تو پھر مجھے بتاؤ.... میں آؤں یا تم میرے گھر آ رہے ہو....!"

"ایک گھنٹے بعد فون پر بتادوں گا.... اوکے....!" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ رحمان صاحب سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا گھر کے نمبر ڈائیل کئے۔ اس وقت وہ آفس سے واپس آچکے ہوں گے۔ دوسری طرف سے کال انہوں نے ریسیو کی تھی۔

"آپ اپنے آفس کے ٹیلی فون ایکسچینج کی خبر لیجئے....!" عمران نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے....!" رحمان صاحب کی آواز آئی۔ "شاہد کے ہٹ کا نمبر ان لوگوں تک اسی طرح پہنچا ہوگا۔ ہماری گفتگو سے قبل وہ قطعی طور پر لاعلم تھے۔!"

"لیکن آپ بھی اس سلسلے کی چھان بین نہ شروع کر دیجئے گا۔!"

"کیوں....؟"

"اسی طرح ہم انہیں غلط راستوں پر ڈال کر بے نقاب کر سکیں گے۔!"

"خیال تو ٹھیک ہے.... اچھی بات ہے میں فی الحال اس معاملے کو ملتوی کرتا ہوں۔!"

"قادر نے کیا بتایا....؟"

"تین سو روپے کے عوض اس نے قاب میں لفافہ اور آدھا تیتر رکھا تھا۔ کسی کے خانساماں نے یہ کہہ کر اُسے اس کام پر آمادہ کیا تھا کہ وہ میرے ایک قریبی دوست کا خانساماں ہے اور وہ قریبی دوست مجھ سے ایک دلچسپ مذاق کرنا چاہتا ہے۔!"

"کس کا خانساماں تھا....؟"

"قادر نشان دہی نہیں کر سکا تھا۔ بہر حال میں نے قادر کو برطرف کر دیا ہے۔!"

"سلیمان کے لئے مژدہ جانفزا....!"

"کیا وہ بھی اس معاملے میں سنجیدہ ہے۔!"

"مر جانے کی حد تک....!"

"اچھی بات ہے.... میں دیکھوں گا....!"

"اور ہاں.... کنگسٹن کے تھانے کے انچارج کو ہدایت کر دیجئے۔ وہ ہانس پریسیا کی لڑکی کا پیچھا نہ چھوڑے اس سلسلہ میں پوچھ گچھ جاری رکھے کہ وہ کار کس کی تھی جس پر وہ مہ لقا کو لے گئی تھی۔!"

"وہ تو ہوتا ہی رہے گا.... اس گاڑی کی وجہ سے کیس ختم نہیں ہو سکتا۔!"

"میں یہی چاہتا ہوں....!"

پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا تھا۔ وہ اب بھی سائیکو مینشن ہی میں مقیم تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کئے۔ جوزف نے کال ریسیو کی تھی۔

"سلیمان کو فون پر بلاؤ....!"

"میرا اس سے جھگڑا ہو گیا ہے باس۔ میں اسے اطلاع نہیں دے سکتا....!"

"کس بات پر جھگڑا ہوا تھا....؟"

"شادی کے مسئلے پر....!"

"آخاہ.... تو کیا آپ بھی کینڈیڈیٹ ہیں....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....!"

"پھر کیا بات ہے....؟"

"وہ کہہ رہا تھا کہ اپنی بیوی کو بھی اسی فلیٹ میں لا کر رکھے گا۔!"

"اچھا تو کیا کسی اور کے سپرد کر آئے گا۔!"

"یہ بات نہیں ہے باس.... فلیٹ میں میں بھی رہتا ہوں....!"

"ارے تو کیا تجھے اپنے اوپر اعتماد نہیں ہے۔!"

"کیوں نہیں ہے.... بس میں ایسی جگہ نہیں رہ سکتا جہاں کوئی عورت بھی رہتی ہو۔!"

"عورت کے پیٹ میں کیسے رہا تھا....!"

"اپنی مرضی سے نہیں رہا تھا....!"

"ارے تو کیا مجھ سے بھی جھگڑا کرے گا۔!"

"دیکھو باس.... سمجھنے کی کوشش کرو.... یا یہاں وہ رہے گی یا میں رہوں گا۔!"

"اگر یہ بات تھی تو پہلے ہی بتا دیتا۔ سلیمان کو کسی نہ کسی طرح اس پر راضی کر لیتا کہ تجھی سے شادی کر لے۔ اب تو کچھ بھی نہیں کر سکتا اس کی بات پکی ہو گئی ہے۔!"

"میں اپنا سر دیوار سے ٹکرا کر پاش پاش کر لوں گا۔!"

"ریسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد....!"

"ہائے میں کیا کروں....؟"

"زیادہ بکواس کرے گا تو سات کی چار ہی بوتلیں رہ جائیں گی۔!"
"میں تم سے تھوڑا ہی کچھ کہہ رہا ہوں۔ خدا سے فریاد کر رہا ہوں۔!"
"واقعی اس نے تجھے عورت نہ بنا کر بڑا ظلم کیا ہے....!"
اور جوزف دہاڑیں مار مار کر رونے لگا تھا۔
"ابے او کمبخت.... ریسیور رکھ دے.... رکھدے ریسیور....!"
"نہیں.... تمہیں سننا پڑے گا....!" وہ روتا ہوا بولا۔
"خدا غارت کرے....!" عمران نے ریسیور کریڈل پر پٹخ کر کہا۔ "کھوپڑی پکا کر رکھ دی نالائقوں نے....!" اور اس طرح سر سہلانے لگا جیسے گرمی چڑھ گئی ہو۔

عمران سیریز نمبر 88

آدھا بٹیر

(دوسرا حصہ)

پیش رس

جی ہاں...... ثریا کی شادی ہو گئی تھی...... مطمئن رہیئے! دراصل شاہد بہت تھک گیا تھا۔ اُسے آرام کی ضرورت تھی۔ اس لئے آپ کی موجودگی میں اُن کی شادی نہیں ہو سکی۔ البتہ سلیمان کی شادی سے آپ بہت محظوظ ہوں گے...... بیگم گلرخ سلیمان سے آئندہ کسی ناول میں ملاقات ہو گی۔

بہر حال آدھا بٹیر بھی تمام ہوا۔ عمران نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ ملک دشمنوں کا ازلی دشمن ہے خواہ وہ مقامی ہوں یا غیر مقامی......

ابھی تک اُن صاحب نے اپنا پتا عنایت نہیں فرمایا جنہوں نے چونی کی بجائے ایک روپے کا نوٹ روانہ فرمایا تھا۔ اُن کی دیکھا دیکھی کئی نوٹ اور بھی پہنچ گئے ہیں...... بس بھائی بس...... بہت بہت شکریہ...... ورنہ میں کروڑ پتی ہو جاؤں گا اس طرح۔ پھر آپ کے لئے ناول کون لکھے گا۔ میں جہاں بھی ہوں مجھے وہیں رہنے دیجئے۔

ایک صاحب نے پوچھا ہے کہ آپ عملی سیاست میں حصہ کیوں

نہیں لیتے جبکہ کتابوں میں سیاست بکھارتے رہتے ہیں...... نہیں بھائی...... میں سیاست کب بکھارتا ہوں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے...... "زندہ باد" اور "مردہ باد" کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں آتا...... عملی سیاست سے یہی مراد ہے نا کہ الیکشن لڑوں اور اسمبلی میں پہنچوں......؟ لیکن اسمبلی میں آپ کہاں ہوں گے۔ محظوظ ہونے کے لئے اور اخبارات کم از کم میرے مسخرہ پن کا تو ضرور بلیک آؤٹ کریں گے۔ اُن سے بھلا دیکھا جائے گا کہ ایک لکھنے پڑھنے والا اسمبلی میں پہنچ جائے! لہٰذا بھائی صاحب...... عمران ہی کے مسخرہ پن سے محظوظ ہوتے رہیئے۔ اسمبلی کے باہر ہی تالیوں یا گالیوں سے نوازتے رہیئے......! یہی بہت ہے میرے لئے۔

خیر چھوڑیئے بھی کیا رکھا ہے ان باتوں میں 'نہ خود کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونا چاہیئے اور نہ کسی دوسرے کو مبتلا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

والسلام

ابنِ صفی

۲۲ر نومبر ۱۹۷۵

سفارت خانے کا پریس اتاشی گروبر ڈگمور سماجی زندگی میں خاصے رکھ رکھاؤ والا آدمی مشہور تھا اور مقامی ثقافتی سرگرمیوں میں اس طرح حصہ لیتا تھا جیسے اس کا سماجی مستقبل اسی ملک سے وابستہ ہو۔ کبھی کبھی شلوار سوٹ اور قراقلی ٹوپی سے بھی شوق کرتا۔ اردو اچھی خاصی بول لیتا تھا لیکن جب اردو ہی میں بذلہ سنجی پر اتر آنے کی کوشش کرتا تو مضحکہ خیز ہو جاتا۔

ہارلم ہاؤز اس کی قیام گاہ کا نام تھا۔ لیکن اندازہ کرنا دشوار تھا کہ اس عمارت میں اس کے ساتھ کتنے افراد مقیم ہیں۔ روز ہی نئی نئی صورتیں دکھائی دیتیں۔

غیر ملکی خواتین کے ساتھ ساتھ دولت مند طبقے کی مقامی خواتین میں بھی مقبول تھا۔ سماجی تقریبات کے مواقع پر زیادہ تر خواتین ہی میں گھرا رہتا۔ خوش شکل صحت مند اور توانا آدمی تھا۔ گفتگو کے دوران میں ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔ اس کی روشن خیالی اور خوش مزاجی کے چرچے تھے۔

لیکن اس کی بیوی اوفلیا ڈگمور اتنی ہی تنگ نظر شکی اور چڑچڑی تھی۔ خواتین میں اپنے شوہر کی مقبولیت اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ بظاہر محض خوش طبعی تک محدود رہنے والا بباطن عورتوں کا بہت بڑا شکاری ہے۔ کبھی کبھی وہ دوٹوک اپنے خیالات کا اظہار بھی کر بیٹھتی تھی۔ لیکن فوراً اُسے چیلنج کر دیا جاتا۔ "ثابت کرو.....!"

"شکاری چور ہوتا ہے.....!" وہ کہتی۔ "ثبوت نہیں چھوڑتا۔!"

"اگر میں اتنا ہی بُرا ہوں تو تم مجھ سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہو.....!" ڈگمور کا آخری جملہ ہوتا اور وہ دانت پیس کر رہ جاتی۔ خود کسی نمایاں حیثیت والے خاندان سے تعلق نہیں رکھتی تھی لہٰذا موجودہ سوشل اسٹیٹس کو خطرے میں ڈالنا بھی کم عقلی ہی ہوتی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کبھی نہ کبھی اس کے خلاف کوئی واضح ثبوت ضرور فراہم کر کے بلند پرواز بازوؤں کو شل ہو جانے پر مجبور کر دے گی۔

ڈگمور واقعی بہت چالاک تھا۔ سچ مچ ثبوت نہیں چھوڑتا تھا اور وہ تمام عورتیں بھی اس سے تعاون کرتی تھیں جن سے اس کا تعلق ہوتا تھا۔ بے حد محتاط رہتیں۔

ان دنوں وہ اپنے سفارت خانے کے فرسٹ سیکریٹری کی بیوی سے الجھا ہوا تھا۔ بہت دنوں بعد اسے ایک ایسی عورت ملی تھی جو اس کے معیار پر پوری اتری تھی۔ وہ بہت خوش تھا۔

مونیکا بھی اس پر ٹوٹ کر گری تھی۔ شاید فرسٹ سیکریٹری خود اسکے معیار پر پورا نہیں اتر سکا تھا۔ ڈگمور کی نظر ہی ایسی خواتین پر رہتی تھی جو اپنے شوہروں سے مطمئن نہ ہوں۔ بہر حال وہ اس وقت بھی مونیکا ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور وہ چونک کر انسٹرومنٹ کو گھورنے لگا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا تھا۔

"ہیلو.....ڈگمور اسپیکنگ.....!"

"بہت بہتر.....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "بہت اچھا ہے کہ تم ہی ہو۔ کیا تم اپنی ڈاک دیکھ چکے ہو۔!"

"نہیں.....!" اس نے غیر ارادی طور پر کہا۔ پھر جھلا کر بولا۔ "تم کون ہو.....؟"

تمہاری ڈاک میں ایک سرخ رنگ کا لفافہ ہے، کہیں تمہاری بیوی کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

"کیا بک رہے ہو.....؟ تم کون ہو.....؟"

لیکن جواب ملنے کی بجائے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی۔ ڈگمور کی بھنویں سکڑ گئیں اور اس نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے آج کی ڈاک پر نظر ڈالی۔ کئی لفافے ٹرے میں رکھے ہوئے تھے، غیر ارادی طور پر ہاتھ اس کی طرف بڑھ گیا۔

درحقیقت ایک سرخ لفافہ موجود تھا۔ اس نے مضطربانہ انداز میں چاک کیا تھا اور پھر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

فون کی گھنٹی پھر بجی اور اس نے چونک کر چور نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور لفافے کو اس تصویر سمیت جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا جو لفافے سے برآمد ہوئی تھی۔

فون کی گھنٹی بجتی رہی۔

اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے ریسیور اٹھایا تھا۔

"ہیلو....!" بمشکل آواز نکل سکی۔

"کیا خیال ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو.... کون ہے....؟"

"اندازہ لگانے کی کوشش کرو....!"

"یہ کیا بکواس ہے....!"

"تصویر احتیاط سے رکھنا.... کہیں تمہاری بیوی کی نظر نہ پڑ جائے۔!"

"تت.... تم کون ہو.... بتاتے کیوں نہیں....!"

"سمجھنے کی کوشش کرو....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"بہت جلد سمجھ جاؤ گے.... یہ تصویر کچھ زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے۔ اس سے بھی کہیں زیادہ سنسنی خیز تصاویر میرے قبضے میں ہیں اور سب کی سب تمہاری ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔!"

اچانک سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ڈگمور.... "ہیلو.... ہیلو....!" کرتا رہ گیا تھا۔

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ ایک کرسی میں ڈھیر ہو گیا۔ وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے میلوں لمبی دوڑ لگا کر یہاں تک پہنچا ہو۔ سارے جسم سے پسینہ چھوٹ پڑا۔

آنکھوں میں خوف کے ساتھ نفرت کی جھلکیاں بھی تھیں۔

"کچھ دیر تک وہ یکساں حالت میں بیٹھا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس ہیجانی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کیئے تھے اور ماؤتھ پیس میں بولا تھا۔ "ڈگمور....!"

"کیا بات ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا تم مجھے اپنی اس حرکت کا مطلب سمجھا سکو گے....؟" ڈگمور نے غصیلی آواز میں کہا۔

"کیا قصہ ہے.... تم سنجیدہ معلوم ہوتے ہو....!"

"آخر مجھ سے کیا چاہتے ہو....؟"

"کھل کر بات کرو میری سمجھ میں نہیں آ رہا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سرخ لفافے کا کیا مطلب....!"

"کیسا سرخ لفافہ....؟"

"تم آواز بدلنے کے بھی ماہر ہو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کیا تم نے ابھی فون پر مجھے دھمکی نہیں دی تھی۔!"

"کیا تم نشے میں ہو ڈگمور....!"

"فوراً یہاں پہنچو....!" ڈگمور غرایا۔

"فی الحال میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اپنی جگہ کو چھوڑوں....!"

"میں بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!" ڈگمور چیخ کر بولا۔

"اپنا لہجہ درست کرو.... تمہیں پتا نہیں کیا ہو گیا ہے....!"

"جس طرح بھی ممکن ہو یہ ملاقات ضروری ہے۔!"

"تم کسی سرخ لفافے کی بات کر رہے تھے۔!"

"انجان بننے سے کوئی فائدہ نہیں....!"

"جب تک تم کھل کر بات نہیں کرو گے میں نہیں آ سکوں گا کیونکہ تمہارا پابند نہیں ہوں۔!"

"تنظیم کا کوئی حربہ تم نجی معاملات میں استعمال نہیں کر سکتے۔!"

"میں نے کب کہا ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تو پھر یہ لفافہ....!"

"میں اسی لفافے کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں....!"

"اس میں ایسا مواد موجود ہے جس سے مجھے بلیک میل کیا جا سکتا ہے۔!" ڈگمور دانت پیس کر بولا۔

"تب پھر تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ ڈگمور.... میں بھلا تمہیں کیوں بلیک میل کروں گا۔!"

"تمہی بہتر جانتے ہو گے....!"

"یقین کرو میری طرف سے ایسی کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تم نے فون پر دھمکی سے متعلق بھی کچھ کہا تھا۔!"

"بس....!" ڈگمور غرایا۔ "میں فون پر بات آگے نہیں بڑھانا چاہتا۔!"

"اچھی بات ہے میں آج ہی تم تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔!"

"اگر یہ غلط فہمی ہے تو اسے رفع کرو.....!"

"میں کوشش کروں گا..... بشرطیکہ مجھے ہی موردِ الزام ٹھہرانے پر نہ اڑ گئے۔!"

ڈگمور نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ہیلو.....!" وہ ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں غرایا۔

"ایک مشورہ لینا ہے تم سے.....!" آواز آئی اور آواز وہی تھی جس نے سرخ لفافے کی اطلاع دی تھی۔

"کیا تم اب بھی کہو گے کہ یہ تم نہیں ہو.....!" ڈگمور دھاڑا۔

"میں کون نہیں ہوں.....؟" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"مجھے علم ہے کہ تم اپنی آواز بدل سکتے ہو.....!"

"مجھے کب انکار ہے اس سے.....!"

"پہلے کیوں انکار کیا تھا.....!"

"مجھے اس سے انکار ہے کہ میں نے پہلے کبھی انکار کیا تھا.....!"

"خیر بتاؤ تم کیا چاہتے ہو.....؟" ڈگمور نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"صرف ایک مشورہ.....!"

"جلدی بتاؤ میں عدیم الفرصت ہوں.....!"

"تمہارے ساتھ مونیکا کی یہ تصویریں اس کے شوہر کو بھیجی جائیں یا تمہاری بیوی کو.....؟"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا.....!" ڈگمور دھاڑا۔

"مجھے کہاں پاؤ گے کہ جان سے مار دو گے.....!"

"احمق آدمی.....!" ڈگمور زہریلے لہجے میں بولا۔ "میں نے ابھی تمہیں جس نمبر پر کال کیا تھا وہ میرے لئے محض ایک نمبر نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ عمارت کہاں ہے۔!"

"تم یقیناً کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو مسٹر ڈگمور... اوہ میں سمجھا شاید تم مجھے کوئی اور سمجھ رہے ہو۔!"

"بکواس بند کرو.....!"

"تم نے ابھی تک نہیں بتایا کہ تصویریں کسے بھیجی جائیں.....؟"

ڈگمور تھوک نگل کر رہ گیا۔

"ہیلو.....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں بول رہا ہوں.... اگر تم وہ نہیں ہو تو پھر اور کون ہو.....؟"

"ڈھمپ.....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور ڈگمور کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹتے چھوٹتے بچا۔

"تت..... تم کیا چاہتے ہو.....؟" ڈگمور ہانپتا ہوا ہکلایا۔

"تمہارا تعاون.....!"

"کس سلسلے میں.....؟"

"تم اچھی طرح جانتے ہو.....!"

"لیکن.... مم.... میں کسی ڈھمپ کو نہیں جانتا.....!"

"حالانکہ ہارلم ہاؤز کی مصروفیات پوری طرح میرے علم میں ہیں۔!"

"تم پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو.....؟"

"وہ کہاں ہے.....؟"

"کون کہاں ہے.....؟"

"تمہارا وہی مہمان جس کی پیشانی پر کراس کی شکل کا زخم کا نشان ہے۔!"

"اوہ.... ڈاؤڈن.... وہ تو کبھی کا چلا گیا.....!"

"بکواس مت کرو.....!"

"لیکن تمہارا اس سے کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ مقامی پولیس کو تمہاری تلاش ہے۔ ڈاؤڈن ایک معزز آدمی ہے۔!"

"میں بھی اپنے ملک میں غیر معزز نہیں ہوں.....!"

"اسی لئے پولیس تمہاری تلاش میں ہے.....!"

"یہ میرا ملک نہیں ہے.....!"

"عمران سے تمہارا کیا تعلق ہے.....!"

"کون عمران.....؟ میں کسی عمران کو نہیں جانتا.....!"

"ڈاؤڈن بھی تمہیں نہیں جانتا.....!"

"لیکن میرے باس سے اچھی طرح واقف ہے.... اس سے کہنا کہ ڈھمپ اس فری لانسر ایجنٹ کا آدمی ہے جسے اس نے تین سال پہلے مصر میں دھوکا دیا تھا۔!"

"اوہ.....!"

"میرا باس اسے کبھی معاف نہیں کرے گا....!"

"لیکن میرا اس میں کیا قصور ہے....!"

"تم اس کے خلاف میرے آلۂ کار بنو گے....!"

"نہیں....!"

"انکار کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... مسٹر ڈگمور.... تم پوری طرح میری گرفت میں ہو۔ جس وقت چاہوں تمہیں تباہ کر سکتا ہوں۔!"

"لل.... لیکن.... میں ڈاوڈن سے سرخ لفافے کا ذکر کر چکا ہوں۔!"

"اور شاید اس کے خلاف شبہ بھی ظاہر کر چکے ہو....!"

"ہاں.... یہ تو ہوا ہے....!"

"بس تو پھر تم نہایت آسانی سے کہہ سکتے ہو کہ کوئی خاص بات نہیں تم اپنے معاملات خود ہی دیکھو گے۔!"

"وہ مجھ سے لفافہ طلب کرے تو....!"

"تمہارا نجی معاملہ ہے۔ اس کے غلام تو ہو نہیں.... بس اتنا کہہ دینا کہ اب تمہیں اس پر شبہ نہیں رہا....!"

"لیکن تم اس کے خلاف مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو....؟"

"حالات پر منحصر ہے.... وقتاً فوقتاً تمہیں فون پر مخاطب کرتا رہوں گا۔!"

"لیکن یہ خطرناک بات ہو گی۔!" ڈگمور نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی اور طریقہ اختیار کروں گا.... اسے مجھ پر چھوڑ دو.... فی الحال مجھے یقین دلانے کی کوشش کرو کہ مجھ سے تعاون کرو گے۔!"

"اگر میرے امکان میں ہوا تو....!"

"اب یہ بتاؤ کہ ڈاوڈن ہے کہاں....؟"

"سفارت خانے کی ملحقہ عمارت میں....!"

"کتنے آدمی اس کے ساتھ کام کر رہے ہیں....؟"

"آٹھ آدمی....!"

"ان کے نام اور پتے....؟"

"وہ سب اسی کے ساتھ آئے تھے۔ میرے لئے اجنبی ہیں۔ میں قطعی نہیں جانتا کہ اب وہ کہاں ہوں گے۔ ان میں سے ایک تمہاری گولی سے زخمی بھی ہوا ہے۔!"

"سن کر خوشی ہوئی....!"

"لیکن ڈاکٹر والے معاملے سے تمہارا کیا تعلق....؟"

"کچھ بھی نہیں.... میں تو صرف ڈاوڈن کو اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہتا تھا۔ اس کے دونوں قیدیوں سے یہ تک نہیں پوچھا کہ ڈاوڈن سے ان کا کیا معاملہ ہے۔!"

"دیکھو ڈھمپ.... میری پوزیشن نازک ہے....!"

"میں سمجھتا ہوں.... اسی لئے تم سے کسی ایسے کام کے لئے نہیں کہوں گا کہ تمہیں کھل کر سامنے آنا پڑے۔!"

"شکریہ....! اگر تم اس قدر محتاط رہ سکتے ہو تو پھر مجھے بھی پیچھے نہ پاؤ گے۔!"

"شکریہ ڈگمور....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اس نے بھی ریسیور رکھ کر طویل سانس لی تھی۔

"ڈھمپ....!" وہ آہستہ سے بڑبڑایا اور سامنے والی بڑی پینٹنگ پر نظر جما دی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ فون پھر جاگا۔

"ہیلو.... اوہ.... ڈاوڈن....!"

"میں نہیں آسکوں گا.... تم خود ہی چلے آؤ....!" دوسری طرف سے ڈاوڈن کی آواز آئی۔

"اوہ.... ڈاوڈن.... فکر نہ کرو.... بات صاف ہو گئی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کسی نے مذاق کیا تھا....!"

"کمال ہے.... اور تم اتنے سنجیدہ ہو گئے تھے۔!" ڈاوڈن کا لہجہ پر اشتباہ تھا۔

"بات ہی ایسی تھی.... پھر وہ خود ہی راہ پر آگئی۔ میں سمجھا شاید تم عورت کی آواز بنا کر مجھے دھمکیاں دیتے رہے ہو....!"

"عورت کی آواز....!" ڈاوڈن نے حیرت سے کہا۔ "لیکن تمہاری گفتگو سے یہ نہیں ظاہر ہوا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے۔!"

"ظاہر ہے کہ جب شروع سے تم ہی میرے ذہن میں تھے تو گفتگو سے کیسے ظاہر ہوتا۔!"

"تو بات ختم ہو گئی....!"

"قطعی....!"

"لیکن....!" ڈاوڈن کی آواز آئی۔ "یہ خلش دائمی سمجھو کہ تم نے مجھ پر شبہہ کیا تھا۔!"

"مجھے افسوس ہے ڈاوڈن ڈیئر....!"

"خیر.... خیر....!" سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

عمران اپنے فلیٹ میں واپس آگیا تھا۔ لیکن غافل نہیں تھا۔ اس کے کئی ماتحت اس عمارت کی نگرانی کرتے رہے تھے جس میں فلیٹ واقع تھا اور جب عمران باہر نکلتا تھا تو وہ رکھوالی کے کتوں کی طرح اُس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے موجود رہتے تھے۔

سلیمان بے حد خوش تھا۔ بات پکی ہو گئی تھی اور اس نے شادی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ جوزف اسے دیکھ دیکھ کر کباب ہوتا رہتا۔ کبھی کبھی عمران سے کہتا۔ "شادی کے بعد یہ اور زیادہ چڑچڑا ہو جائے گا باس....!"

اس وقت بھی اس نے یہی جملہ دہرایا تھا۔

"تجھے کیا....! تجھے تو رہنا نہیں ہے اس کے ساتھ....!"

"شکریہ باس... لیکن میں وہیں رہوں گا... جہاں تم رہو گے... تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

"میں تو یہیں رہوں گا....!"

"نہیں رہ سکو گے باس.... میں اچھی طرح جانتا ہوں....!"

"کیوں نہیں رہ سکوں گا....؟"

"شادی کرے گا تو بچے بھی ہوں گے.... ذرا خود سوچو، بچوں کی چیاؤں میاں میں کیسے زندگی بسر کر سکو گے۔!"

عمران منہ کھول کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ "ارے اس کا تو خیال ہی نہیں آیا تھا.... تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔!"

"بس تو پھر ہم دونوں کہیں اور چل کر رہیں گے۔!"

"بڑی اچھی تدبیر بتائی تو نے۔ اس کی تنخواہ بذریعہ ڈاک بھیج دیا کروں گا اور یہ سوچ سوچ کر خوش ہو لیا کروں گا کہ باورچی تو ہے میرے پاس۔ اب اگر ہوٹلوں میں کھاتا پھر رہا ہوں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔!"

"نہیں باس.... میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں۔ اس پر تو غور ہی نہیں کیا تھا کہ کھانے کا کیا ہو گا۔!"

"لہٰذا اب دوسری تجویز پیش کر....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

جوزف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کی بیوی کوٹھی ہی میں رہے۔!"

"ممکن ہے.... لیکن پھر تیرے تجویز کردہ بچے کیسے ہوں گے۔!"

"میری تو عقل ہی چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے باس....!" جوزف اپنے سر پر گھونسہ مار کر بولا۔

"شادی اس کی ہو رہی ہے۔ عقل تیری چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے۔!"

"سچ مچ میں پاگل ہو جاؤں گا باس....!"

"سلیمان کی شادی کے بعد.... ابھی بہت وقت ہے۔!"

جوزف نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ کسی نے باہر سے کال بل کا بٹن دبایا۔

"دیکھ....!" عمران نے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

جوزف نے دروازہ کھول کر دیکھا تھا اور جلدی سے پلٹ آیا تھا۔

"وہی لڑکی ہے باس....!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"سلیمان والی....؟" عمران نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں وہ کورنیلیا....!"

"ارے.... بلاؤ....!" عمران اٹھتا ہوا بولا تھا۔ پھر خود ہی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"ہیلو.... نیلی....!"

"ہیلو.... ران....!" وہ کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "تمہارا باڈی گارڈ خوفناک ہے لیکن بڑا میٹھا لہجہ رکھتا ہے۔!"

"شکریہ نیلی....!"

جوزف نے بھی دانت نکال دیئے تھے۔ پتا نہیں کیوں وہ اس سفید فام لڑکی سے الرجک نہیں معلوم ہوتا تھا۔

عمران نے اسے وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا اور اس نے خاموشی سے تعمیل کی۔

"بیٹھو.... تم کھڑی کیوں ہو.... میری قیام گاہ شاندار نہیں ہے۔!" عمران نے ڈھیلے ڈھالے لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے متعلق بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔!" نیلی اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"ضرور.... ضرور.... کی ہوں گی.... بیٹھو نا....!"

کورنیلیا بیٹھ گئی لیکن عمران کے چہرے سے نظر نہیں ہٹا رہی تھی۔

"کک.... کیا میرے سر پر سینگ نکل رہے ہیں۔!" عمران نے بوکھلا کر اپنا سر ٹٹولا۔

"کیا تم اتنے ہی معصوم ہو جتنے نظر آتے ہو....؟"

"پتا نہیں....!"

"میں تمہیں نہیں سمجھ سکی....!"

"یہ آنکھیں ہیں.... یہ ناک.... یہ کان.... اور شاید اس وقت میں بول بھی رہا ہوں۔ تمہاری ہی زبان میں.... ذرا ادھر آ کر دیکھنا کہیں دم تو نہیں نکل آئی کہ تجریدی آرٹ کا کوئی نمونہ لگنے لگا ہوں تمہیں....!"

"میں سنجیدگی سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں....!"

"کئے جاؤ.... میرے پلے کچھ بھی نہیں پڑ رہا....!"

"تم نے میرے بیان کی تصدیق بینک کے منیجر سے کرائی تھی۔ حالانکہ اس نے لیڈی ڈاکٹر کو میرے گھر سے نکلتے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔!"

"میں کب کہتا ہوں کہ دیکھا تھا۔!"

"تم نے ایسا کیوں کیا تھا....؟"

"تمہیں بچانے کے لئے....!"

"آخر کیوں.... جبکہ وہ لیڈی ڈاکٹر ایک ایسے شخص کی بہن تھی جو تمہاری بہن کا منگیتر ہے۔!"

"واقعی میرے بارے میں تمہاری معلومات وسیع ہوتی جا رہی ہیں۔"

"تم نے میرے بیان کو صحیح کیوں تسلیم کر لیا تھا....!"

"بچپن ہی سے سوچتا آیا ہوں کہ خوبصورت لڑکیاں جھوٹ نہیں بولتیں۔!"

"لیکن میں نے جھوٹ بولا تھا....!"

"ہائیں....!" عمران اچھل پڑا۔

"یقین کرو.... میں نے جھوٹ بولا تھا....!"

"خدا کی پناہ....!" عمران دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کراہا۔

"لیکن میں مجبور تھی.... اگر ایسا نہ کرتی تو وہ میرے باپ کو تباہ کر دیتے۔!"

"ختم بھی کرو....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "لیڈی ڈاکٹر اپنے گھر پہنچ چکی ہے۔ اب قصے کو چھیڑنے سے کیا فائدہ....!"

"قصہ ختم نہیں ہوا....!" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیا کہہ رہی ہو....؟"

"سچ کہہ رہی ہوں.... میری داستان طویل ہے۔ کبھی نہ بتاتی اگر میرے باپ کی زندگی خطرے میں نہ ہوتی۔!"

"تو پھر جلدی سے بتاؤ.... میں تمہارے باپ کا علاج یونانی طب کے ذریعے کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں۔!"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.... میں ان کے مرض کی بات نہیں کر رہی۔ کسی نے انہیں مجبور کیا ہے کہ وہ اس کے لئے غلط قسم کے کام کرتے رہیں۔!"

"بلیک میلنگ....؟" عمران اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

اس نے سر کو اثباتی جنبش دی تھی۔

"تو گویا تم انہی کے کہنے پر ڈاکٹر کو لے گئی تھیں....!"

"یہی بات تھی....!"

"کہاں لے گئی تھیں....؟"

"ہارلم ہاؤز....!"

"مشہور عمارت ہے....!"

"ہاں.... وہی.... میں اسے مریض کے کمرے میں بھیج کر ہدایت کے مطابق الٹے پاؤں واپس ہوئی تھی۔!"

"اپنے گھر نہیں لے گئی تھیں....؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اچھا.... تو اب گاڑی کے متعلق بھی سچی بات بتا دو....!"

"گاڑی انہوں نے مہیا کی تھی.... مرسیڈیز.... اسی رنگ اور اسی ماڈل کی جیسی ہماری گاڑی

ہے اور اس سلسلے میں اس پولیس آفیسر نے ابھی تک میرا پیچھا نہیں چھوڑا....!"

"اس کی فکر نہ کرو....!"

"یقین کرو.... مجھے صرف ان لوگوں کی فکر ہے جو میرے باپ کو پریشان کر رہے ہیں۔!"

"ان سے کہو کہ ان لوگوں کی نشاندہی کریں....!"

"یہی تو مصیبت ہے.... اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ میں نے تمہیں اس سے متعلق کچھ بتادیا ہے تو ان کا ہارٹ فیل ہو جائیگا اور سب سے زیادہ تشویش ناک بات تو میں نے ابھی تمہیں بتائی ہی نہیں۔!"

"وہ بھی جلدی سے بتادو....!"

"میرے توسط سے وہ تم پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں۔!"

"کمال ہے.... واہ بھئی.... تو کیا اب میرا اغوا ہوگا....؟"

"ہو سکتا ہے....!"

"میں تو بچوں کو دودھ بھی نہیں پلا سکتا۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"ہمارے ہاں.... صرف عورتوں کا اغوا ہوتا ہے۔!"

"اس وہم میں نہ پڑو کہ وہ صرف تمہاری شکل قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں۔!"

"پھر کیا بات ہے....؟"

"شاید یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم ڈاکٹر کے سلسلے میں میری ہاں میں ہاں کیوں ملائی تھی۔!"

"ہاں میں ہاں ملانا میری ہابی ہے.... لیکن ٹھہرو کیا اُن میں سے کسی نے تم سے گفتگو کی تھی؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... میرے باپ نے مجھے اس پر آمادہ کیا ہے۔!"

"کس پر آمادہ کیا ہے....؟"

"یہی کہ میں تم سے تعلقات بڑھاؤں۔ جب میں یہ جانتی ہوں تو وہ کیوں نہ جانتے ہوں گے کہ تم محکمہ سراغ رسانی کے سب سے بڑے آفیسر کے بیٹے ہو۔!"

"اس سے کیا ہوتا ہے.... میں تو اس محکمے سے تعلق رکھتا نہیں....!"

"شاید کوئی تعلق نکل ہی آئے۔ آخر وہ لیڈی ڈاکٹر تمہاری بہن کے منگیتر کی بہن ہے۔!"

"اس منگیتر نے تو مجھے گھن چکر بنا کر رکھ دیا ہے۔!"

"اس پر غور کرو....!"

"غور بعد میں کروں گا پہلے تم مجھ سے تعلقات بڑھاؤ۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"وہی کرو جو وہ چاہتے ہیں.... میں نہیں چاہتا کہ میرے زیر علاج آنے سے پہلے ہی تمہارے باپ دوسری دنیا کو سدھار جائیں۔ اُن کے لئے معجون تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔!"

"معجون کیا....؟"

"کمپاؤنڈ کو کہتے ہیں....!"

"مجھے ہدایت ملی ہے کہ تمہیں باہر لے جاؤں۔ زیادہ سے زیادہ وقت تمہارے ساتھ شہر کی تفریح گاہوں میں گذاروں....!"

"اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ تم مجھے حقیقت حال سے آگاہ کر چکی ہو تو....؟"

"جو بات میرے اور تمہارے درمیان ہوئی ہے انہیں کیونکر معلوم ہو سکتی ہے....؟"

"معلوم ہو سکتی ہے اگر میں پولیس کو مطلع کر دوں کہ لیڈی ڈاکٹر کو ہارلم ہاؤس لے جایا گیا تھا۔!"

"تم ایسا نہیں کرو گے....!" وہ جلدی سے بولی۔

"کیوں نہ کروں....؟"

"بات ختم ہو چکی ہے.... لیڈی ڈاکٹر ہارلم ہاؤس سے برآمد نہیں ہوئی تھی۔!"

"لیکن ڈھمپ تو ابھی تک نہیں پکڑا جاسکا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہارلم ہاؤس ہی میں چھپا بیٹھا ہو۔!"

"دیکھو.... مجھ پر رحم کرو.... تم پولیس کو نہیں مطلع کرو گے۔!"

"وہ پھر کوئی بڑا جرم کر بیٹھے گا۔ سوال تو یہ ہے کہ اس نے وہ حرکت کس مقصد کے تحت کی تھی؟"

"کیا یہ سچ ہے کہ وہ دونوں مقصد سے لاعلم ہیں....؟"

"بالکل.... ڈھمپ نے بس انہیں بند کر رکھا تھا۔ کوئی وجہ بتائے بغیر....!"

کورنیلیا کسی سوچ میں پڑ گئی تھی۔ عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد بولا۔ "آ انہیں کیسے علم ہوا کہ میں نے جھوٹی شہادت دلوائی تھی۔!"

"میرا باپ انہیں پوری طرح باخبر رکھنے پر مجبور تھا۔!"

"بہر حال.... تو تم اس وقت اس لئے آئی ہو کہ مجھ سے مزید تعلقات بڑھاؤ....!"

اس نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"تو پھر بڑھاؤ....!"

"کک.... کس طرح بڑھاؤں....!"

"کچن میں چلی جاؤ اور دوپہر کا کھانا تیار کرو....!"

"کک.... کیا بات ہوئی....؟"

"اس سے زیادہ ٹھوس بات تو اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ مجھے سب سے زیادہ پیارا وہی ہے جو میرے پیٹ بھرنے کا ذریعہ بن سکے۔!"

"مجھے صرف کھانے سے دلچسپی ہے.... پکانے سے نہیں....!"

"تب پھر تم کسی اور سے تعلقات بڑھالو.... میں بہت مصروف ہوں۔!"

"ابھی تو ڈھنگ کی باتیں کر رہے تھے۔!"

"نشے میں تھا....!"

"دیکھو ران ڈیئر میں بہت پریشان ہوں۔!"

"اس لئے مجھے اپنی گردن کٹوا دینی چاہئے۔ تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔ وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں۔ کئی بار میری زندگی ختم کر دینے کی کوشش کر چکے ہیں۔!"

"پھر بتاؤ.... میں کیا کروں....؟"

"اپنے باپ کو بلیک میل ہونے دو....!"

"پتا نہیں کب سے بلیک میل ہو رہے ہیں۔ اب ان میں سکت نہیں رہی۔!"

"کچھ بھی ہو میں دیدہ دانستہ کنوئیں میں نہیں گر سکتا۔!"

"پھر تم نے میری موافقت میں جھوٹی شہادت کیوں دلوائی تھی....؟"

"میں نہیں جانتا....!"

"تم جانتے ہو.... تم مجھ سے قریب ہو کر معاملے کی نوعیت کو سمجھنا چاہتے ہو....!"

"اچھا چلو یہی سہی....!"

"لیکن تم اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔ اب میں خود ہی تمہارے لئے مواقع فراہم کر رہی ہوں۔!"

"مجھے سوچنے دو....!" عمران نے کہا اور ناک بھوں پر زور دینے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو جب وہ دونوں بھی یہ نہیں بتا سکے کہ ڈھمپ نے انہیں کیوں بند کر رکھا تھا تو پھر ڈھمپ ہی اصل معاملہ سے آگاہ کر سکے گا۔!"

"اتنی دیر سے یہی تو ذہن نشین کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔!"

"چلو.... اس حد تک تو بات سمجھ میں آ گئی۔ آخر یہ کس طرح ہوگا کہ میں ان سے کچھ معلوم کر سکوں۔ وہ مجھے پکڑوائیں گے اور مجھ سے سب کچھ اگلوا لیں گے۔!"

"بڑی مصیبت ہے.... آخر تمہیں کس طرح سمجھاؤں....!"

"جس طرح میری سمجھ میں آ سکے....!"

"اچھی بات ہے تو اب سنو پوری بات....!"

"یعنی ابھی تک آدھی ہی بات چل رہی تھی۔!"

"ڈھمپ ان میں سے نہیں ہے....!" کورنیلیا بولی۔

"یہ کیا بات ہوئی....؟"

"یقین کرو.... وہ لیڈی ڈاکٹر کو ان کے قبضے سے نکال لے گیا تھا۔ جس طرح پولیس کو ڈھمپ کی تلاش ہے اسی طرح انہیں بھی ہے۔!"

"اب تم نشے میں معلوم ہوتی ہو....!"

"میں جانتی تھی کہ تم یقین نہیں کرو گے....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "اس لئے میں تمہیں یہ بات بتانے سے گریز کر رہی تھی۔!"

"عقل خبط کر دی تم نے تو....!"

"اور اب میں تمہیں وہ بات بتانے جا رہی ہوں جو اپنے باپ کو بھی نہیں بتائی۔!"

"باتوں کا پٹارا معلوم ہوتی ہو تم تو....!"

"ڈھمپ نے مجھ سے معلوم کیا تھا کہ لیڈی ڈاکٹر کہاں لے جائی گئی ہے۔"

عمران ایک بار پھر اچھل پڑا اور اسے گھورتا ہوا بولا۔ "تو تم نے ان لوگوں کو ڈبل کراس کیا ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ ڈھمپ انہی لوگوں میں سے نہیں ہے۔!" کورنیلیا نے کہا اور ڈھمپ سے متعلق اپنی کہانی دہرانے لگی۔

"حیرت انگیز....!" عمران اس کے خاموش ہونے پر بولا تھا۔

"میری جگہ تم ہوتے تو تم بھی یہی سمجھتے کہ وہ انہی میں سے ہے۔!"

"بالکل....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن تم نے اپنے باپ کو کیوں نہیں بتایا....!"

"ڈھمپ نے منع کر دیا تھا اور پھر بعد میں بتانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!"

"یہ بھی عقل مندی ہی سرزد ہوئی ہے تم سے.... اس سلسلے میں اپنی زبان بالکل بند رکھنا

ورنہ سچ مچ تمہارے باپ کی گردن کٹ جائے گی۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمہیں یہ بات کس ذریعے سے معلوم ہوئی کہ ڈھمپ ان میں سے نہیں ہے....؟"

"میرے باپ نے بتایا ہے انہوں نے خاص طور پر ڈیڈی کو مطلع کیا ہے کہ ڈھمپ ان سے تعلق نہیں رکھتا اس لئے وہ ہوشیار رہیں۔!"

"اب پوری بات سمجھ میں آئی ہے۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا اور کونیلیا کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔

ڈگمور کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ مونیکا مل بیٹھنے پر بضد تھی اور وہ اسے ٹالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سچی بات بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ اگر وہ اپنے سلسلے میں بلیک میلنگ کی سن گن بھی پالیتی تو پھر شاید اس کی طرف رخ بھی نہ کرتی۔ لیکن ڈگمور اس پر بھی آمادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے ہاتھ ہی سے نکل جائے۔ بس چند دنوں کی احتیاط چاہتا تھا۔ مونیکا نے اسے جس انداز سے متاثر کیا تھا اس کے لئے بالکل ہی نیا تجربہ تھا۔ ایک بے حد خوش گوار تجربہ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے اپنے نقطۂ نظر سے ایسی چیزیں کھو دینے والی نہیں ہوتیں۔

ڈھمپ کے خلاف اس کا خون کھولتا رہا۔ لیکن اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ڈاؤڈن کے کان میں اس کی بھنک بھی پڑگئی تو خود اس کی جان کے لالے پڑجائیں گے۔ پتا نہیں یہ ڈھمپ آئندہ اس سے کس قسم کے مطالبات کرے۔

بلیک میلنگ کا انداز رقم اینٹھنے والا نہیں تھا۔ وہ تو اس سے ڈاؤڈن سے متعلق معلومات چاہتا تھا۔ اس کا مطلب تھا خود اس کی غرقابی۔ اضطراری طور پر ڈھمپ کو اس کی قیام گاہ کا پتہ تو بتا ہی بیٹھا تھا۔ حالانکہ اسے اس سے بھی لاعلمی ہی ظاہر کرنی چاہئے تھی۔ لیکن وہ شخص آسانی سے ٹلنے والا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ویسے اس نے کسی فری لانسر سیکرٹ ایجنٹ کا حوالہ دے کر اسے مزید الجھن میں مبتلا کر دیا تھا اور دشواری یہ تھی کہ وہ ڈاؤڈن سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن ڈھمپ شاید یہی چاہتا تھا کہ ڈاؤڈن سے اس کا ذکر کیا جائے ورنہ وہ اسے بتاتا ہی کیوں کہ وہ کون ہے اور کس آدمی سے تعلق رکھتا ہے.... اوہ.... مگر مونیکا.... پھر ٹپکی مونیکا۔ اس کی طرف سے دھیان ہٹا لینا کتنا مشکل تھا۔ یہ بات پچھلی شام ہی کو طے ہوگئی تھی۔ وہاں سے جزیرہ موبار تک جاتے اور رات کا بیشتر وقت وہیں گزارا جاتا۔ فرسٹ سیکریٹری ان دنوں سفیر کے

ساتھ دورے پر تھا۔ اس لئے مونیکا قطعی آزاد تھی۔ وہ اس موقعے سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا جس قدر بھی ممکن ہوتا لیکن یہ مردود ڈھمپ نہ جانے کہاں سے آکودا تھا۔ خیر دیکھا جائے گا۔!"

وہ سر کو خفیف سی جنبش دے کر اٹھ گیا۔ ٹھیک اُسی وقت ایک ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر کسی کی آمد کی اطلاع دی۔ وہ ابھی اس کے بارے میں بتا ہی رہا تھا کہ ایک آدمی دندناتا ہوا کمرے میں گھس آیا۔

"یہ.... یہ.... یہی....!" ملازم اس کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

"تم کون ہو.... یہ کیا حرکت ہے....!" ڈگمور دھاڑا۔

"ٹاپ کراس....!" اجنبی کی آواز سانپ کی پھپھکار سے مشابہ تھی۔

"اوہ.... اچھا.... اچھا....!" ڈگمور سنبھل کر جلدی سے بولا اور نوکر سے کہا۔ "تم جاؤ.... سب ٹھیک ہے۔!"

نوکر نے متحیرانہ پلکیں جھپکائی تھیں اور چپ چاپ چلا گیا۔!

"لیکن یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔!" ڈگمور شکایت آمیز لہجے میں بولا۔

"ایمر جنسی.... تکلفات کی گنجائش نہیں.... چیف نے تمہیں طلب کیا ہے۔!"

"طلب کیا ہے....؟" ڈگمور کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"تم میرے ساتھ چلو گے....!"

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو.... اور میرے رتبے سے واقف ہو یا نہیں....!"

"ٹاپ کراس....!" اجنبی آنکھیں نکال کر غرایا۔

"مضحکہ خیز.... میں نہیں جانتا تھا کہ اسکے آدمی فلمی بدمعاشوں کی سی حرکتیں بھی کرتے ہیں۔!"

"بات نہ بڑھاؤ.... تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔!"

"میں کہتا ہوں نکل جاؤ یہاں سے.... ورنہ....!"

اجنبی نے اتنی پھرتی سے ریوالور نکالا تھا کہ ڈگمور چکرا کر رہ گیا۔ وہ ویسے بھی لڑائی بھڑائی والا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اجنبی ریوالور بغلی ہولسٹر میں ڈال کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

وہ اسے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی ایک گاڑی کی طرف لے جارہا تھا۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے ڈگمور کے لئے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اس کے بعد خود بھی اسی کے قریب بیٹھ گیا تھا۔!

ڈرائیور کی سیٹ پر ایک آدمی پہلے ہی سے موجود تھا۔ انجن اسٹارٹ ہوا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

"ڈگمور کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ ان میں تنفر آمیز کھنچاؤ بھی پایا جاتا تھا۔ آنکھیں ونڈ اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے قریب بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف دیکھنا بھی کسر شان سمجھتا ہو۔!"

کچھ دیر بعد گاڑی ایک عمارت کی پورچ میں رکی تھی۔ اجنبی نے نیچے اُتر کر دروازہ کھولا تھا۔ ڈگمور اس کی طرف توجہ دیئے بغیر گاڑی سے اُترا اور برآمدے کے زینے طے کر کے عمارت میں داخل ہو گیا۔ اجنبی باہر ہی رہ گیا تھا۔

"اس طرف جناب....!" اندر ایک بٹلر نے اس کی رہنمائی کی اور اسے اس کمرے کے دروازے تک لے آیا جہاں اُسے پہنچنا تھا۔

ڈگمور غصیلے انداز میں دروازے کو دھکا دے کر کمرے میں داخل ہوا۔

ڈاوڈن سامنے کھڑا تھا۔ ڈگمور نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"اس حرکت کا مطلب....؟"

"کیسی حرکت....؟" ڈاوڈن نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"تمہارا آدمی مجھے ریوالور دکھا کر یہاں لایا ہے۔!"

"شاید تم نے آنے سے انکار کیا ہوگا....!"

"اچھا تو پھر....؟"

"تم جانتے ہی ہو کہ میرے فیلڈ ورکرز صرف حکم کی تعمیل کرنا جانتے ہیں۔!"

"اچھی طرح جانتا ہوں تمہارے فیلڈ ورکرز کو....!" ڈگمور کے لہجے میں حقارت تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔!" ڈاوڈن اسے غور سے دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔

"سنو.... میں تمہارا پابند نہیں ہوں....!"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ تم تو صرف ایک پریس اتاشی ہو.... سفیر بھی میرا پابند ہے۔ یقین نہ آئے تو اسی سے دریافت کرلو....!" ڈاوڈن نے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

ڈگمور ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔!

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!" ڈاوڈن اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "میں جس سرزمین پر بھی قدم رکھتا ہوں وہاں کا سفیر اپنے عملے سمیت صرف باطنی حکومت کو جواب دہ

ہوتا ہے۔ کیونکہ میں باطنی حکومت کا ایک اہم ترین رکن ہوں۔!"

"پھر بھی میری اپنی ایک پوزیشن ہے.... اسے برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی تیسرے درجے کا فرد مجھے ریوالور دکھائے۔!"

"میں اس تیسرے درجے کے فرد کو تمہارے سفیر کے سر پر بھی مسلط کرسکتا ہوں۔ حکم کی تعمیل کرنا سیکھو ڈگمور.... بیٹھ جاؤ....!" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ڈگمور خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

"کیوں بلایا ہے....؟" اس نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"پہلے میری ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔ پھر اصل معاملے کی طرف آؤں گا۔ اسے قطعی طور پر بھول جاؤ کہ ہم پہلے کبھی بے تکلف دوست تھے۔ باطنی حکومت سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد کسی کا دوست نہیں ہوتا۔ اوپر کے احکامات کی تعمیل میں اپنے بوڑھے باپ کو بھی قتل کرسکتا ہوں۔!"

ڈگمور خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اس کے تیکھے نقوش قطعی طور پر ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ وہ ڈاوڈن کی پوزیشن سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن ساتھ ہی اسے بھی ذہن میں رکھنا تھا کہ کبھی دونوں ہم نوالہ و ہم پیالہ بھی رہ چکے تھے اور ڈاوڈن ہمیشہ اس کا مقروض رہتا تھا!

"اب آؤ اصل معاملے کی طرف....!" ڈاوڈن نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سرخ لفافہ کہاں ہے....؟"

"میں نے اسے ضائع کردیا....!" ڈگمور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اس میں کیا تھا....؟"

"ایسا مواد جس پر بلیک میلنگ کا شبہ ہوا تھا۔!"

"اور پھر تھوڑی دیر بعد تم مطمئن ہو گئے....!"

"یقیناً.... جب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کس کی حرکت تھی۔!"

"کس طرح معلوم ہوا....؟"

"حرکت کرنے والی نے آگاہ کردیا تھا....!"

"تو گویا اس عورت نے کسی دوسری عورت کے سلسلے میں تمہیں وہ مواد بھیجا تھا....؟"

"ہاں.... یہی بات تھی....!"

"میں ان دونوں عورتوں کے بارے میں جاننا چاہوں گا....؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا...!"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو...!"

"میرا نجی معاملہ ہے....!"

"میں نجی معاملات میں بھی دخل اندازی کا اختیار رکھتا ہوں۔!"

"لیکن میں پابند نہیں۔ میرے حلف نامے میں ایسی کوئی بات نہیں تھی جس کی بنیاد پر تم مجھے مجبور کرسکو....!"

"پھر کہتا ہوں کہ ہوش میں رہ کر مجھ سے گفتگو کرو....!"

"میں تمہیں ان عورتوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گا.... تم زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتے ہو کہ محکمہ خارجہ کو میری سبکدوشی پر مجبور کردو....!"

"اچھی بات ہے.... جاؤ....!" ڈاوڈن ہاتھ ہلا کر بولا۔

لیکن ڈگمور بیٹھا رہا۔

ڈاوڈن بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"سبکدوشی کے بعد بھی تم باطنی حکومت کی گرفت سے باہر نہیں ہوگے۔ کیونکہ میرے ہی توسط سے تمہارا تعلق اس سے ہوا تھا۔!"

ڈگمور نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی تھی اور چہرے سے لاتعلقی ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

دفعتاً ڈاوڈن اس طرح چونکا تھا جیسے اس کو کچھ یاد آگیا.... ڈگمور کو غور سے دیکھا جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"لفافہ موصول ہونے کے بعد سے تم کہیں باہر گئے تھے....؟"

"نن.... نہیں.... کیوں....؟"

"حالانکہ تمہیں اس عورت سے ضرور ملنا چاہئے تھا جس نے یہ حرکت کی تھی۔!"

"میں نے ضروری نہیں سمجھا....!"

"لیکن مجھ پر چڑھ دوڑنا ضروری تھا....؟"

"قدرتی بات ہے.... جب یہ شبہ ہو کہ کوئی دوست بلیک میل کرنا چاہتا ہے تو ردعمل اسی

صورت میں ظاہر ہوگا۔!"

"وہ عورت بھی تمہاری دوست ہی ہوگی دشمن نہ ہوگی.... اور اس چھیڑ چھاڑ کا مقصد یہی ہوگا کہ تم دوسری عورت سے کنارہ کشی اختیار کرلو....!"

"یہی سمجھ لو....!"

"اس کے باوجود بھی تم نے اس عورت سے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی۔!"

"نہیں....!"

"قطعی غیر فطری بات ہے....!"

ڈگمور کچھ نہ بولا۔ ویسے وہ کسی قدر نروس نظر آنے لگا تھا۔ کیونکہ سرخ لفافہ تصویر سمیت ب بھی اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود تھا۔ ڈاوڈن کے آدمی نے اتنی مہلت ہی نہیں دی تھی کہ وہ یہاں آنے سے قبل اسے ضائع کرسکتا۔

ڈاوڈن کی عقابی آنکھیں اسے اپنے ذہن میں چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اور وہ ساکت صامت بیٹھا ہوا تھا۔

"لاؤ نکالو....؟" اچانک ڈاوڈن ہاتھ بڑھا کر بولا۔

"کیا....؟" ڈگمور اچھل پڑا۔

"وہ لفافہ تمہارے پاس ہی موجود ہے....!"

"خبردار میرے قریب نہ آنا....!" ڈگمور اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈاوڈن خاموش بیٹھا اسے گھورتا رہا۔ ڈگمور جس انداز میں اٹھا تھا اس کے مقابلے میں ڈاوڈن ارویہ کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور آنکھوں میں حشیانہ چمک لہرائی۔

اور جیسے ہی ڈگمور دروازے کی طرف بڑھا اس نے بڑی پھرتی سے اٹھ کر اس کی گردن دبوچ لی۔

ڈگمور بھنا کر پلٹا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں تارے ناچ گئے۔ کنپٹی پر پڑنے والا گھونسا ایسا ا شدید تھا سنبھلنے ہی نہیں پایا تھا کہ دوسری کنپٹی پر بھی ضرب لگی۔ ساتھ ہی ڈاوڈن کا قہقہہ بھی کمرے کی محدود فضا میں گونجا تھا۔

ڈگمور فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا اندھیرے کے سمندر میں ڈوب گیا۔ ڈاوڈن نے اس کی جامہ تلاشی لے کر سرخ لفافہ برآمد کرلیا تھا۔

تصویر نکالی اور اس پر نظر پڑتے ہی چونک پڑا۔ پھر اس نے قہر آلود نظروں سے بے ہوش ڈگمور کی طرف دیکھا تھا۔

لفافہ اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر وہ پھر سامنے والی کرسی پر جا بیٹھا۔ وہ حقارت آمیز نظروں سے ڈگمور کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"فون کال ہے چیف....!" باہر سے آواز آئی۔

وہ اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن اس طرح باہر نکلا کہ اندر نہ دیکھا جا سکے۔ اس کا ایک ماتحت راہداری میں کھڑا تھا۔

"یہاں فون کال....؟" اُس نے حیرت سے پوچھا۔ "کس کی ہے....؟"

"نام نہیں بتایا.... آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔!"

"کیا میرا نام لیا ہے۔؟"

"ہاں چیف....!"

اُس نے مڑ کر بند دروازے کی طرف دیکھا اور اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھتا چلا گیا۔

سٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا تھا۔

"ہیلو کون ہے....؟"

"ڈاوڈن....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں.... میں ہی ہوں.... تم کون ہو....؟"

"بٹیر....!"

"کیا مطلب....!"

"کیا تمہارے آدمیوں نے نہیں بتایا کہ میں بٹیر سے مشابہ ہوں....!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"ڈھمپ تم سے مخاطب ہے.... اس لئے اپنا لہجہ نہ بگڑنے دو....!"

"اوہ.... تو تم ہو....!"

"اور تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ تمہاری زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں۔!"

"شٹ اپ....!"

"میں ایک سال سے تمہارا تعاقب کر رہا ہوں....!"

"کیوں....؟"

"میں اس کا نمائندہ ہوں جسے تم نے جنوبی افریقہ میں ڈبل کراس کیا تھا۔!"

"تم.... یعنی ڈھمپ....!"

"ہاں.... میں ڈھمپ....!"

"تمہارا عمران سے کوئی تعلق نہیں ہے....؟"

"کون عمران....!"

"میں نے پوچھا تھا کہ تم نے عمران سے ساز باز کی ہے....؟"

"میں کسی عمران کو نہیں جانتا.... میلکم ڈوزا کے آدمی کسی دوسرے پر تکیہ نہیں کرتے۔!"

"لیکن میرے معاملات میں ٹانگ اڑانے سے کیا فائدہ....؟"

"میلکم ڈوزا کے آدمی شکاری کتوں کی طرح پہلے کھیلتے ہیں پھر گردن دبوچ لیتے ہیں۔!"

"تمہاری موت آئی ہے....!"

"ہم دونوں میں سے کسی نہ کسی کی ضرور آئی ہے۔!"

"یہ ایک بے مقصد حرکت تھی....!"

"کھیل کا مقصد تفریح ہوتا ہے.... ڈاوڈن....!"

"میلکم ڈوزا کو غلط فہمی ہوئی تھی جو آج تک رفع نہیں ہو سکی....!"

"اگر وہ غلط فہمی تھی تو تمہیں اسے رفع کرنا چاہئے تھا۔!"

"ڈوزا نے اس کا موقع ہی نہیں دیا تھا....!"

"اچھی بات ہے تو اب میں تمہیں پکڑ کر میلکم ڈوزا کی خدمت میں پیش کر دوں گا غلط فہمی رفع کر دینا....!"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم بالمشافہ گفتگو کر سکیں....!"

"فی الحال ممکن نہیں ہے....!"

"آخر کیوں....؟"

"مقامی پولیس سے نہیں الجھنا چاہتا۔ سارا الزام میرے سر گیا ہے۔!"

"احمقانہ دخل اندازی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔!"

"احمقانہ دخل اندازی.... کیا کہہ رہے ہو ڈاوڈن.... اسی دخل اندازی کی بناء پر تو تمہارا سراغ ملا ہے اور اب تم مجھ سے فراڈ نہیں کر سکو گے۔!"

"بکواس بند کرو.... میں تم سے فراڈ کروں گا....؟"

"بہت جلد ملاقات ہوگی....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ڈاوڈن ماؤتھ پیس کو گھورتا رہ گیا تھا۔ ریسیور رکھ کر اس نے جبڑے ڈھیلے چھوڑ دیئے اور کچھ سوچنے لگا۔

کمرے سے باہر نکلا راہداری میں اس کا وہی ماتحت موجود تھا جس نے فون کال کی اطلاع دی تھی۔

"پوری طرح ہوشیار رہو....!" اُس نے اس سے کہا۔

"کوئی خاص بات چیف....!"

"ڈھمپ جانتا ہے کہ ہم اس عمارت میں ہیں....!"

"کک.... کیا.... اسی کی کال تھی....؟"

"اسی کی کال تھی.... اور اس کا عمران سے کوئی تعلق نہیں....!"

"اور ہم خواہ مخواہ عمران پر زور دیتے رہے....!"

"خواہ مخواہ نہیں.... اس پر ہر حال میں نظر رکھنی پڑے گی۔!"

"اگر ڈھمپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں تو پھر یہ ڈھمپ....!"

"فکر نہ کرو.... اسے بھی دیکھ لیں گے.... میرے ساتھ آؤ....!" وہ اسی کمرے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ جہاں ڈگمور کو چھوڑ آیا تھا۔

ہوش آتے ہی وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا تھا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی تھی اور اُچھل کر بستر کے نیچے آیا تھا۔

یہ تو اس کی اپنی خواب گاہ تھی۔ جسم پر شب خوابی کا لباس تھا۔

سرخ لفافہ.... وہ سر تھام کر رہ گیا.... دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ جس کی دھمک سر میں محسوس ہو رہی تھی۔

اور پھر جب وہ خواب گاہ سے باہر نکلا تھا تو اس کی بیوی نے والہانہ انداز میں دوڑ کر اس کی مزاج پرسی کی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔

"تم ٹھیک تو ہو ڈارلنگ آخر ہوا کیا تھا....؟"

"کیا ہوا تھا....؟" بدستور متحیرانہ انداز برقرار رہا۔

"انہوں نے بتایا تھا کہ تم چلتے چلتے گرے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ اگر تمہاری جیب میں تمہارا کارڈ نہ ہوتا تو وہ تمہیں یہاں نہ پہنچا سکتے۔!"

"کک.... کون تھے....؟"

"تین مقامی آدمی....!"

ڈگمور نے طویل سانس لی.... تو یہاں بھی ڈاوڈن نے خانہ خالی نہیں چھوڑا۔

"ڈاکٹر بے ہوشی کی وجہ نہیں بتا سکا۔ اس نے کہا تھا کہ خود بخود ہوش میں آؤ گے اور تمہیں تنہا چھوڑ دیا جائے۔ ہوش میں لانے کی کوشش نہ کی جائے۔" اس کی بیوی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔!

"میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا تھا.... کچھ یاد نہیں کہ کہاں بے ہوش ہوا تھا....!"

"لیکن دونوں گاڑیاں گیراج میں موجود ہیں....!"

"مجھے ڈاوڈن کا آدمی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اپنی گاڑی پر.... واپسی پر میں نے ٹیکسی سے آنے کا ارادہ کیا تھا.... شائد وہاں سے پیدل ہی آیا تھا۔ سڑک پر.... پھر کچھ یاد نہیں....!"

"تم کبھی اتنی زیادہ پیتے بھی نہیں....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... اور اگر اتنی پی ہوتی تو ڈاوڈن مجھے پیدل نہ روانہ ہونے دیتا۔!"

"اب کہاں جا رہے ہو.... تمہیں آرام کی ضرورت ہے....!"

"تم ٹھیک کہتی ہو....!" وہ پھر خواب گاہ کی طرف چل پڑا.... بیوی ساتھ تھی۔

خواب گاہ میں پہنچ کر بولی۔ "ڈاوڈن نے تمہیں بلوایا تھا....؟"

"ہاں....!" اس نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کیوں نہیں آیا تھا....!"

"میں نہیں جانتا....!" ڈگمور جھنجھلا گیا۔ وہ تنہائی چاہتا تھا۔ اسے بہت کچھ سوچنا تھا اور پھر طریق کار بھی متعین کرنا تھا۔ بُرے ہاتھوں میں پڑ گیا تھا۔ تصویر کا ڈاوڈن کے ہاتھ لگ جانا اس کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔

بیوی بستر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ اس نے کہا۔ "ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اگر تم جاگ رہے ہو تو تمہیں بولتے رہنا چاہئے۔!"

"میں خاموش رہنا چاہتا ہوں....!"

"یہ آدمی ڈاوڈن میری سمجھ میں نہیں آیا....!"

"تمہیں ضرورت ہی کیا ہے سمجھنے کی....!"

"کیوں نہیں ہے جبکہ تم اسے اپنا ایک بہت پرانا دوست کہتے ہو....!"

"میرا ہی سمجھ لینا کافی ہے....!"

"اس کے آتے ہی تم نے مجھے پہاڑ پر بھیج دیا تھا۔ حالانکہ سیزن اختتام پر تھا۔!"

"کیا میں نے بُرا کیا تھا....!"

"میں یہ نہیں کہتی.... وہ تمہارے ہی ساتھ اس عمارت میں مقیم تھا اور میرے آتے ہی یہاں سے چلا گیا۔!"

"وہ ایسے کسی خاندان کے ساتھ گذارا نہیں کر سکتا جس میں عورتیں بھی شامل ہوں۔ شروع ہی سے ایسا ہے۔!"

"اتنی غیر معمولی بات میں نے کبھی نہیں سنی... کیا وہ آسمان سے ٹپکا تھا یا زمین سے برآمد ہوا تھا۔!"

"عادت ڈارلنگ عادت.... ہو سکتا ہے یوں ہی کرتا ہو....!"

"بہر حال مجھے وہ آدمی پسند نہیں ہے....!"

"تب تو اچھا ہی ہوا کہ یہاں سے چلا گیا....!"

بیوی نے اسے گھور کر دیکھا تھا لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔

ڈگمور نے آنکھیں بند کرلیں اور آہستہ آہستہ کراہنے لگا۔

"کیا کہیں تکلیف ہے....؟" بیوی نے پوچھا۔

"درد سر....!"

"ڈاکٹر نے کہا تھا ہو سکتا ہے ہوش آنے کے بعد درد سر کی شکایت کریں۔!"

"جہنم میں جھونکو ڈاکٹر کو....!" ڈگمور بستر پر زور سے ہاتھ مار کر بولا۔

"تم نے پہلے کبھی مجھ سے ایسے لہجے میں بات نہیں کی....!"

"پہلے کبھی اس طرح چلتے چلتے بے ہوش ہو کر گرا بھی نہیں تھا۔!"

بیوی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے اور دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

ڈگمور بھی خاموش ہی رہا۔ اس نے پھر آنکھیں بند کرلی تھیں۔ بیوی نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔ کچھ کہنا چاہا تھا لیکن پھر ارادہ ملتوی کر کے اٹھ گئی۔

ڈگمور نے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر آنکھیں کھول دی تھیں اور اٹھ بیٹھا تھا۔ دروازہ مقفل کر کے فون کی طرف آیا۔ ڈاوڈن کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "میں ڈگمور بول رہا ہوں، ڈاوڈن کو اطلاع دو....!"

وہ ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد ڈاوڈن کی آواز سن کر بولا تھا۔ "تم نے اچھا نہیں کیا۔!"

"کیا اچھا نہیں کیا....؟"

"لفافہ میری جیب سے نکال کر تم نے اچھا نہیں کیا ڈاوڈن....!"

"اگر تم دوسری عورت کی نشان دہی کردو تو وہ تمہیں واپس مل سکتا ہے۔ میرے کسی کام کا نہیں۔ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے کہ میں تمہیں بلیک میل کروں گا۔!"

"میں دوسری عورت کی نشان دہی نہیں کروں گا۔!"

دوسری طرف سے ڈاوڈن کا زہریلا سا قہقہہ سنائی دیا تھا اور پھر آواز آئی تھی "اگر وہ کوئی عورت ہوتی تو تم ضرور نشان دہی کر دیتے۔!"

"کک.... کیا مطلب....!" ڈگمور ہکلایا۔

"بننے کی کوشش نہ کرو....!" ڈاوڈن کی دھاڑ سنائی دی۔

"تم پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو....!"

"وہی جو تم سمجھ رہے ہو....!"

ڈگمور کا سینہ دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگا تھا۔

"ہیلو.... تم کیا سوچنے لگے....!"

"کک.... کچھ نہیں....!" ڈگمور بدقت بولا۔

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ لفافہ تمہیں کس نے بھیجا تھا اور کیوں بھیجا تھا....!"

ڈگمور کی آواز پھر حلق میں اٹک گئی۔

"وہ تمہیں بلیک میل کر کے میرے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جس میں وہ

کسی حد تک کامیاب بھی رہا ہے۔!"

"پتا نہیں.... تم....!"

"شٹ اپ.... خود نہیں بتا سکے تو اب مجھی سے سن لو.... فی الحال اس نے تم سے میرا پتا پوچھا ہے اور تم نے اسے صحیح اطلاع دی ہے۔!"

"الزام....!" ڈگمور پھنسی ہوئی آواز میں بولا۔

"بکواس مت کرو.... تم نے اسے میری قیام گاہ کا پتہ بتایا ہے....!"

"کسے بتایا ہے....؟"

"ڈھمپ کو....!"

ڈگمور کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ جسم کا ریشہ ریشہ کانپنے لگا تھا۔

فون کی گھنٹی بج رہی تھی.... رحمان صاحب نے ریسیور اٹھایا.... دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی تھی۔

"آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا....!"

"کس بات پر....؟" رحمان صاحب کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"ہانس پریسیا کی بیٹی مانجھا دیکھنا چاہتی ہے....!"

"کیا فضول بات کر رہے ہو.... یہاں رسومات نہیں ہوں گی۔!"

"وہ تو ہو بھی جائیں گی اور آپ کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی۔!"

"مگر ہانس پریسیا کی بیٹی.... یعنی وہی لڑکی جو ڈاکٹر مہ لقا کو لے گئی تھی۔!"

"جی ہاں وہی....!"

"وہ ملتی ہے تم سے....!"

"وہ دیکھئے نا میں نے اس کی جان بچائی تھی....!"

"اور تم اسے گھر لاؤ گے....؟"

"مصلحتاً.... میں بعد میں بتاؤں گا آپ کو....!"

"لیکن میں نے سختی سے منع کر دیا ہے.... رسومات نہیں ہوں گی۔!"

"تو پھر شاید آپ جہیز بھی نہ دیں کیونکہ یہ بھی رسم ہی ہے۔!"

"قطعی نہیں.... اس کی بجائے کیش دینے کا ارادہ ہے....!"

"تب پھر بارات کو کھلانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں.... کیونکہ یہ بھی تو رسم ہی ہے۔ دس دس روپے کے نوٹ باراتیوں کو تھما دوں گا جہاں جی چاہے جا کر کھا لیں۔!"

"بکو مت.... میں ایک ضروری کام کر رہا ہوں....!"

"سعیدہ کو فون پر بلوا دیجئے....!"

"اچھا....!" رحمان صاحب نے ریسیور میز پر ڈال دیا اور ملازم کو آواز دے کر کہا کہ سعیدہ کو مطلع کر دے۔ سعیدہ ان کی بھتیجیوں میں سے ایک تھی۔

آدمی اصول پسند تھے لیکن اس خواہش کو کسی طرح نہ دبا سکے کہ دوسرے انسٹرومنٹ پر ہونے والی گفتگو نہ سنتے اور پھر جب معاملہ عمران کا رہا ہو۔

ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا دوسرے انسٹرومنٹ پر سعیدہ کہہ رہی تھی۔ "کہاں بھائی جان نہ گانا نہ بجانا... ایسا سناٹا ہے جیسے شادی نہیں چوری ہو رہی ہو اور آپ ڈھولک کی بات کر رہے ہیں۔!"

"ڈھولک تو ہے نا....؟" عمران کی آواز آئی۔

"ہے.... چھپا کر رکھ دی گئی ہے.... کہیں انکل کی نظر نہ پڑ جائے۔!"

"تم فکر نہ کرو میں آ رہا ہوں.... جشن برپا کرنے.... واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی.... میں خود ڈھولک بجاؤں گا.... کیا سمجھتی ہو....!"

"اچھے بھائی جان فوراً آئیے.... دم گھٹا جا رہا ہے....!"

رحمان صاحب نے دانت پیسے تھے دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔ "تم لوگ ڈیڈی کو غلط سمجھتے ہو دراصل وہ چاہتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کچھ نہ ہونا چاہئے.... ویسے بھی یہ بے قاعدے کی بات بزرگوں کے سامنے ہلا گلا اچھا نہیں لگتا....!"

"تو پھر ہم کیا کریں.... آج کل تو وہ کلب بھی نہیں جا رہے....!"

"میرے ڈھولک بجانے پر انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور جب تک وہ گھر میں رہیں گے خود ہی گاتا بھی رہوں گا.... پھر جب وہ میرا گانا سن کر کلب چلے جائیں تو تم لوگ محفل سنبھال لینا۔!"

"تو پھر آ چکئے نا جلدی سے....!"

"پہلے میری ایک بات سن لو....!"

"سنائیے....!"

"میرے ساتھ ایک غیر ملکی لڑکی بھی ہوگی۔ ایشیائی رسم و رواج پر کتاب لکھ رہی ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... وہ فولیانا جشنر واٹر....!"

"جی نہیں.... اس کا نام کورنیلیا ہانس پریسیا ہے....!"

"ضرور لائیے.... اسے اردو تو نہیں آتی....؟"

"جی نہیں.... مطمئن رہئے آپ لوگ اردو میں بہ آسانی اس پر ریمارکس پاس کر سکیں گی۔!"

"ارے یہ مطلب نہیں تھا....!"

"بس میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی موجودگی میں مانجھے کی ساری رسومات ہونی چاہئیں۔ لڑکے والوں کی طرف سے بھی آپ ہی لوگ رسومات ادا کریں گی۔ کیونکہ لڑکے والے تو ہم لوگوں سے بھی زیادہ انگریز ہیں۔!"

"انہیں تو پتہ بھی نہیں کہ یہاں مانجھا وغیرہ ہو رہا ہے....!"

"کیا فرق پڑتا ہے.... اچھا بس....!"

دوبارہ سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی اور رحمان صاحب نے بھی ریسیور رکھ دیا تھا۔ پھر انہوں نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا تھا.... اور گھر سے نکل گئے تھے۔

جلد ہی یہ دونوں خوشخبریاں کوٹھی میں پھیل گئیں.... یعنی عمران جشن برپا کرنے آرہا تھا اور رحمان صاحب تشریف لے گئے تھے۔ ڈھولک نکل آئی۔ لڑکیوں کے قہقہے فضا میں گونجنے لگے۔ البتہ ثریا کا دم نکلا جا رہا تھا۔ وہ بھی رسومات کے خلاف تھی۔ لیکن لڑکیاں کہاں سنتی ہیں۔

سعیدہ کو یقین تھا کہ رحمان صاحب نے دوسرے انسٹرومنٹ پر ان کی گفتگو ضرور سنی ہوگی۔ ورنہ اس طرح غیر متوقع طور پر باہر نہ جاتے۔

بہر حال تھوڑی دیر بعد عمران اپنی مہمان سمیت آپہنچا تھا۔ کورنیلیا کا ایک ایک سے تعارف کرانے کے بعد بولا۔ "اسی لئے گھر سے بھاگا بھاگا پھرتا ہوں....!"

"مجھے تم لوگوں کی یہ بات بہت پسند ہے کہ ایک بڑا سا خاندان بنا کر رہتے ہو۔!" کورنیلیا نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا۔

سب نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔

"اگر وہ چلے گئے ہیں تو پھر تمہی لوگ محفل برپا کرو....!" عمران نے کہا۔

"ڈھولک تو آپ ہی بجائیں گے بھائی جان....!" سعیدہ بولی۔

"اور کم از کم ایک گانا بھی ہوگا....!" دوسری نے کہا۔

"یہ کیا کہے گی....!" عمران کورنیلیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کہے گی کیا.... یہی سمجھے گی کہ یہ بھی رسم ہی کا ایک حصہ ہوگا۔!"

"یعنی میرا گانا بجانا....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"نہیں یہ مہ رخ کے مانجھے میں گائیں گے۔ اپنے سلیمان کی طرف سے۔!" کسی جانب سے آواز آئی۔

"اپنے ابا سے کہنا تمہارے موقعے پر بھی مجھے یاد رکھیں گے۔!" عمران نے ہانک لگائی قہقہہ پڑا اور وہ بیچاری نہ جانے کہاں جا چھپی۔

سعیدہ عمران کو الگ لے جا کر بولی۔ "آپ لائے تو ہیں اسے.... اگر مہ لقا آگئیں تو کیا ہوگا۔ آج اتوار ہے۔ کلینک بند ہوگا۔!"

"تو تم نے پہچان لیا کہ یہ کون ہے....؟"

"اس نام سے تو پورا شہر واقف ہوگیا ہوگا....!"

"اماں بی کو نہ معلوم ہونے پائے....!"

"مہ لقا آگئیں تو معلوم ہی ہو جائے گا....!"

"ارے بس بھی کرو یہ لق لقا.... انہیں اور کوئی نام ہی نہیں سوجھا تھا۔!"

"آپ بچ کر رہئے گا۔ زیادہ تر آپ ہی کا ذکر رہتا ہے ان کی زبان پر....!"

"کیڑے پڑیں گے زبان میں....!"

"وہ تو کہیے، آنٹی بدلے کی شادی کی قائل نہیں....!"

"جنتی ہونے کی نشانی ہے....!" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ ڈھولک پر ایک لوک گیت ہو رہا تھا۔

"آپ کی فون کال ہے صاحب....!" ایک ملازم نے اطلاع دی۔

"یہاں فون کال....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"بڑے صاحب ہیں....!"

"اوہ.... اچھا....!" وہ لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

فون پر بھی رحمان صاحب کی جھنجھلاہٹ محسوس کی جا سکتی تھی۔

"کیا وہ تمہارے ساتھ آئی ہے۔!" انہوں نے عمران کی آواز سنتے ہی پوچھا۔

"جی ہاں ڈھولک کے گیت سن رہی ہے۔!"

"اس کے باپ نے آج ہی رپورٹ درج کرائی ہے کہ وہ تین دن سے غائب ہے۔!"

"ہانس پریسیا نے....!"

"اس کا باپ جمن خان تو ہو نہیں سکتا۔!" رحمان صاحب غرائے۔

"لیکن وہ تو غائب نہیں ہے۔!"

"گدھے پن کی باتیں نہ کرو.... اُسے فوراً وہاں سے لے جاؤ اور پیچھا چھڑاؤ اپنا....!"

"جی بہت اچھا....!"

"بلکہ اگر وہ وہاں سے تنہا جائے تو اچھا ہے....!"

"اس طرح تو میری گاڑی بھی غائب ہو جائے گی....!"

رحمان صاحب نے مزید کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ عمران ریسیور رکھ کر تھوڑی دیر تک اپنی گدی سہلاتا رہا۔ پھر اسطرف چل پڑا جہاں محفل برپا تھی اور اشارے سے کورنیلیا کو الگ بلایا۔

"کیا بات ہے....؟" اس نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"بس اب چلو....!"

"اتنی جلدی.... یہ لڑکیاں بہت اچھی ہیں.... انگلش بول سکتی ہیں۔ کچھ دیر تو اور ان میں رہنے دو....!"

"ضرور رہنے دیتا۔ لیکن کیا تم اس لیڈی ڈاکٹر کا سامنا کر سکو گی جسے ہارلم ہاؤس لے گئی تھیں؟"

"نن.... نہیں....!"

"تو پھر بس نکل چلو.... وہ آ رہی ہے.... اس کی فون کال آئی تھی۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا.... اچھا چلو.... ذرا ٹھہرو.... میں لڑکیوں سے معذرت کر آؤں۔!"

"بعد میں تمہاری طرف سے کر لوں گا.... اب چلی ہی چلو....!"

"اچھی بات ہے....!"

وہ اسے باہر کمپاؤنڈ میں لایا اور بولا۔ "تفریح کے لئے بہتیری جگہیں اور بھی ہیں۔!"

"لیکن ایسا ماحول تو نہ ملے گا۔ ساری لڑکیاں مخلص معلوم ہوتی ہیں۔!"

وہ ٹو سیٹر میں بیٹھ گئے.... جس کی روانگی طوفانی رفتار سے ہوئی تھی۔

"دوڑ کا مقابلہ تو نہیں ہو رہا....!" کورنیلیا بولی۔

"تیز رفتاری کا خبط ہے مجھے.... ویسے تم اپنے گھر سے کس وقت نکلی تھیں۔!"

"بس وہاں سے تمہارے ہی پاس آئی تھی۔!"

"ٹھیک ہے تو اب کہاں چلیں....؟"

"جہاں دل چاہے.... میں تو اسی ارادے سے نکلی تھی کہ شام تمہارے ہی ساتھ گزاروں گی۔!"

"ساحلی تفریح گاہ کیسی رہے گی....؟"

"ٹھیک ہے....!"

"تمہارے باپ کو پھر کوئی ہدایت ملی ہے....؟" عمران نے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے ملی ہو.... لیکن میرے علم میں نہیں....!"

"تم نے کبھی خرگوش کا گوشت کھایا ہے....؟"

"مجھے تو تصور ہی سے گھن آتی ہے.... ڈیڈی نے کھایا ہو گا.... ہاں اس دن شاید کہہ تو رہے تھے.... لیکن تم اچانک خرگوش کیوں نکال بیٹھے....!"

"بس یونہی.... پھر کیا باتیں کی جائیں....!"

"تمہارا پیشہ کیا ہے....؟"

"اِدھر کی اُدھر کرتا ہوں.... اور اُدھر کی اِدھر....!"

"کیا بات ہوئی....؟"

"تم اب تک نہیں سمجھیں....!"

"نہیں سمجھی....!"

"یوں سمجھو.... تمہارے لئے ایک ایسا گواہ مہیا کیا تھا جس نے تمہیں پولیس کے چکروں سے بچا لیا تھا۔ لیکن تم سے میں نے اس کا معاوضہ نہیں طلب کیا.... کسی دوسرے موکل سے اسی کام کے دس ہزار ملتے۔!"

"خدا کی پناہ.... تو یہ تمہارا پیشہ ہے....؟"

"تمہیں حیرت ہے....!"

"میں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے....!"

"حالانکہ ایک بار تم بھی مجھے اس طرح استعمال کر چکی ہو....!"

"مجبوری تھی....!"

"اس بھری پُری دنیا میں تم تنہا مجبور نہیں ہو.....اور بھی ہیں۔!"

"اس کے باوجود بھی تم جیسے معصوم صورت آدمی کے لئے یہ پیشہ مناسب نہیں۔!"

"صورت میں نے خود نہیں بنائی۔!"

"لیکن اس پیشے کو ترک کر دینا تو تمہارے اختیار میں ہے....!"

"مجھے اپنے آرٹ سے لگاؤ ہے....!"

"تم اس بدمعاشی کو آرٹ کہتے ہو....!"

"سلیقہ نہ ہو تو بدمعاشی ہی کہلائے گی۔ سلیقہ اسے آرٹ بناتا ہے....!"

"بدمعاشی بہر حال بدمعاشی ہے....!"

"کسی قاتل سے اس طرح تعاون کرنا کہ وہ پھانسی سے بچ جائے۔ تمہاری نظروں میں کیسی حرکت ہوگی....؟"

"کھلی ہوئی بدمعاشی....!"

"اور تعاون کرنے والے کو کیا کہو گی....؟"

"انتہائی بدمعاش....!"

"لیکن میں اسے ایڈووکیٹ کہوں گا....جو کچھ میں کرتا ہوں اسے تم بدمعاشی کہتی ہو۔ محض اس لئے کہ باضابطہ لیگل پریکٹیشنر نہیں ہوں۔ قانون کی ڈگری بھی ہوتی میرے پاس تو تم مجھے بدمعاش کہنے کی جرأت نہ کرسکتیں۔!"

"مت بور کرو... کہاں کی بحث چھیڑ دی....!"

"ابتدا تم نے کی تھی....اب اعتراف کرو کہ میں ایک باعزت شہری ہوں....!"

"کرلیا اعتراف اب چپ بھی رہو۔ اس طرح ثابت کرنے بیٹھو گے تو میرے ملک کا پریسیڈنٹ اول درجے کا بدمعاش نکلے گا۔!"

"خیر ہاں تو تم تین دن سے غائب ہو....!"

"کیا مطلب....!" وہ چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"تمہارے ڈیڈی نے آج ہی رپورٹ درج کرائی ہے....اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بڑی گاڑی ہمارا تعاقب کر رہی ہے اور وہ یقینی طور پر پولیس ہی کی گاڑی ہے۔!" عمران نے عقب نما

آئینے پر نظر ڈال کر کہا۔

"کمال ہے.... میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے۔ میں گھر سے سیدھی تمہارے پاس آئی تھی....اور ڈیڈی اس وقت موجود تھے۔!"

"اگر پولیس نے تمہیں میری گاڑی سے برآمد کرلیا تو تمہارا کیا رویہ ہوگا....؟"

"مجھے سوچنے دو....اگر ڈیڈی نے اس قسم کی کوئی رپورٹ درج کرائی ہے تو میں اس کی تردید نہ کرسکوں گی۔!"

"اور میری گردن پھنسوا دو گی۔!"

"عجیب بات ہے....میں تصور نہیں کرسکتی.... لیکن ٹھہرو.....میں یہ کیوں بھول جاتی ہوں کہ ڈیڈی کسی کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے اسی نے انہیں مجبور کیا ہو۔!"

"سوال یہ ہے کہ میری پوزیشن اس وقت کیا ہوگی....؟"

"میں کہہ دوں گی کہ اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ ہوں....!"

"تین دن سے....!"

"اور کیا....!"

"نہیں تم یہ کہو گی کہ تم نے کچھ دیر پہلے مجھ سے لفٹ لی ہے....!"

"اچھی بات ہے....میں یہی کہوں گی.... لیکن ڈیڈی نے اچھا نہیں کیا....!" اس کی آواز غصیلی تھی۔

پچھلی گاڑی بتدریج قریب ہوتی گئی کیونکہ عمران بھی رفتار گھٹاتا رہا تھا۔

"نہیں پولیس کی گاڑی نہیں معلوم ہوتی۔!" عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔

"تب پھر اگر وہی لوگ ہوئے تو....؟"

"ہم دونوں کو پکڑ کر اسی طرح بند کر دیں گے جیسے دونوں ڈاکٹروں کو کیا تھا....!"

"یعنی کہ....!"

"کچھ بھی نہیں خاموش بیٹھو.... مجھے سوچنے دو....!"

پچھلی گاڑی اب بہت قریب آگئی تھی۔

اور پھر کورنیلیا نے قہقہہ لگایا تھا کیونکہ وہ تو ان کے قریب ہی سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

"تم بوڑھی عورتوں سے کم وہمی نہیں ہو.....!" اُس نے کہا۔

"کیوں.... کیوں....؟" عمران چونک پڑا۔

"وہ گاڑی تو آگے نکل گئی اور اب نظر بھی نہیں آ رہی....!"

عمران کچھ نہ بولا... لیکن اسکا منہ اسطرح بگڑا ہوا تھا جیسے بچے کو زبردستی کونین کھلادی گئی ہو!

"لڑکیاں مجھے راس ہی نہیں آتیں....!" وہ کچھ دیر بعد بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"نجومیوں نے کہا ہے کہ لڑکیوں سے دور رہا کرو....!"

"کیوں....؟"

"دوسروں کے اثرات بہت جلد قبول کر لیتا ہوں.... ایک بار ایک کتا پالا تھا اور چھ ماہ بعد خود بھی بھونکنے لگا تھا۔!"

"غالباً تم کہنا چاہتے ہو کہ لڑکیوں میں رہ کر خود بھی لڑکی ہو جانے کا ڈر ہے تمہیں۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"تم صرف بیوقوف لگتے ہو.... اور کوئی خاص بات نہیں ہے....!"

"تمہارے باپ نے تمہیں کیوں بتایا کہ تم تین دن سے غائب ہو....؟"

"اگر بتا دیتے تو میں گھر سے باہر قدم بھی نہ نکالتی.... کیا سمجھتے ہو.... میں دیدہ و دانستہ تمہیں کسی دشواری میں ڈالنے کی کوشش کروں گی....؟"

"اس سوال کا جواب میرے بس سے باہر ہے....!"

"کیوں....؟"

"لوگ ٹھوڑی سہلاتے سہلاتے نرخرہ پکڑ لیتے ہیں....!"

"کیا میں تمہیں ایسی ہی لگتی ہوں....؟"

"خدا جانے مجھے عورتوں کا کوئی تجربہ....!"

"تب پھر تم مجھے یہیں اس ویران سڑک پر اتار دو....!"

اچانک عمران نے بریک لگائے تھے.... کورنیلیا کے کہنے سے نہیں بلکہ ٹکر سے بچانے کے لئے.... ڈھلان سے اُترتے ہی وہی گاڑی نظر آئی تھی جو کچھ دیر پہلے تعاقب کرتی رہی تھی.... اور اب اس طرح ترچھی کھڑی تھی کہ عمران اپنی گاڑی کی رفتار کم کئے بغیر اس سے آگے نکل ہی

نہیں سکتا تھا.... اور پھر اس کی بھی کہاں گنجائش تھی جتنی دیر میں گاڑی آگے نکالنے کی کوشش کرتا اس سے بھی کم وقت میں دونوں چھلنی ہو کر رہ جاتے کیونکہ سامنے ہی ایک آدمی اسٹین گن لئے کھڑا نظر آیا تھا۔ جس کا رخ ٹوسیٹر کے ونڈ اسکرین کی جانب تھا!

"اب بتاؤ....؟" وہ طویل سانس لے کر بڑبڑایا۔

دو آدمی ٹوسیٹر کی طرف بڑھ رہے تھے.... اور تیسرا انہیں اسٹین گن سے کور کئے کھڑا تھا۔

"چپ چاپ نیچے اُتر آؤ....!" ان میں سے ایک بولا۔

"اُتر جاؤ....!" عمران نے کورنیلیا سے کہا۔

"مم.... میں....؟" وہ ہکلائی۔

"اور نہیں تو کیا میں.... بھلا مجھے لے جا کر کیا کریں گے....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں.... تم بھی اترو....!" باہر سے کہا گیا.... یہ تینوں ہی سفید فام تھے۔

"ذرا غور سے دیکھو... کیا میں تمہیں لڑکی نظر آ رہا ہوں...؟" عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"نیچے اترو....!"

"میں تو نہیں اتروں گا.... اگر یہ تمہاری بہن ہے تو شوق سے لے جاؤ.... اس نے مجھ سے لفٹ مانگی تھی.... اغوا کر کے نہیں لے جا رہا تھا....!"

ایک نے ٹوسیٹر کا دروازہ کھولا اور دوسرے نے عمران کو کھینچ کر اتار لینا چاہا۔

"شرافت سے.... شرافت سے....! میں خود اتر آ رہا ہوں.... میرے کپڑے خراب نہ ہونے پائیں۔!" عمران اس کا ہاتھ جھٹک کر بولا۔

اسٹین گن والا اور قریب آ گیا تھا۔

عمران ٹوسیٹر سے اُتر آیا۔ کورنیلیا بھی اُتری تھی۔

"چلو بیٹھ جاؤ....!" ایک نے دوسری گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"اور اپنی گاڑی یہیں کھڑی رہنے دوں.... سڑک پر.... کوئی پار کر لے گیا تو کون ذمہ دار ہو گا؟"

"دیکھو دوست.... اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی تو لڑکی مفت میں ماری جائے گی۔!" دوسرا بولا۔

عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ کئی بار کے ہزیمت خوردہ لوگ اس وقت خاصے چاق و چوبند نظر آ رہے ہیں اور پھر ایک کے ہاتھ میں اسٹین گن بھی ہے کوئی بہکی ہوئی گولیوں کی بوچھاڑ کورنیلیا کو بھی چاٹ سکتی تھی۔

دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے وہ ان کی گاڑی میں داخل ہو گیا۔ کورنیلیا کو اسی کے قریب جگہ ملی تھی اور ایک آدمی عمران کے پہلو سے ریوالور لگائے بیٹھا تھا۔

"یارو میری گاڑی کا کیا ہوگا....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ تمہارا کیا ہوگا....!" کورنیلیا جھنجلا کر بولی۔

"مجھے تو اپنے بارے میں علم ہوگا کہ میں کہاں ہوں....!"

"تم خاموش ہی بیٹھو تو بہتر ہے....!" ریوالور والے نے کہا۔

"تمہیں بھی میری آواز زہر لگتی ہے کیا....!"

"چپ رہو....!" وہ زور سے بولا۔ عمران نے سہم جانے کی ایکٹنگ کی تھی۔

گاڑی تیز رفتاری سے چلتی رہی۔ عمران کے اندازے کے مطابق اُن کی منزل وہی عمارت تھی جہاں سے اس نے ڈاکٹر مہ لقا کو برآمد کیا تھا۔

جو کچھ بھی ہوا تھا اس کے خدشات کے مطابق ہوا تھا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کورنیلیا کے توسط سے اس پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں۔ تو پھر وہ انہیں اس کا موقعہ کیوں نہ دیتا۔ ڈھمپ والا چکر اسی لئے تو چلایا تھا کہ بحیثیت عمران خود کو غیر متعلق ظاہر کر سکے۔ اپنے ماتحتوں کو بھی اپنی نگرانی سے روک دیا تھا۔ حصول مقصد کے لئے یہ ایک اندھی چال بھی کہی جا سکتی تھی کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ خود کو ان کے سپرد کر دینے کے بعد اس پر کیا گزرے گی۔

"کتنی غیر فطری بات ہوئی ہے....؟" دفعتاً وہ بڑبڑایا تھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟" ریوالور والا بولا۔

"ارے نہ میں نے پوچھا اور نہ تم نے بتایا کہ جانا کہاں ہے....!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"کیا جانتا ہوں....!"

"خاموش رہو....!"

"پہلے ہی خاموش کرا دیتے.... سوال کیوں کیا تھا....!"

"اب کہہ رہا ہوں کہ خاموش رہو....!"

"چپ رہونا....!" کورنیلیا بھی بولی۔

"تم کہتی ہو تو اب نہیں بولوں گا.... لڑکیاں زیادہ عقل مند ہوتی ہیں....!"

تھوڑی دیر بعد گاڑی اسی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی جس کے بارے میں عمران سوچتا رہا تھا۔

سب سے پہلے اسٹین گن والا اترا تھا۔

"ارے اب بھاگ کر کہاں جاؤں گا....!" عمران گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔ "اس سے کہو کہ یہ صورت حرام بندوق مجھے نہ دکھائے....!"

"اندر چلو....!"

"ظاہر ہے کہ یہاں لان پر ٹینس کھلانے تو لائے نہیں ہو.... دعوت اندر ہی ہوگی....!"

"لڑکی تم.... آگے چلو....!" ریوالور والا بولا۔

"یہاں بھی تم میری توہین کر رہے ہو.... میں لیڈیز فرسٹ کا قائل نہیں ہوں....!" عمران نے شکوہ کرنے کے سے انداز میں کہا۔

"تم نے تو دماغ چاٹ ڈالا میرا....!"

"اسی لئے تو لیڈیز فرسٹ کا قائل نہیں ہوں.... میں خود فرسٹ.... کئی درجن عورتوں سے اپنے بارے میں یہ رائے سن کر خود فرسٹ کا قائل ہوا ہوں....!"

"میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ خاموش رہو ورنہ میرا باس تمہاری زبان کاٹ دے گا۔!" ریوالور والے نے کہا۔

"تو پھر کیا وہ صرف میری شکل دیکھنا چاہتا ہے۔!"

وہ ایک کمرے میں لا بٹھائے گئے.... لیکن اسٹین گن بدستور تنی رہی۔

"بس بیٹھے رہیں یونہی....!" عمران نے مایوسانہ انداز میں پوچھا۔

"تم چپ نہیں رہو گے۔!"

"دیکھو دوست.... میں تقریبات کے مواقع پر ایسے گھرانوں میں بلوایا جاتا ہوں جہاں کی خواتین طبعاً کم سخن ہوتی ہیں۔ لیکن اس طرح نہیں بلوایا جاتا جیسے تم لوگ لائے ہو۔!"

"تم خاموش رہونا....!" کورنیلیا گھگھیائی۔

"اچھی بات ہے اب نہیں بولوں گا....!"

تھوڑی دیر بعد ایک طویل قامت اور قوی الجثہ ہی کمرے میں داخل ہوا۔ گھنی ڈاڑھی اور مونچھوں نے نصف چہرہ چھپا لیا تھا اور بڑے بڑے بال پیشانی پر چھائے ہوئے تھے۔ آنکھیں

سرخ اور خوفناک تھیں۔

"ناممکن....!" عمران بول پڑا۔

ہپی جہاں تھا وہیں رک کر عمران کو گھورنے لگا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آج کل بڑی پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے چرس نہ سپلائی کر سکوں گا۔!"

"تو تم چرس بھی سپلائی کرتے ہو....!" ہپی غرایا۔

"مین بزنس یہی ہے.... آدھے یورپ میں میرا مال جاتا ہے.... میرا سے مراد ہے میرے توسط سے۔!"

"یہ نئی بات معلوم ہوئی ہے....!"

"چرس فروشی کے لئے سائین بورڈ تو نہیں لگائے جاتے۔!"

"میں تم سے چرس نہیں خریدوں گا۔!"

"پھر تمہارے کس کام آسکتا ہوں....!"

"کیا ڈائریکٹر جنرل کو تمہارے پیشے کا علم نہیں ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... ورنہ میں اندر ہوتا....!"

"اب علم ہو جائے گا....!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ تم ایسا کرو گے....!" عمران خوف زدہ لہجے میں بولا۔

"یہی ہوگا.... اگر تم نے میرے سوالات کے تشفی بخش جواب نہ دیئے....!"

"پپ.... پوچھو.... کیا پوچھنا ہے....!"

"تم نے اس لڑکی کے لئے ایک جھوٹا گواہ کیوں مہیا کیا تھا....؟"

"ارے تو کیا تم ڈھمپ ہو....!" عمران اچھل پڑا۔

"سوال میں کروں گا....؟" وہ آنکھیں نکال کر غرایا۔

"اچھا.... اچھا.... دراصل میں لڑکی سے قریب ہو کر دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا چکر ہے.... پولیس بہت دیر لگا دیتی ہے۔!"

"تو پھر تم نے کیا معلوم کیا....؟"

"کھودا پہاڑ نکلا چوہا.... ڈاکٹر نے شاید تم سے کوئی رقم قرض لی تھی۔!"

"مجھ سے....؟"

"اگر تم ڈھمپ ہو تو تم ہی سے.... لیکن اس نے یہ بات صرف مجھے بتائی ہے۔ پولیس کو نہیں.... پولیس سے تو یہ کہا ہے کہ خود اسے بھی حیرت ہے کہ ڈھمپ اس سے کیا چاہتا ہے۔!"

"اور کچھ....!"

"اور کیا.... بس یہی کہنا ہے کہ زیادہ گھپلا نہ کرو.... شادی ہو جانے دو.... یہاں بڑی مشکل سے اچھا رشتہ ملتا ہے....!"

"اس کے بعد....!"

"جس طرح چاہنا ڈاکٹر شاہد سے اپنی رقم وصول کرالینا....!"

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی....!"

"نہیں آئے گی.... یہ صورت حرام بندوق مجھے نروس کر رہی ہے۔!" عمران نے اسٹین گن کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔ "آخر اس کی کیا ضرورت تھی.... ایک خط لکھ کر مجھے بلوا سکتے تھے۔!"

"دیکھو دوست.... تم مجھ سے بھی اڑنے کی کوشش کر رہے ہو.... جبکہ مجھے علم ہے کہ پولیس بعض معاملات میں تم سے مدد لیتی رہتی ہے۔!"

"ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہوں.... کسی بنئے کی اولاد نہیں ہوں۔!" عمران اکڑ کر بولا۔

"اور تم احمق بھی نہیں ہو.... جیسے کہ نظر آتے ہو....!"

"صورت خدا کی بنائی ہوئی ہے اس پر تنقید نہ کرو ورنہ تم پر قہر ٹوٹے گا۔!"

"میں خدا کو مانتا ہوں اس لئے الفاظ واپس....!"

"واپس کر دیئے....!" عمران برا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"رات کا کھانا تم دونوں میرے ساتھ کھاؤ گے.... اور اس سے قبل ہم مزید گفتگو کریں گے۔!" ہپی نے کہا.... اور عمران اسے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اس نے کوئی انتہائی عجیب بات کہہ دی ہو۔

"کیا تم لوگوں کو اسی طرح کھانا کھلاتے ہو....!" اس نے بالآخر غصیلی آواز میں پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"میری گاڑی غائب ہو گئی ہوگی۔ اگنیشن کی کنجی تک نکالنے کا موقع نہیں ملا تھا۔!"

"فکر نہ کرو.... ایک آدمی وہیں رہ گیا تھا.... تمہاری گاڑی بحفاظت یہاں پہنچ گئی ہے

کمپاؤنڈ میں کھڑی ہے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "شکم سیر ہو کر کھانا کھا سکوں گا....!"

"آؤ میرے ساتھ.... لڑکی تم فی الحال یہیں ٹھہرو گی....!" ہپی کورنیلیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

عمران کو وہ دوسرے کمرے سے لایا تھا اور اس کے ساتھ اب کوئی مسلح آدمی بھی نہیں تھا۔

"تمہاری ڈاڑھی نقلی معلوم ہوتی ہے.... ڈاکٹر شاہد نے صرف مونچھوں کا ذکر کیا تھا۔!" عمران بولا۔

"سب سے پہلے میں تمہاری یہ غلط فہمی رفع کر دوں کہ میں ڈھمپ ہوں....!"

"نہیں ہو....!" عمران اچھل پڑا۔

"ہرگز نہیں.... مجھے بھی اس کی تلاش ہے....!"

"تو پھر تم کون ہو....؟"

"یہ میں ابھی نہیں بتا سکتا....!"

"تو پھر ڈاکٹر شاہد سے تمہیں کیا سروکار....!"

"بس اتنا ہی کہ اس کے توسط سے ڈھمپ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔!"

"وہ بے چارا تو یونہی سہما ہوا ہے....!"

"یقین کرو مجھے ڈاکٹر شاہد یا اس کی بہن سے کوئی سروکار نہیں....!"

"تمہیں ڈھمپ کی تلاش کیوں ہے....!"

"وہ ایک خطرناک آدمی ہے اور میرے ملک کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے۔!"

"کس ملک سے تعلق ہے تمہارا....!"

"یہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا....!"

"تب پھر پاسپورٹ بھی نہ ہوگا تمہارے پاس....!"

"تم ٹھیک سمجھے ہو.... جس طرح وہ غیر قانونی طور پر تمہارے ملک میں داخل ہوا ہے اسی طرح میں بھی اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں اور اب مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔!"

"میری مدد کی ضرورت ہے....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... میں یہاں اجنبی ہوں.... تم یہیں کے باشندے ہو.... اسے جلد تلاش کر لو گے۔!"

"اور اگر اس نے جھلا کر شادی نہ ہونے دی تو....!"

"وہ ایسا نہیں کر سکے گا.... میں بھی تو ہوں تمہاری پشت پر....!"

"بھائی.... وہ بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے اور پاگلوں کی سی حرکت کرتا ہے.... اس نے میرے باپ کی کھانے کی میز پر پروں سمیت آدھا تیتر لگوا دیا تھا اور اس کے نیچے ایک لفافہ بھی تھا۔ لفافے سے تحریر برآمد ہوئی تھی جس کے مطابق مجھے گولی مار دینے کی دھمکی دی گئی تھی محض اس بناء پر کہ میں نے اس لڑکی کے لئے جھوٹا گواہ مہیا کیا تھا....!"

"میرے لئے نئی اطلاع ہے....!"

"لیکن یہ آدھا تیتر کیا بلا ہے....!"

"موت کی علامت.... جنوبی افریقہ کے لوگ اس علامت سے تھراتے ہیں....!"

"اچھی بات ہے تو میں آج سے اپنا نشان آدھا بٹیر قرار دیتا ہوں....!" عمران اکڑ کر بولا۔

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو.... سنسنی ان لوگوں کے خلاف پھیلائی جاتی ہے جو سامنے ہوں.... لیکن ٹھہرو.... تم نے بٹیر کا نام کیوں لیا....!"

وہ خاموش ہو کر عمران کو گھورنے لگا۔

"بٹیر تیتر سے زیادہ لذیذ اور دیر تک لڑنے والا پرندہ ہے.... اور پھر ہماری زبان میں ایک محاورہ بھی ہے آدھا تیتر آدھا بٹیر....!"

"اس نے بھی بٹیر ہی کا حوالہ دیا تھا....!" ہپی اسے بدستور گھورتا ہوا بولا۔

"کس نے....!"

"ڈھمپ نے....!"

"تیتر کے سلسلے میں بٹیر سامنے کی چیز ہے.... مختصر سہی لیکن تیتر کا ہمشکل بھی ہوتا ہے۔!"

"تم کہتے ہو تو مانے لیتا ہوں.... ورنہ پہلے تو مجھے کچھ اور شبہ ہوا تھا۔!"

عمران نے قطعی نہ پوچھا کہ کیا شبہ ہوا تھا.... وہ ڈھمپ سے متعلق گفتگو کو طول دینا ہی نہیں چاہتا تھا.... بات سے بات نکلتی ہے اور فکر کے نئے دروازے کھلتے ہیں۔ ہو سکتا تھا کہ وہ آخر کار ڈھمپ کو عمران ہی کا اسسٹنٹ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا۔

"تم کیا سوچنے لگے....!" دفعتاً ہپی بولا۔

"یہی کہ آخر اس طرح پکڑ بلوانے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔!"

"اوہ.... کتنی بار بتاؤں کہ میں تمہاری مدد چاہتا ہوں.... ڈھمپ کے خلاف....!"

"مفت کام نہیں کرتا....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"مجھے علم ہے کہ تم یہاں کی پولیس کے لئے معقول معاوضے پر کام کرتے ہو....!"

"صرف پولیس ہی کے لئے نہیں بلکہ کبھی کبھی مجرموں کے لئے بھی.... جس کی طرف سے بھی زیادہ معاوضے کا امکان ہو....!"

"معاوضے کا تعین بھی خود تم ہی کرو گے....!"

"نہ میں ڈھمپ کو جانتا ہوں اور نہ اس کا اندازہ لگا سکتا ہوں کہ اس پر ہاتھ ڈالنے میں کتنا وقت درکار ہوگا اور کتنی قوت صرف کرنی پڑے گی۔ اسلئے تم خود ہی ایمانداری سے معاوضے کا تعین کرو۔!"

"اگر مجھ پر چھوڑتے ہو تو بیس ہزار ڈالر....!"

"سوچنے کا موقع دو گے....!"

"اس میں سوچنے کی کیا بات ہے....!"

"بہت سی باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں....!"

"مثلاً.... کوئی ایک بات....!"

"یہ لڑکی.... جو میرے ساتھ ہے مجھے یقین دلانے کی کوشش کرتی ہے.... کہ ڈاکٹر مہ لقا اس کے گھر سے پیدل واپس گئی تھی۔!"

"تمہیں یقین نہیں ہے....؟"

"نہیں....!"

"آخر کس بناء پر....!"

"وہ گاڑی بھی مرسیڈیز ہی تھی جس پر وہ اسے لے گئی تھی۔ لیکن وہ گاڑی ہرگز نہیں تھی جو کنگسٹن کے تھانے پر پکڑی گئی تھی۔!"

"آخر اس لیڈی ڈاکٹر نے تمہیں کیا بتایا ہے....!"

"کچھ بھی نہیں.... اس نے اس سلسلے میں اپنی زبان قطعی بند کرلی ہے۔ لڑکی کے خلاف کوئی بیان بھی نہیں دیا۔!"

"ڈھمپ نے زبان بندی کردی ہوگی۔ اس کا طریق کار بلیک میلنگ ہے اور مجھے اس پر قطعی یقین نہیں ہے کہ ڈاکٹر شاہد ڈھمپ کا مقروض ہوگا میں تو یہ کہتا ہوں کہ فی الحال تم اپنی بہن کی شادی ملتوی ہی کردو.... شریف آدمیوں کو بلیک میل نہیں کیا جاسکتا ڈاکٹر شاہد کی کسی اوچھی

حرکت ہی کی بناء پر وہ اسے بلیک میل کررہا ہوگا۔!"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں.... ویسے تم بتاؤ کیا یہ لڑکی کورنیلیا سچ مچ اس کی ساتھی نہیں ہوسکتی....!"

"شاید میں نے ابھی تک کوئی ایسی بات نہیں کہی....!" ہپی بولا۔ "سب کچھ ممکن ہے میرے دوست....!"

"تو پھر اس لڑکی سے کیونکر پیچھا چھڑایا جائے۔!"

"تمہاری جگہ میں ہوتا تو ایسا ہرگز نہ سوچتا....!"

"کیوں....؟ میں نہیں سمجھا....!"

"ہوسکتا ہے.... یہی لڑکی اس تک رسائی کا ذریعہ بن جائے۔!"

"ٹھیک کہتے ہو.... بڑی معقول بات کہی تم نے....!"

"حسین بھی تو ہے....!" ہپی اپنی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"ہوا کرے.... میں اس سے زیادہ حسین ہوں.... عورتیں مجھے متاثر نہیں کرسکتیں۔!"

"میں نے یہ بھی سنا ہے کہ نہ تم شراب پیتے ہو اور نہ عورتوں کے چکر میں رہتے ہو....!"

"بہت بور کرتی ہیں.... اپنے ہی بارے میں گفتگو کرتی رہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ دوسرے بھی انہیں سے متعلق گفتگو کرتے رہیں.... میں سوچتا ہوں لیمب چاپ کھائے جائیں اور وہ پوچھتی ہے اسمارٹ لگ رہی ہوں نا.... گھنٹوں اپنے زیورات اور ملبوسات کے بارے میں بکواس کرتی رہیں گی.... اپنے ختم ہوجائیں گے تو دوسروں کے....!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" وہ اکتائے ہوئے انداز میں ہاتھ ہلا کر بولا۔

"اچھا تو پھر لیڈ دو.... میں اسے کہاں ڈھونڈھتا پھروں گا.... لیکن ٹھہرو.... یہ لیڈ ڈاکٹر شاہد کے علاوہ ہونی چاہئے.... اسے میں نہیں چھیڑنا چاہتا۔!"

"اسے چھیڑنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں.... اگر وہ بلیک میل ہورہا ہے تو اپنی زبان ہرگز نہیں کھولے گا۔!"

"پھر بات کہاں سے شروع کی جائے....!"

ہپی نے ایک سفارت خانے کا نام لے کر کہا۔ "اس کے پریس اتاشی ڈگمور کو جانتے ہو۔!"

"آہا... کیوں نہیں اسے تو ہم چوہدری ڈگمور کہتے ہیں... بہت پیارا آدمی ہے ہمارے کلچر کا رسیا۔!"

"اس پر نظر رکھو....!"

"ارے تو کیا وہ سفارت خانہ بھی....!"

"ہرگز نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... وہ تو تمہارے ایک دوست ملک کا سفارت خانہ ہے.... وہ ڈگمور ذاتی طور پر.... تم نہیں سمجھے میرا خیال ہے کہ ڈھمپ اسے بھی بلیک میل کر رہا ہے.... ڈگمور عورتوں میں بہت مقبول ہے نا اور اپنی بیوی سے بھی بہت ڈرتا ہے۔!"

"میں سمجھ گیا....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "اچھی لیڈی ہے تم نے....!"

"اور تم خود کو تنہا نہ سمجھنا.... ہم بھی ڈگمور کی نگرانی کریں گے۔!"

"اچھی بات ہے....!"

پھر وہ ہپی کے ساتھ اسی کمرے میں واپس آ گیا تھا جہاں کورنیلیا تھی اور ایک آدمی اب بھی اسٹین گن لئے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

اچانک ایک آدمی دوڑتا ہوا باہر سے آیا اور ہانپ ہانپ کر کہنے لگا۔ "پپ.... پولیس.... پولیس نے چھاپہ مارا ہے.... گھیرے میں لے رہے ہیں عمارت کو....!"

"بھاگو....!" ہپی اچھل کر بھاگا۔

اسٹین گن والا بھی انہی دونوں کے پیچھے دوڑا جا رہا تھا۔

عمران اور کورنیلیا خاموش کھڑے ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہے۔

پھر عمران بولا۔ "تم بھاگ کر کہاں جاؤ گی۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"ڈھمپ.... بالآخر اس نے پولیس کی رہنمائی کر دی.... تم تین دن سے غائب ہو نا۔!"

کسی نے باہر سے کال بیل کا بٹن دبایا تھا۔

"چلو....!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا۔

"تت.... تو میرا باپ ڈھمپ ہی کے لئے کام کر رہا ہے۔!"

"تمہارے باپ سے میں تنگ آ چکا ہوں.... اب اس کا ہارٹ فیل ہی ہو جانے دو....!"

"خاموش رہو....!"

باہر برآمدے میں ایک پولیس کانسٹیبل کھڑا نظر آیا۔

"کیا بات ہے....؟" عمران نے اکڑ کر پوچھا تھا۔

"پڑوسیوں نے آپ کے کتوں کی شکایت کی ہے۔!"

"ہم مہمان ہیں.... مالک مکان سے بات کرو....!" عمران کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کورنیلیا چپ چاپ اس کے پیچھے چلی جا رہی تھی۔

"دیکھا تم نے....!" وہ کسی لڑاکی عورت کے سے انداز میں پلٹ کر بولا۔ "اسی لئے دور بھاگتا ہوں لڑکیوں سے.... کیا ضروری تھا کہ تمہارا باپ بھی ہوتا۔!"

"کیوں خواہ مخواہ بکواس کر رہے ہو.... وہ کون تھا اور تم نے اس سے کیا باتیں کیں.... اور پھر اتنی آسانی سے چھوڑ کیوں دیا۔!"

"سوالات پر نمبر لگا کر لاؤ....!" عمران گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔ دوسری طرف کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا تھا۔

"پولیس والا کیا کہہ رہا تھا....!"

گاڑی اسٹارٹ ہو کر پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔

"وہ ہپی کون تھا.... اور پھر اس طرح تمہیں چھوڑ کیوں دیا....!"

"اور نہیں تو قتل کر کھا جاتا.... چرس کی بات کی تھی.... الگ لے جا کر....!"

"تو کیا تم سچ مچ چرس بھی سپلائی کرتے ہو....!"

"اپنے باپ کے عہدے سے کیوں نہ فائدہ اٹھاؤں.... ایکسائز والے میرے مال پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو....!"

"گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں سے جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ....!"

"میں گھر سے نہیں بھاگی....!" وہ حلق کے بل چیخی۔

"پھر تمہارے باپ نے گمشدگی کی رپورٹ کیوں درج کرائی ہے۔!"

"میں نہیں جانتی.... کچھ نہیں جانتی.... خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو....!"

دفعتاً اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔

گاڑی پھر شہر کی جانب جا رہی تھی۔ عمران خاموشی سے اس کی ہچکیاں سسکیاں سنتا رہا۔!

"اب تم مجھے یہیں کہیں اتار دو....!" وہ رو چکنے کے بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"سچ مچ غائب ہو جاؤ گی....!"

"تمہاری بلا سے....!"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ شاید میرا باپ بھی کچھ کر گذرا ہے....!"

"کک....کیا مطلب....!"

"وہ پولیس مین جو باہر نظر آیا تھا....مرغیوں کے ڈاکٹر کا پتہ نہیں پوچھ رہا تھا۔!"

"لیکن تم نے تو کہا تھا....!"

"ختم کرو....دیکھا جائے گا....!"

"کیا دیکھا جائے گا....!"

"خاموش بیٹھو....!"

اور پھر وہ شہر بھی نہیں پہنچنے پائے تھے کہ کیپٹن فیاض نے انہیں آلیا....وہ اور اس کے ماتحت دو گاڑیوں میں آئے تھے۔

کورنیلیا فیاض کے محکمے کی گاڑی میں منتقل کر دی گئی اور فیاض عمران کے قریب آ بیٹھا۔

"کدھر جائیں گا صاب....!" عمران نے کسی پٹھان ٹیکسی ڈرائیور کے سے لہجے میں سوال کیا تھا۔

"جیل روڈ....مغویہ تمہاری گاڑی سے برآمد ہوئی ہے....!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

"مغویہ....کیا عربی میں چرس کو کہتے ہیں....!" عمران اچھل پڑا۔

"والد صاحب سے پوچھنا....سیدھے کوٹھی کی طرف....!"

"تو وہ کانسٹیبل....!"

"میرا ایک ماتحت انسپکٹر تھا....خاصے فاصلے سے تمہاری گاڑی کا تعاقب کیا گیا تھا۔!"

"خدا کرے تم بھی کانسٹیبل ہو جاؤ....!" عمران کسی بیوہ کی طرح کلکلایا۔

"فضول بکواس....!" رحمان صاحب گرجے....وہ عمران کی پوری کہانی سن چکے تھے۔

"مجھ پر گزر چکی ہے آپ بکواس کہہ رہے ہیں....!" عمران نے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ اس قصے کو کیوں طول دے رہے ہو....!" وہ پیر پٹخ کر بولے۔

"بہت بہتر....! میں آپ کو ڈاوڈن کا پتا بتائے دیتا ہوں۔ گرفتار کرا لیجئے۔! لیکن آپ اس کے خلاف کیا ثابت کر سکیں گے۔!"

"مہ لقا کا بیان ہی کافی ہوگا....!"

"لیکن وہ ڈھمپ کے سلسلے میں بیان دے چکی ہے۔!"

"تمہاری ہی حماقت ہے نا....!"

"اچھا تو پھر اب بتائیے کہ میری حماقت کا ازالہ کیونکر ہو....!"

"میں نہیں جانتا۔!"

"میں اس قصے کو محض اس لئے طول دے رہا ہوں کہ ابھی تک بلیک میلنگ کا مقصد سامنے نہیں آیا ہے....مجھے صرف اس کا انتظار ہے کہ وہ ڈاکٹر شاہد سے کوئی مطالبہ کرے۔!"

"ان لوگوں کی کوئی حرکت میری سمجھ میں نہیں آرہی....!"

"مثلاً....!"

"آخر اس نے لڑکی کی گمشدگی کی رپورٹ کیوں درج کرائی....!"

"ڈاوڈن کے اشارے پر....اور ڈاوڈن اب مجھے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ لڑکی ڈھمپ ہی کی ساتھی ہے۔!"

رحمان صاحب کچھ نہ بولے کسی سوچ میں پڑ گئے تھے۔

عمران چپ چاپ اٹھا اور باہر چلا آیا....کیپٹن فیاض اسے کوٹھی پہنچا کر پہلے ہی جا چکا تھا اور کورنیلیا اسی کی تحویل میں تھی۔ ہو سکتا تھا باضابطہ طور پر گھر ہی پہنچا دی گئی ہو....بہرحال عمران کو اس کی قطعی فکر نہیں تھی۔

ابھی راہداری بھی نہیں پار کر سکا تھا کہ رحمان صاحب کی آواز آئی...."ٹھہرو....!"

عمران رک گیا۔

وہ قریب آکر بولے۔ "جب تک یہ معاملہ طے نہ ہو جائے میں ثریا کی شادی نہیں کر سکتا۔!"

"جب تک آپ شادی نہیں کریں گے معاملہ ہرگز طے نہیں ہوگا۔!"

"کیا مطلب....!"

"شادی کے بعد شاہد مزید پابندیوں میں جکڑ جائے گا....استعفیٰ دے کر ملازمت سے تو پیچھا چھڑا سکتا ہے لیکن ڈاوڈن کے خیال کے مطابق....!"

"میں سمجھ گیا....!"

"شادی کے بعد ہی اب وہ اپنا مطالبہ پیش کرے گا۔!"

رحمان صاحب چپ چاپ واپسی کے لئے مڑ گئے اور عمران سوچنے لگا تھا کیوں نہ پہلے سلیمان

ہی کی شادی کردی جائے ورنہ ہوسکتا ہے کہ ثریا کی شادی کے بعد کسی کو اس کا ہوش ہی نہ رہے۔

اس نے سر کو معنی خیز جنبش دی اور کمپاؤنڈ میں نکلا چلا آیا۔ اس وقت یہاں رک کر وقت نہیں ضائع کر سکتا تھا۔

اس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا۔ "لڑکی کہاں ہے....؟"

"تم سے مطلب....!" فیاض کی آواز آئی۔

"گمشدگی کی رپورٹ کس تھانے میں درج کرائی گئی تھی....؟"

"میں تمہیں یہ بھی نہیں بتاؤں گا....!"

"تمہاری سب سے چھوٹی سالی کی شادی ہوئی یا نہیں....؟"

"یہ کیا بکواس ہے....؟"

"شادی یا سالی....!"

"کیوں میرا وقت برباد کررہے ہو....!"

"اب خطوط کشیدہ الفاظ کے معنی بتاؤ....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی۔

عمران نے ہانس پریسیا کے نمبر ڈائیل کئے.... گھنٹی بجتی رہی تھی۔ لیکن کسی نے ریسیور نہیں اٹھایا تھا۔ ٹیلی فون بوتھ سے برآمد ہوتے وقت سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر شاہد کی طرف سے کوئی ایسی اطلاع نہیں ملی تھی جن کی بناء پر لائحہ عمل تیار کیا جاسکتا.... فی الحال تو بس یہی ہوسکتا تھا کہ دوسری پارٹی کو الجھائے رکھا جاتا.... اور اس کیلئے تھا ڈھمپ والا اسسٹنٹ....!

اب اس کی گاڑی فلیٹ کی طرف جارہی تھی اور اس نے یہ بھی محسوس کرلیا تھا کہ ٹیلی فون بوتھ سے نکلتے ہی اس کا تعاقب شروع ہوگیا ہے.... یہ بھی ممکن تھا کہ نیلے رنگ کی گاڑی شروع ہی سے پیچھے لگی رہی ہو.... اور اس نے دھیان نہ دیا ہو....!

فلیٹ میں پہنچا تو کورنیلیا منتظر نظر آئی.... سلیمان ایک طرف منہ بنائے کھڑا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی بولا۔ "موقع ہی نہیں ملتا.... جب دیکھو کوئی نہ کوئی سر پر سوار ہے۔!"

"کس بات کا موقع نہیں ملتا....!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ ضروری باتیں ہیں....!"

"یہ یہاں قیام نہیں کرے گی....!"

"قیام نہیں کرے گی تو ساتھ لے جائے گی۔ شرط لگا سکتا ہوں....!"

"کیا یہ گفتگو مجھ سے متعلق ہورہی ہے۔!" کورنیلیا بول پڑی۔

"اوہو.... تم کہاں....؟" عمران چونک پڑا.... انداز ایسا ہی تھا جیسا اس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔

"میں یہ بتانے آئی ہوں کہ ڈیڈی نے ہرگز کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی تھی۔ انہیں اس کا علم ہی نہیں۔!"

"ممکن ہے....!" عمران کا لہجہ خشک تھا۔

"اب اگر تم نے میرے ساتھ چل کر انہیں مطمئن نہ کردیا تو وہ خودکشی کرلیں گے۔!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو....!"

"انہیں یقین دلادو کہ تمہیں ان کی بات پر یقین ہے....!"

"کیا تم اپنا ڈیڈی نہیں بدل سکتیں۔!"

"کیا مطلب....!"

"یہ ڈیڈی کسی اور کے حوالے.... اس کا ڈیڈی خود لے لو....!"

"اب تم بھی مضحکہ اڑاؤ گے....!" اس نے گلوگیر آواز میں کہا اور موٹے موٹے آنسو گالوں پر ڈھلکنے لگے۔

"ہاں بے تو کیا کہہ رہا تھا....؟" عمران سلیمان کو گھورتا ہوا بولا۔

"میں شیروانی اور پگڑی میں نہیں جاؤں گا....!"

"تیری ساس کافروں کے لباس میں نکاح کی مخالف ہے....!"

"اب ہم دونوں ہی خودکشی کرلیں گے....!" کورنیلیا اٹھتی ہوئی بولی۔

"بیٹھو....!" عمران ہاتھ ہلا کر غرایا اور سلیمان سے بولا "مافی۔!"

وہ پیر پٹختا چلا گیا....!

"تم دوسروں کی بے بسی سے لطف اندوز ہوتے ہو....!" کورنیلیا تلخ لہجے میں کہتی ہوئی بیٹھ گئی۔

"ہمیشہ نہیں.... کبھی کبھی.... لیکن....!"

"ہاں ہاں کہو.... جو کچھ بھی کہنا ہے کہہ ڈالو رک کیوں گئے....!"

"یقین کرو.... تمہارا باپ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا....!"

"کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"کچھ سمجھ میں آیا ہوتا تو کہہ بھی دیتا....!"

اس ہپی نے تمہیں شیشے میں اتار لیا ہے.... اور وہی میرے باپ کی پریشانیوں کا باعث بھی معلوم ہوتا ہے۔

"ہرگز نہیں.... وہ مجھ سے چرس خریدنا چاہتا ہے۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔!"

"تمہاری مرضی....!"

"بہر حال میں مایوس ہو جاؤں.... تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکو گے۔!"

"تمہارا باپ کچھ کرنے ہی نہیں دیتا۔!"

"انہوں نے رپورٹ نہیں درج کرائی تھی۔ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کب کیا ہو گیا۔!"

"جب تک وہ کسی کی نشاندہی نہ کرے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔!"

"کیا ہارلم ہاؤز کی نشاندہی کافی نہیں ہے....!"

"وہاں جو شخص رہتا ہے ہماری سوسائٹی میں خاصا مقبول ہے.... اور ایک سفارت خانے کا عہدیدار بھی ہے اس لئے کسی واضح ثبوت کے بغیر اسے بھی نہیں چھیڑا جا سکتا۔!"

"اچھی بات ہے....!" کورنیلیا اٹھتی ہوئی بولی۔ "اب میں خود ہی کچھ کروں گی۔!"

اس بار عمران نے اسے جانے سے نہیں روکا تھا۔

سلیمان کافی لایا تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہا ہے....؟" عمران نے ڈپٹ کر پوچھا۔

"چلی گئیں کیا....؟"

"اور نہیں تو کیا دو چمچے شکر کا نقصان کراتا.... ابھی تیری شادی کے اخراجات بھی برداشت کرنے ہیں۔ قارون تو نہیں ہوں۔!"

"مگر صاحب شیروانی....!"

"شٹ اپ.... جوزف چوڑی دار پاجامے اور شیروانی میں ہو گا۔!"

"وہ کیوں ہو گا....!"

"اور نہیں تو کیا میں تیرا شہ بالا بنوں گا....!"

"وہ بنے گا شہ بالا.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"چل کافی بنا.... بکواس نہیں کیا کرتے۔!"

"پتا نہیں آپ کیا کرنے والے ہیں....!" سلیمان مردہ سی آواز میں بولا اور کافی بنانے لگا۔

صرف سلیمان ہی نہیں ان دنوں ہر متعلقہ آدمی سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں عمران کیا کرنے والا ہے۔

"مزید دو دن گزر گئے.... اس دوران میں اس نے بحیثیت عمران ڈگمور کی نگرانی بھی کی تھی اور بحیثیت ڈھمپ فون پر دھونستا بھی رہا تھا۔

اس وقت بھی یہی کوشش جاری تھی اور ڈگمور دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ "وہ ہوشیار ہو گیا ہے.... اسے علم ہو گیا ہے کہ تم نے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"ہو جانے دو علم....!" عمران ماؤتھ پیس میں بولا۔

"میری پوزیشن خراب ہو چکی ہے.... اب میں کیا کر سکوں گا۔ اب تو تمہیں اس کے حالات سے بھی نہیں آگاہ کر سکتا کیونکہ اب وہ مجھے سارے معاملات سے لاعلم رکھنے لگا ہے۔!"

"سارے حالات کا علم تمہیں پہلے بھی نہیں تھا کیا تم جانتے ہو کہ وہ ڈاکٹر شاہد سے کیا چاہتا ہے۔"

"نہیں میں نہیں جانتا....!"

"تب پھر میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کس حد تک میرے کام آ سکتے ہو۔ کیا کر سکتے ہو اور کیا نہیں کر سکتے اور اب تو تمہیں یہ بھی نہ معلوم ہو گا کہ وہ ہے کہاں۔!"

"یہ حقیقت ہے....!" ڈگمور جلدی سے بولا۔

"یہ عمران کون ہے اور اس کا قصہ کیا ہے....!"

"محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ وہ بھی ڈاؤڈن میں دلچسپی لے رہا ہے۔ یا یہ سمجھ لو کہ تم میں.... کیونکہ ان دونوں کا اغواء تمہارے ہی نام سے منسلک کیا گیا ہے۔!"

"میں سمجھ گیا.... غالباً یہ اسی آفیسر کا بیٹا ہے جسکی بیٹی سے ڈاکٹر شاہد کی شادی ہونیوالی ہے۔!"

"وہی.... وہی....!"

"اس کی کیا حیثیت ہے....!"

"پولیس کا ایک اچھا مخبر ہے....!"

"اب سمجھ میں آئی بات.... شاید ڈاوڈن یہ سمجھتا ہے کہ ڈاکٹر شوکت نے عمران یا اس کے باپ کو بتا دیا ہوگا کہ وہ اسے کیوں بلیک میل کر رہا ہے اور اس سے کیا چاہتا ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ یہی بات ہے.... لیکن تم بتاؤ کہ ڈاوڈن سے کیا چاہتے ہو....!"

"میں.... میں صرف اسے مار ڈالنا چاہتا ہوں....!"

"جب سے وہ تصویر اس کے ہاتھ لگی ہے.... میں بھی یہی چاہتا ہوں مسٹر.... ڈھمپ....!"

"میں اسے بالآخر مار ڈالوں گا.... تم مطمئن رہو.... بہر حال تمہیں یہ سن کر دکھ ہوگا کہ اب مونیکا اس کے پھندے میں پھنس گئی ہے۔!"

"مم.... میں نہیں سمجھا....!"

"اسی تصویر کے ذریعے ڈاوڈن نے اسے الجھا لیا ہے۔!"

"مجھے علم نہیں تھا....!"

"میں جانتا ہوں.... اور اس جگہ سے بھی واقف ہوں جہاں ان کی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔!"

"مجھے بتاؤ.... مجھے بتاؤ.... میں خود ہی اسے مار ڈالوں گا۔!"

"نہیں دوست.... وہ میرا شکار ہے.... میں نے اس کے لئے بڑی محنت کی ہے۔ لہٰذا اپنی محنت کا ثمرہ تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔!"

"اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں....!"

"بس اس کے بارے میں جو کچھ بھی معلوم ہو سکے مجھے بتاتے رہو....!"

"میرا خیال ہے جتنا تم جانتے ہو اس کے بارے میں شاید میں بھی نہیں جانتا۔!" ڈگمور نے کہا۔

"خیر.... بہر حال میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے سلیمان کو آواز دی تھی.... وہ آلو چھیلتا ہوا دوڑا آیا۔

"ابے ریہرسل ہو رہی ہے یا نہیں....!"

"کک.... کیسی ریہرسل....!"

"جیسے بتایا تھا شیروانی پہن کر....!"

"مجھے شرم آتی ہے....!" سلیمان جھینپ کر بولا۔

"تب تو یہ شادی ہرگز نہیں ہو سکے گی....!"

"میں نے تو کہیں ایسا ہوتے نہیں دیکھا....!"

"میرے گھرانے کی کوئی شادی دیکھی ہے تو نے....!"

"کیسے دیکھ سکتا ہوں.... میری پیدائش سے بھی پہلے کبھی ہوئی ہوگی کوئی شادی۔!" سلیمان جل کر بولا۔

"بس تو پھر وہی کرنا ہوگا جو میں کہہ رہا ہوں....!"

"ارے تو کیا وہ آپ کے خاندان کی ہے....!"

"اس گھر میں اگر کوئی کتے کا پلا بھی پیدا ہوا ہے تو وہ میرے ہی خاندان کا ہے۔!"

سلیمان آلو اور چھری پھینک کر آسمان کی طرف ہاتھ جوڑتا ہوا گڑگڑایا۔ "مولا مجھے ان کے گھر سے پیدا ہونے سے بچائیو....!"

"آمین....!" عمران دھاڑا۔ "شادی کر دینے کے بعد دو جوتے لگاؤں گا اور دونوں کو گھر سے نکال دوں گا۔!"

"ہونے بھی تو دیجئے شادی پھر چاہے قیمہ کر کے رکھ دیجئے گا۔!"

"ایسے ہی ہوگی شادی.... چھوڑ ہانڈی کر ریہرسل....!"

"اس دیو کے بچے کو شہ بالا بنایا ہے.... ریڑھ کی ہڈی ہی ٹوٹ گئی تو کیا کرونگا.... شادی کر کے۔!"

"نہیں ٹوٹے گی....!"

"ارے باپ رے.... میں کیا کروں....!" سلیمان دانت کچکچا کر بولا۔

"ریہرسل....!"

پھر اس نے جوزف کو آواز دی تھی.... وہ آیا اور بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

"تو نے ریہرسل نہیں کیا آج....!" عمران اسے گھورتے ہوئے بولا اور اسکے دانت نکل پڑے۔

"عجیب رسم ہے باس....!"

"اسے عجیب کہتا ہے.... اور تو جو مشو مبا مشومی کرتا رہتا ہے۔!"

"تم لوگ تو مہذب ہو باس....!"

"صاف ستھرے کپڑے پہننے اور روزانہ غسل کرنے کی حد تک....!"

"کہیں اس کے چوٹ نہ آجائے....!" جوزف نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مر بھی جائے تو پرواہ نہیں.... شادی تو ہو جائے گی....!"

"ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی تھی۔!"

اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ جوزف اور سلیمان ایک دوسرے کو گھورے جا رہے تھے۔

"ہیلو.... کون صاحب ہیں....؟"

"شاہد....!"

"اچھا.... اچھا.... کیا خبر ہے....؟"

"میں احتیاطاً ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے گفتگو کر رہا ہوں....!"

"مناسب ہے....!"

"اس کے باوجود بھی فون پر گفتگو نہیں کر سکتا.... آپ سے کہاں ملوں۔!"

"کوئی خاص بات....!"

"بہت خاص بات.... وہی بات جس کے آپ منتظر تھے....!"

"آہا.... اس ٹیلی فون بوتھ کی نشان دہی کرو....!"

"عوامی سپر مارکیٹ.... کے قریب والا....!"

"مارکیٹوں کے بارے میں صرف سلیمان جانتا ہے.... سڑک کا نام بتاؤ....!"

"آٹھویں شاہراہ....!"

"ٹھیک.... تو اس بوتھ ہی کے قریب کیفے کیہان ہے.... وہیں میرا انتظار کرو....!"

"بہت بہتر....!"

"تمہیں یقین ہے کہ تمہاری نگرانی نہیں ہو رہی....!"

"اس قسم کی کوئی یقین دہانی نہیں کرا سکتا۔ مجھے سلیقہ نہیں ہے یہ سب معلوم کر لینے کا۔!"

"پرواہ نہ کرو.... میں ابھی آیا....!"

"ریسیور رکھ کر وہ ان دونوں کی طرف مڑا....!"

"واپسی پر ریہرسل دیکھوں گا....!"

"بب باس.... وہ پاجامہ ذرا ڈھیلا نہیں ہو سکتا....؟" جوزف نے پُر تکلف لہجے میں پوچھا۔

"کیوں....؟ کیا دشواری ہے....!"

"پنڈلیوں پر بڑی مشکل سے چڑھتا ہے....!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے ایک دوسرے کو پاجامہ پہنانے کی بھی مشق ہو جائے گی۔!"

پھر سلیمان سے اردو میں پوچھا۔ "تجھے تو دشواری نہیں ہوتی پاجامہ پہننے میں....؟"

سلیمان سختی سے دانت بھینچے کھڑا رہا۔

"خیر.... خیر.... جوزف تجھے سب کچھ سمجھا دے گا.... مجھے جلدی ہے.... اور ہاں یہ اتنی رات گئے آلو کیوں چھیلے جا رہے تھے۔ کیا ابھی تک ہانڈی تیار نہیں ہوئی۔!"

"بھوکا مارتا سالا.... جب سے شاڈی کا باٹ ہوا....!" جوزف اردو ہی میں شروع ہو گیا۔ "راٹ بہوٹ ڈیر کرتا....!"

"ابے میں یہ کیا سن رہا ہوں....!" عمران گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "نو بج گئے ہیں اور تو ابھی تک آلو ہی چھیل رہا ہے۔!"

"آپ نے چار بجے لنچ کیا تھا.... اس لئے رات کا کھانا بارہ بجے سے پہلے نہیں کھائیں گے....!" سلیمان بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"ارے تو اس نے کیا قصور کیا ہے....!" عمران جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"وزن کم کر رہا ہوں سالے کا.... ورنہ یہ شہ بالا مجھے قبر میں دھکا دینے والا ثابت ہو گا۔ ابھی تو میں سناء ابال کر اسے جلاب بھی دوں گا۔!"

"کیوں شامت آئی ہے.... خبردار ایسی کوئی حرکت نہ ہونے پائے....!"

"جلاب کیا ہوتا.... باس....!" جوزف نے بوکھلا کر پوچھا۔

"اگر آپ نے اسے بتایا تو اسی چھری سے اپنی گردن ریت لوں گا۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" کہتا ہوا عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سڑک کے پول کا بلب فیوز ہو گیا تھا اور ٹو سیٹر اندھیرے میں کھڑی تھی۔ جیسے ہی وہ اسٹیئرنگ پر بیٹھا کوئی سخت سی چیز کمر سے چبھنے لگی.... ساتھ ہی کسی نے آہستہ سے کہا۔ "انجن اسٹارٹ کرو اور جدھر کہوں چلتے رہو....!"

جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا.... اور لہجہ غیر ملکی تھا۔ عمران نے بے چون و چرا تعمیل کی تھی اور سڑک پر آتے ہی بولا تھا۔ "کہنی تو ہٹاؤ....!"

"کہنی نہیں ریوالور ہے....!" جواب ملا۔

"اچھا....!" عمران نے اس طرح کہا جیسے مطمئن ہو گیا ہو۔ یا جیسے ریوالور سے زیادہ کہنی کا دباؤ قابل اعتراض رہا ہو۔

"شرشاروڈ کی طرف....!"

"شر شا نہیں شیر شاہ روڈ...!" عمران نے تصحیح کی۔

"چلو... بکواس نہیں...!"

"چل تو رہا ہوں... لیکن بکواس کیوں نہ کروں...!"

"خاموشی سے...!" ریوالور کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا گیا۔

"تم آخر ہو کون...!" عمران نے ونڈ اسکرین پر نظر جماتے ہوئے پوچھا۔

"ڈھمپ...!" جواب ملا۔

"تم آخر ڈھمپ کیوں ہو...!" بڑی معصومیت سے سوال کیا گیا۔

"میرا نام ہے...!"

"تمہاری طرف ڈھمپ کے کیا معنی ہوتے ہیں...!"

"بس نام ہے...!" جواب ملا۔

"ہماری دیو مالا کے ایک کردار کا نام بھی ڈھمپ تھا... جو مرد ہونے کے باوجود خود ہی بچے بھی جنتا تھا...!"

"میں نے کہا تھا خاموشی سے چلتے رہو...!"

"تمہاری معلومات میں اضافہ کر رہا تھا... ویسے اگر تم ڈھمپ ہی ہو تو مجھے کیا...؟"

"بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا...!"

"کیا...؟"

"یہی کہ میں ڈاکٹر شاہد سے کیا چاہتا ہوں...!"

"میں جانتا ہوں...!" عمران خوشی ظاہر کرتا ہوا بولا۔

"کیا جانتے ہو...!"

"یہی کہ اس بار بچہ آپریشن کے بغیر نہیں ہوگا...!"

"خاموش رہو...!"

"اب تو نہ صرف خاموش رہنا پڑے گا بلکہ تمہارے لئے زندگی کی دعا بھی کرنی پڑے گی تاکہ عرصہ تک ڈھمپ رہ سکو...!"

"شٹ اپ...!"

"خیر پھر سہی...!"

گاڑی تھوڑی دیر بعد شیر شاہ روڈ پر جا پہنچی۔ عمران نے کنکھیوں سے بھی اس شخص کی طرف

دیکھنے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی۔ ویسے اس نے محسوس کر لیا تھا کہ آدمی خاصا تیز ہے۔ مشکل ہی سے دھوکا کھائے گا اور پھر اسے کچھ زیادہ تشویش بھی نہیں تھی۔ ایک بار پہلے بھی وہ لوگ ایسا ہی ایک ڈرامہ اسٹیج کر چکے تھے۔

گاڑی کی رہنمائی ایک دور افتادہ عمارت کی طرف کی گئی تھی۔

"اجنبی نے عمران کو گاڑی سے اتارا اور صدر دروازے کی طرف لے چلا۔

"کھانے میں کیا ہے...!" عمران نے پوچھا۔

"پستول کی گولیاں...!"

"شور بے دار یا بھنی ہوئی...!"

"بکواس مت کرو... آگے بڑھو...!" اس نے ریوالور کی نال سے عمران کو دھکیلا تھا۔

اتنا ہی کافی تھا کچھ کر گذرنے کے لئے... وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا... اور گرتے گرتے ہتھیلیاں زمین پر ٹیک کر دولتی چلائی تھی۔

قطعی غیر متوقع حرکت تھی وہ چاروں خانے چت گرا پھر جتنی دیر میں اٹھتا عمران کسی سانپ کی طرح پلٹ کر اس پر چھا گیا۔

پھر اس کی چیخ سن کر شاید اندر سے بھی کچھ لوگ دوڑ پڑے تھے۔ عمران نے گاڑی کا انجن بند نہیں کیا تھا اور غالباً اس نے بھی جلدی میں اس پر دھیان نہیں دیا تھا... بہر حال قبل اس کے کہ اندر والے باہر پہنچتے عمران گاڑی کو ریورس گیئر میں ڈال چکا تھا۔

کئی فائر ہوئے... لیکن عمران کے اندازے کے مطابق سب کے سب ہوائی فائر تھے وہ نہایت اطمینان سے نکلا چلا آیا۔ مکان کے آس پاس کوئی دوسری گاڑی بھی نہیں نظر آئی تھی۔

خاصی تیزی سے شہر کی طرف واپس آیا تھا اور آٹھویں شاہراہ پر پہنچا۔ کیفے کہکشاں تک بھی رسائی ہو گئی لیکن ڈاکٹر شاہد وہاں موجود نہیں تھا۔

شاہد کی کال ریسیو کرنے کے بعد سے اس وقت تک قریباً پون گھنٹہ ضرور گذرا ہو گا۔

پھر اسی ٹیلی فون بوتھ سے جس کی نشاندہی شاہد نے کی تھی اس نے شاہد کے گھر فون کیا تھا۔

کال مہ لقا نے ریسیو کی تھی اور بتایا کہ شاہد گھر پر موجود نہیں ہے۔ وہ کچھ دیر تک ٹیلی فون بوتھ کے قریب ہی کھڑا رہا پھر گاڑی میں بیٹھا اور فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ بڑی بے چینی کی رات تھی۔ فلیٹ میں پہنچ کر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو....!" عمران نے ریسیور اٹھالیا۔

"کون ہے....!" دوسری طرف سے انگلش میں پوچھا گیا۔

"عمران.... تم کون ہو....!"

"ہپی....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ارے واہ.... کیا بات ہوئی ہے.... بڑے موقع سے فون کیا ہے تم نے....!"

"کیا تم عمران بول رہے ہو....!"

"بالکل.... بالکل.... سنو.... میں نے ڈھمپ کا پتہ لگالیا ہے۔!"

"کہاں ہے....؟"

"شیر شاہ روڈ پر ایک عمارت ہے.... وہاں:...!"

"کون سی عمارت....!"

"جلدی میں نمبر نہیں دیکھ سکا.... اگر تم اپنا کوئی آدمی ساتھ کر دو.... تو اسے دکھا سکتا ہوں۔ پولیس کو اس لئے اطلاع نہیں دی کہ پہلے تم اس سے نپٹ لو پھر دیکھا جائے گا۔!"

"تم نے عقل مندی کا ثبوت دیا ہے اور میرے پاس بھی تمہارے لئے ایک اطلاع ہے۔!"

"جلدی بتاؤ.... مجھے نیند آرہی ہے.... اب سونا چاہتا ہوں....!"

"نیند غائب ہو جائے گی خبر سن کر....!"

"تو پھر جلدی کرو....!"

"ڈاکٹر شاہد کو بچانے کی کوشش میں میرا ایک آدمی زخمی ہو گیا ہے۔!"

"کیا ہوا ڈاکٹر شاہد کو....!"

"ڈھمپ کے آدمی اسے پکڑ لے گئے ہیں.... میرا جو آدمی ڈاکٹر شاہد کی نگرانی کرتا رہا تھا زخمی ہو گیا ہے۔!"

"واقعی بُری خبر سنائی تم نے.... لیکن میں بہر حال ڈھمپ کے ایک ٹھکانے سے واقف ہو گیا ہوں.... پہلے وہیں دیکھتے ہیں.... کیا تم میرا ساتھ دو گے....؟"

"میں بالکل تیار ہوں....!"

"کہاں ملو گے....؟"

"اگر معاملہ شیر شاہ روڈ کا ہے تو ہمیں کہاں ملنا چاہئے.... تم ہی جگہ تجویز کرو۔ شیر شاہ روڈ کا نام سنا ہے میں نے....!"

"ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے قریب ملوں گا....!" عمران نے کہا۔

"ہاں میں وہاں پہنچ سکتا ہوں.... تو پھر جلدی کرو....!"

"عمران نے ریسیور رکھ کر جوزف کو آواز دی تھی۔

"یس باس....!" وہ سامنے آکھڑا ہوا۔

"ہڈیاں توڑنے کے موڈ میں ہو....؟" عمران نے سوال کیا اور جوزف کے دانت نکل پڑے۔ آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرائی۔

"تیار ہو جاؤں....!" وہ چہک کر بولا۔

"جتنی جلد ممکن ہو....!"

جوزف پھر اپنے کمرے میں جاگھسا.... بہت جلدی میں اس نے اپنا باڈی گارڈ والا مخصوص لباس پہنا تھا.... اور دو منٹ کے اندر اندر پھر عمران کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے....!" عمران نے سر کو جنبش دی تھی۔

وہ باہر نکلے تھے۔ ٹو سیٹر گیراج میں چھوڑ کر عمران نے دوسری گاڑی نکالی تھی۔ ایسی کہ جوزف اس میں بہ آسانی چھپ سکتا تھا۔ گیراج تک پہنچتے پہنچتے عمران نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ بعض حالات میں اسے کیا کرنا ہے۔!

"لیکن باس....!" جوزف کافی سوچ بچار کے بعد بولا۔ "اگر وہی لوگ ہیں تو اس حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔!"

"مجھے یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر شاہد کے مصائب کا باعث ڈھمپ ہی ہے.... چلو اب دیر نہ کرو۔!"

جوزف نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا.... اور عمران اسٹیئرنگ کے سامنے جا بیٹھا تھا۔

گاڑی ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کی طرف روانہ ہو گئی اس وقت سڑکوں پر ٹریفک کا ہجوم نہیں تھا.... اس لئے تیز رفتاری برقرار رہی اور وہ جلد ہی کلب تک جا پہنچے۔ عمران نے گاڑی روکی اور نیچے اتر آیا۔

بائیں جانب سے ایک آدمی اس کی طرف بڑھا تھا.... لیکن یہ ہپی تو نہیں تھا۔

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ....!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اچھا.... اچھا....!" عمران جلدی سے بولا اور جہاں سے اٹھا تھا وہیں بیٹھ گیا۔ وہ آدمی سامنے سے گھوم کر دوسری طرف کے دروازے پر آیا تھا۔

عمران ہی نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور وہ اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"مجھے وہاں لے چلو.... جہاں کے بارے میں فون پر گفتگو ہوئی تھی۔!" اجنبی نے کہا۔

"چیف نہیں آیا....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہمارا چیف احمق نہیں ہے....!"

"اتنے ڈھیر سارے بالوں میں کوئی شخص احمق بھی نہیں رہ سکتا۔!"

عمران نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی آگے بڑھ گئی.... جوزف کا تو عدم اور وجود برابر ہی ہو کر رہ گیا تھا.... گاڑی میں موجود تھا لیکن اجنبی کو شاید شبہ بھی نہیں ہو سکا تھا کہ کوئی تیسرا بھی قریب ہی موجود ہے۔!

"تو تمہارا چیف احمق نہیں ہے....!" عمران نے اجنبی سے سوال کیا۔

"ہاں میں نے یہی کہا تھا....!"

"کہا ہی کیوں تھا.... کیا میں نے پوچھا تھا کہ وہ احمق ہے یا نہیں....!"

"تمہیں شائد توقع تھی کہ وہ خود آئے گا....!"

"میں یہی سمجھا تھا....!"

"اسی لئے میں نے کہا تھا کہ وہ احمق نہیں ہے.... اسے یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ تم پولیس کو تو پیچھے نہیں لگا لائے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے اس کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی یہی کرتا۔!"

"ذرا تیز رفتاری سے چلو....!"

"میں جانتا ہوں کہ کبھی کبھی پولیس بھی میرے تعاقب میں رہتی ہے.... لیکن اس وقت ایسا نہیں ہوا۔ میں پہلے ہی اطمینان کر چکا ہوں۔!"

گاڑی کی رفتار تیز ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا "میرے ساتھ تو پولیس نہیں ہے لیکن ہو سکتا ہے اس عمارت میں موجود ہو جہاں ہمیں جانا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہاں ڈھمپ کے آدمیوں نے مجھے گھیر کر فائرنگ بھی کی تھی.... ظاہر ہے کہ شہری آبادی میں فائرنگ کا مطلب ہوتا ہے پولیس کو متوجہ کر لینا....!"

"حیرت ہے کہ تم بچ نکلے....!"

"بچ نکلنے کے علاوہ اور کچھ مجھے آتا ہی نہیں.... ویسے ایک بات پر مجھے حیرت ہو رہی ہے۔!"

"کس بات پر....؟"

"تمہارے چیف نے تمہیں یہ نہیں سکھایا کہ اجنبیوں سے زیادہ باتیں نہیں کیا کرتے۔!"

"تم اب اجنبی تو نہیں رہے ہمارے لئے.... ہم تمہیں اپنا ساتھی سمجھنے لگے ہیں۔!"

"شکریہ.... کبھی محبت بھی کی ہے تم نے....؟"

"تمہارا یہ سوال چکرا دینے والا ہے۔!"

"ہم لوگ بے تکلف ہونے کے بعد سب سے پہلے یہی سوال کرتے ہیں.... اگر تمہیں ناگوار گذرا ہو تو مت دو جواب....!"

"سبھی محبت کرتے ہیں....!" وہ ہنس کر بولا۔

"میں تو نہیں کرتا....!" عمران نے اکڑ کر کہا۔

"ابھی تم نے کہا تھا کہ بچ نکلنے کے علاوہ تمہیں اور کچھ بھی نہیں آتا....!" اجنبی پھر ہنس پڑا۔

"تم ٹھیک سمجھے.... یہی بات ہے....!"

"تو پھر اگر وہاں پولیس ہی ہوئی تو....!" دفعتاً اجنبی نے موضوع بدل دیا۔

"میرے لئے آسانی ہو جائے گی.... اس شخص کو رہا کرالوں گا جسے تمہارے چیف کے بیان کے مطابق ڈھمپ پکڑ کر لے گیا ہے۔!"

"تفصیل کا علم مجھے نہیں ہے۔!"

"خیر.... خیر.... اگر پولیس نظر آئے تو تم گاڑی ہی میں بیٹھے رہنا میں اتر کر دیکھ لوں گا۔"

"لیکن پیچھے والے تو غافل ہوں گے۔!"

"کون پیچھے والے....؟"

"چیف اور دوسرے ساتھی....!"

"اوہ.... تب تو دشواری ہوگی.... لیکن ٹھہرو.... کیوں نہ ہم یہیں رک کر ان کا انتظار کر لیں۔!"

"ایسی کوئی ہدایت مجھے نہیں ملی تھی....!"

"تو کیا تم خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....!"

"تب پھر میں تم سے اپنا فیصلہ منوا کر تمہیں خطرے میں نہیں ڈالوں گا....!"

"اوہ تو کیا تم مجھ سے اپنا کوئی فیصلہ منوا سکتے ہو....!"

"چاہوں تو تمہیں ایک ہاتھ سے اٹھا کر باہر بھی پھینک سکتا ہوں.... یونہی خواہ مخواہ شہرت نہیں ہو جاتی کسی کی....!"

وہ کچھ نہ بولا.... لیکن سر گھما کر عمران کو گھورنے لگا تھا۔

گاڑی سنسان سڑک پر فراٹے بھرتی رہی.... آخر عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "مجھے تو پیچھے کوئی گاڑی نہیں دکھائی دیتی۔!"

"ہیڈ لیمپ بجھا دیئے گئے ہوں گے.... لیکن تمہیں آخر اس سلسلے میں تشویش کیوں ہے تم صرف ایک عمارت کی نشاندہی کرنے جا رہے ہو۔"

"کوئی تمہارے باپ کا نوکر ہوں کہ صرف نشاندہی ہی کرنے جا رہا ہوں.... میرا ایک آدمی ہے ڈھمپ کے قبضے میں....!"

"ابھی تو شرافت سے گفتگو کر رہے تھے....!"

"اکتا جاتا ہوں ایک طرح کی گفتگو کرتے کرتے.... ہو سکتا ہے تھوڑی دیر بعد تمہیں گالیاں دینی شروع کر دوں....!"

"مناسب ہو گا کہ اب خاموش ہی رہو....!"

عمران کچھ نہ بولا اس نے بتدریج رفتار کم کرنی شروع کر دی تھی کیونکہ وہ عمارت نزدیک تھی جہاں اسے ڈھمپ کے نام پر لے جایا گیا تھا۔

"کیوں کیا بات ہے....؟" ساتھی نے پوچھا۔

"عمارت نزدیک ہے....!"

"بس مجھے دکھاتے ہوئے آگے نکل چلنا ٹھہرنے کی ضرورت نہیں....!"

"سنو دوست زیادہ آگے نہیں جا سکوں گا....!"

"کیوں....؟"

"مجھے دیکھنا ہے کہ وہ اب بھی اسی عمارت میں ہیں یا نہیں....!"

"میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مجھ سے صرف یہ کہا گیا تھا کہ عمارت دیکھ آؤں....!"

"تو جہنم میں جاؤ.... میں تمہیں واپس نہیں لے جا سکوں گا....!"

"اچھی بات ہے.... آگے بڑھ کر مجھے اتار دینا....!"

"وہ دیکھو.... وہ رہی عمارت....!" عمران نے بائیں جانب والی ایک عمارت کی طرف اشارہ کیا جس کی کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ لوگ بھاگے نہیں.... موجود ہیں....!" ساتھی نے تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے صرف سر کو جنبش دی تھی کچھ بولا نہیں تھا۔

تھوڑی دور چلنے کے بعد اس نے گاڑی روک دی.... اور سر گھما کر ساتھی کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہیں اتار دو گے....!"

"ہاں مجھے اس عمارت میں گھسنا ہے....!"

"تنہا....!" ساتھی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بھیڑ بھاڑ کا قائل نہیں ہوں....!"

"ڈھمپ خطرناک آدمی ہے....!"

"تم فکر مت کرو.... کچھ دیر پہلے وہ خود ہی مجھے یہاں لایا تھا لیکن پکڑ نہ سکا۔!"

"تو پھر اب دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں کیوں جا رہے ہو....!"

"تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا تھا کہ ہپی اور دوسرے ساتھی بھی پیچھے آ رہے ہیں۔!"

"سنو دوست....! مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا وہ میں نے کیا.... یقین کرو میں نہیں جانتا کہ وہ سچ مچ پیچھے آ رہے ہیں یا نہیں....!"

"میں دس منٹ اور انتظار کروں گا.. اگر وہ نہیں آئے تو پھر تمہیں میرا ساتھ دینا پڑے گا..!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"تم بھی میرے ساتھ عمارت میں چلو گے....!"

"یہ ناممکن ہے....!"

"اگر نہیں چلو گے تو میں تمہیں مار دوں گا۔!"

"تم.... تم مجھے مارو گے....!" وہ حقارت سے بولا۔

"یقین کرو ایسا ہی ہوگا....!"

"خاموش رہو....!" وہ ناخوش گوار لہجے میں بولا۔ "دس منٹ انتظار کیے لیتے ہیں۔!"

"صرف تم ہی نہیں تمہارا چیف بھی مجھے ڈرپوک معلوم ہوتا ہے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... اس سے زیادہ دلیر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔!"

"ابھی گزارے دیتا ہوں....!" کہہ کر عمران نے انجن اسٹارٹ کیا اور یوٹرن لے کر پھر عمارت کی طرف پلٹ پڑا۔

"ارے.... ارے....!" ساتھی بوکھلا گیا لیکن اتنی دیر میں گاڑی پھاٹک سے گزر کر کمپاؤنڈ میں داخل ہو چکی تھی اور اب عمارت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ساتھی دروازہ کھول کر چلتی گاڑی سے نہ صرف کود گیا تھا بلکہ پھاٹک کی طرف دوڑ بھی لگا دی تھی۔

عمران نے نہایت اطمینان سے گاڑی روکی انجن بند کیا اور نیچے اتر کر دھاڑنے لگا۔

"ڈھمپ کے بچے باہر آؤ.... میں واپس آگیا ہوں.... نکلو باہر.... اب دیکھوں گا تمہیں۔!"

دروازہ کھلا تھا.... اور کسی نے چیخ کر پوچھا تھا۔ "کون بدتمیز ہے....؟"

"بدتمیز نہیں ہے....!" عمران نے جھلا کر کہا۔ "ڈھمپ کو بلاؤ....!"

"یہاں کوئی ڈھمپ نہیں رہتا....!" جواب ملا۔

"نہیں بہت بڑا ڈھمپ رہتا ہے.... میں ذرا اس کی شکل دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"اندر سے ایک آدمی اور باہر آیا تھا جس کی گھنی مونچھیں ڈھمپ کی مونچھوں کے مماثل تھیں اور اس نے اپنے بال پیشانی پر بکھیر رکھے تھے۔

"سامنے روشنی میں آؤ.... تم کون ہو....!" اس نے گونجیلی آواز میں پوچھا۔

"میں صرف ڈھمپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔!" عمران بولا۔

ٹھیک اسی وقت پولیس کی گاڑی کے سائرن کی آواز سناٹے کا سینہ چیرنے لگی تھی۔

وہ دونوں بے تحاشہ اچھل کر اندر بھاگے.... عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا.... عمارت کی ساری کھڑکیاں تاریک ہوتی جا رہی تھیں اور عمارت کے اندر کی بھگدڑ صاف سنائی دے رہی تھی۔

عمران دوڑ کر اپنی گاڑی کے قریب پہنچا۔ سائرن کی آواز اسی گاڑی سے بلند ہو رہی تھی اس

نے پچھلی نشست کی کھڑکی میں جھانک کر کہا۔ "سائرن کا سوئچ آن رہنے دو.... اسٹین گن اور ٹارچ لے کر باہر آجا....!" جوزف نے فوراً ہی تعمیل کی تھی۔

"مگر باس.... تم نے تو کہا تھا کہ ہڈیاں بھی توڑنی ہوں گی....!" اس نے حیرت سے کہا۔

"اگر بھاگ نہ گئے ہوں تو یہ بھی کر لینا.... آؤ میرے ساتھ....!"

وہ عمارت میں داخل ہوئے جوزف ٹارچ روشن کیے ہوئے آگے چل رہا تھا.... اور اسٹین گن عمران کے ہاتھوں میں تھی۔!

لیکن عمارت میں ڈاکٹر شاہد کے علاوہ اور کوئی نہ ملا جو ایک جگہ رسیوں سے جکڑا پڑا نظر آیا تھا۔

"بس اسی طرح اٹھا کر کاندھے پر رکھو اور نکل چلو....!" عمران نے ڈاکٹر شاہد کی طرف اشارہ کر کے جوزف سے کہا۔

"ہاتھ پیر تو کھولئے میرے....!" شاہد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

لیکن عمران خاموش کھڑا رہا۔ جوزف نے اس کے حکم کی تعمیل کی تھی شاہد کو جوں کا توں اٹھایا اور کاندھے پر رکھ لیا۔

اب ٹارچ اور اسٹین گن عمران کے ہاتھوں میں تھیں.... وہ کمپاؤنڈ میں آئے عمران نے شور مچاتی ہوئی گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور شاہد کو اندر ڈال دیا گیا۔

"اب سائرن بند کر کے تو ہی اسٹیئرنگ سنبھال لے....!" عمران نے جوزف سے کہا۔

"کدھر چلنا ہے باس....!"

"واپس گھر....!"

"آپ میری تو سن ہی نہیں رہے....!" ڈاکٹر شاہد سیٹ پر پڑا ہوا بڑبڑایا۔

عمران اس کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔ "سناؤ....؟" اور جوزف سے کہا۔ "چلو....!"

گاڑی ریورس گیئر میں ڈال کر جوزف نے اسے پھاٹک سے باہر نکالا تھا اور شہر کی طرف موڑ دیا تھا۔

"آپ میرے ہاتھ پیر کیوں نہیں کھول رہے....!"

"اب اسی حالت میں تمہارا نکاح اسی وقت ہوگا۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"مطلب یہی ہے کہ جو کہہ رہا ہوں.... میں نے تم سے کہا تھا کہ کیفے کیہان میں میرا انتظار کرنا....!"

"وہاں تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی.... ٹیلی فون بوتھ سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ کسی نے عقب سے گردن پر ضرب لگائی.... پھر یاد نہیں کہ کیا ہوا آخر یہ لوگ بھاگ کیوں گئے۔!"

"تم سے کیا چاہتے تھے....؟"

"خدا جانے.... مجھ سے کسی نے کوئی بات نہیں کی تھی۔!"

"اب تم پھر ڈھمپ کے خلاف ایک بیان داغ دینا اور پولیس کو بُرا بھلا کہنا کہ وہ ابھی تک ڈھمپ کا سراغ نہیں پاسکی۔ جبکہ وہ اسی شہر میں اب بھی دندناتا پھر رہا ہے۔!"

"لیکن میں اسطرح کب تک پڑا رہوں گا.... آپ میرے ہاتھ پیر کیوں نہیں کھول رہے۔!"

"نکاح کے بعد....!" عمران نے کہا اور کسی قدر توقف سے بولا۔ "تم مجھے کیا بتانا چاہتے تھے۔!"

"پہلے ہاتھ پیر کھولئے پھر بتاؤں گا....!"

"اے تم تو جان کو آگئے.... انہوں نے کتنی دیر تک اسی طرح ڈالے رکھا تھا.... ان کے بھی کان کھائے تھے یا نہیں....!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں....!"

"کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آتیں.... اسی لئے تو گھر چھوڑ دیا ہے۔!" عمران نے کہا اور ڈاکٹر کے ہاتھ پیر کھولنے لگا۔ ساتھ ہی کہتا جارہا تھا۔ "تمہاری وجہ سے مشاعروں میں بھی نہیں جاسکتا۔ سیزن شروع ہوگیا ہے....!"

"آپ کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی ہے....؟" شاہد نے حیرت سے پوچھا۔

"بہت زیادہ.... اب یہی دیکھ لیجئے کہ آپ نے جو مصرعہ طرح عنایت فرمایا ہے.... قوافی لکھنے بیٹھا ہوں لیکن غزل نہیں ہو رہی۔!"

"میں کیا بتاؤں سخت شرمندہ ہوں....!" شاہد اٹھ کر سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"شرمندہ تو مجھے ہونا چاہئے کہ آپ کا والا ہونے والا ہوں....!"

"آپ پھر موضوع سے ہٹ گئے....!'

"کیا کروں.... تم کچھ پھوٹتے ہی نہیں منہ سے....!"

"اس نے پھر مجھ سے فون پر گفتگو کی تھی میرا خیال ہے کہ وہ آہستہ آہستہ مقصد کی طرف آرہا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"مطلب یہ کہ مجھ سے جو کام لینا چاہتا ہے.... اس کا تعلق میرے پیشے ہی سے ہوگا۔!"

"یہی بتانے کے لئے تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔!"

"جی ہاں....!"

"میاں.... اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ وہ کام تمہارے پیشے ہی سے متعلق تھا.... تم سے گھاس کھودنے کو نہیں کہے گا۔!"

"ایک دوسری بات بھی تھی....!"

"وہ بھی جلدی سے بتا ڈالو....!"

"میرے خلاف سارا مواد مع نیگیٹیوز یہیں اس کے پاس موجود ہے.... جسے اس کام کے بعد وہ میرے حوالے کردے گا۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"اگر وہ سب کچھ اس سے پہلے ہی اس کے قبضے سے نکال لیا جائے تو.... پھر مجھ پر اس کا دباؤ بھی نہ رہے گا۔!"

"سامنے کی بات ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو پھر کیجئے کوشش....!"

"مقصد معلوم کرلینے سے پہلے میں کچھ بھی نہ کروں گا۔!" عمران خشک لہجے میں بولا۔ "اس وقت تم مجھے صرف یہی اہم ترین بات بتانا چاہتے تھے کہ تمہارے خلاف سارا مواد یہیں اس کے پاس موجود ہے ورنہ یہ تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ وہ کام تمہارے پیشے ہی سے متعلق ہوگا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم استعفیٰ کیوں دیتے۔!"

ڈاکٹر شاہد کچھ نہ بولا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "جب تک وہ اصل مقصد کی طرف نہ آئے اسے اطمینان دلاتے رہو کہ اس کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں کرو گے اور تم نے اصل معاملے کی ہم لوگوں کو ہوا تک نہیں لگنے دی۔!"

"بڑی گھٹن میں مبتلا ہوں عمران صاحب....!"

"تم سے زیادہ گھٹن میں میں خود مبتلا ہوں....!"

"تو پھر بلیک میلنگ کے مواد پر قبضہ کرنے کی کوشش کیجئے....!"

"تمہاری عزت بچانے کی خاطر....؟" عمران نے سوال کیا۔

"یہی سمجھ لیجئے....!"

"اور اس کے بعد وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے کسی اور ذریعے سے کر گزرے....!"

"آپ اس طرح کیوں نہیں سوچتے کہ.... کہ....!"

"کہ یہ میری بہن کے مستقبل کا بھی سوال ہے....!"

"یہی.... میں یہی کہنا چاہتا تھا....!" شاہد جلدی سے بولا۔

"لیکن اگر یہ لاکھوں بہنوں کے مستقبل کا سوال بن جائے تو.. سمجھنے کی کوشش کرو۔ ابتداء میں یہ صرف میری بہن کے مستقبل کا سوال تھا لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ تمہارا سابقہ کن لوگوں سے ہے اور تمہاری پوزیشن انہیں کس قسم کے فائدے پہنچا سکتی ہے تو یہ پوری قوم کے مستقبل کا سوال بن گیا ہے... ڈاکٹر شاہد... میں اپنے خاندان کو پوری قوم پر فوقیت نہیں دے سکتا۔!"

شاہد کچھ نہ بولا۔ اس کے بعد بقیہ راستہ خاموشی ہی سے طے ہوا تھا۔

رحمان صاحب کے محکمے کے لوگ حرکت میں آگئے تھے۔ انہیں صرف عمران کی تلاش تھی اور عمران کا کہیں پتہ نہ تھا.... خود رحمان صاحب دن بھر اس کے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کرتے رہے تھے۔ لیکن ہر بار یہی جواب ملتا کہ وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔

پھر اچانک رات گئے خود عمران کی کال انہوں نے گھر پر ریسیو کی تھی۔

"ڈاکٹر شاہد کے تازہ بیان کے متعلق آپکی کیا رائے ہے!" اس نے رحمان صاحب سے پوچھا۔

"فوراً گھر پہنچو.... فون پر گفتگو نہیں کر سکتا....!" رحمان صاحب جھنجھلا کر بولے۔ "صبح سے تمہاری تلاش جاری ہے۔!"

"کیا گھر پہنچنا ضروری ہے....!"

"بے حد ضروری....!"

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ بے صبری سے اس کا انتظار کرنے لگے.... آدھے گھنٹے کے اندر اندر عمران گھر پہنچ گیا۔

"کیا کرتے پھر رہے ہو تم....؟" رحمان صاحب اسے دیکھتے ہی دھاڑے۔

"وہ.... وہ پاگل ہو گئی ہے....!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"ہانس پریسیا کی بیٹی.... بارش کا دور دور تک پتا نہیں لیکن وہ صبح سے برساتی پہنے اور چھتری لگائے شہر میں گھومتی پھر رہی ہے۔!"

"اور تم اس کے پیچھے جھک مارتے پھر رہے ہو....!"

عمران کچھ نہ بولا.... وہ انہیں غور سے دیکھنے لگا تھا اور خود رحمان صاحب اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ بہت زیادہ فکر مند دکھائی دے رہے تھے۔

"کوئی خاص بات ڈیڈی....!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"بہت ہی خاص.... شاہد کو علم ہو گیا ہے کہ وہ نامعلوم آدمی اس سے کیا چاہتا ہے۔!"

"اسے نامعلوم نہ کہئے.... کیونکہ میں اسے جانتا ہوں....!"

"کون ہے....!"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا.... پہلے آپ بتایئے کہ شاہد کو کس بات کا علم ہو گیا ہے....؟"

"اس نے جو بات تمہیں پچھلی رات نہیں بتائی اس کا علم مجھے آج ہو گیا ہے۔!"

"ہو سکتا ہے میرا بھی یہی اندازہ ہے کہ وہ مجھے کچھ بتانا چاہتا تھا لیکن پھر ارادہ بدل دیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس کی وجہ بعد کی پکڑ دھکڑ ہی رہی ہو۔ سہم گیا ہوگا۔ بس اسی پر مصر تھا کہ کسی طرح بلیک میلنگ کا مواد متعلقہ آدمی سے حاصل کر لیا جائے۔!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ شاہد وہ کام کر گزرے گا....!" رحمان صاحب پر تشویش لہجے میں بولے۔

"تو آپ کام کی نوعیت سے آگاہ ہو گئے ہیں....!"

"مشرق وسطیٰ کے ایک ملک کے سربراہ کا معاملہ ہے۔!"

"اوہ....!"

"دل کا مریض ہے.... ماہرین نے آپریشن کا مشورہ دیا ہے.... اور وہ آپریشن یہیں ہونا طے پایا ہے اور شاہد یہاں دل کی سرجری میں سرفہرست ہے۔!"

"خدا کی پناہ....!" عمران اپنا سر سہلانے لگا۔

رحمان صاحب نے ملک اور سربراہ مملکت کا نام بتاتے ہوئے کہا۔ "آج ہی مجھے باضابطہ طور پر اطلاع ملی ہے تاکہ سیکیوریٹی کے انتظامات کیئے جا سکیں۔!"

"بہر حال شاہد نے ہمت ہار دی ہے.... یقیناً اسے علم ہو گیا ہے.... پچھلی رات اگر کیفے کہیان پہنچنے سے پہلے ہی وہ دوبارہ نہ پکڑ لیا گیا ہوتا تو شاید سب کچھ بتا دیتا۔!"

"میں تمہیں اس لئے تلاش کر رہا تھا کہ اب تم اس آدمی کی صحیح نشاندہی کر دو.... جو شاہد کو بلیک میل کر رہا ہے۔!"

"میجر ایمری ڈاوڈن.... سازشوں کے ذریعے غیر جانبدار ممالک کو جانبدار بنانے کا ماہر۔!"

"وہ کہاں ہے....؟" رحمان صاحب مضطربانہ انداز میں بولے۔

"آج دن بھر اسی کی تلاش میں رہا ہوں.... جلد ہی اس کے نئے ٹھکانے کا سراغ مل جائے گا.... آپ بے فکر رہیئے.... مگر وہ سربراہ یہاں کب پہنچ رہا ہے....؟"

"ایک ہفتے کے بعد....!"

"بہت وقت ہے.... اس سے پہلے ہی ڈاوڈن کو ٹھکانے لگا کر دفن کر دیا جائے گا۔!"

""کیوں بکواس کر رہے ہو....!"

"یہی ہوگا.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں.... میں تصدیق کر چکا ہوں کہ وہ اپنے آٹھ آدمیوں سمیت غیر قانونی طور پر ملک میں داخل ہوا ہے۔ اس کی آمد کہیں بھی درج نہیں کی گئی۔ اس لئے اس کی واپسی کی ذمہ داری بھی ہماری حکومت پر نہ ہوگی۔!"

"میں کوئی بے ضابطہ کارروائی ہرگز نہ ہونے دوں گا....!" رحمان صاحب پھر بگڑ گئے۔

"باضابطہ کارروائی کی صورت میں اس پر صرف یہی الزام ہوگا کہ وہ غیر قانونی طور پر ملک میں داخل ہوا ہے۔ آپ کسی طرح بھی ثابت نہ کر سکیں گے کہ وہی شاہد کو بلیک میل کر کے اس سے کوئی غیر قانونی کام کرانا چاہتا تھا اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ڈاوڈن کے ملک کی حکومت کسی طرح بھی اس کا اعتراف نہیں کرے گی کہ ڈاوڈن وہ کام اسی کے اشارے پر کرنا چاہتا تھا۔!"

رحمان صاحب کچھ نہ بولے۔ عمران کہتا رہا۔ "مریض سربراہِ مملکت اُس ملک کا کھلا ہوا مخالف ہے لیکن اس کے بعد سربراہی جس کے حصے میں آنے والی ہے اس کی پرورش ہی اُس ملک میں ہوئی تھی وہ خود کو اُس ملک کا آدھا شہری کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ سربراہ کی موت کے بعد جب وہ برسرِ اقتدار آئے گا تو اس کی خارجہ پالیسی ڈاوڈن ہی کے ملک کی موافقت میں ہوگی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ....!"

"اپنے محکمے کو اس معاملے سے قطعی الگ رکھیئے....!" عمران بات کاٹ کر بولا۔

"تم کیا کرو گے....؟"

"بتادوں گا.... ہر بات آپ کے علم میں آئے گی۔ آپ صرف حفاظتی انتظامات کرتے رہیئے۔ ڈاوڈن کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔!"

"وہ آخر ہے کہاں....؟"

"جہاں بھی ہوگا مجھ سے ضرور رابطہ قائم کرے گا۔ ڈھمپ نے اسے چکرا رکھا ہے۔!"

"ڈھمپ....!" رحمان صاحب بُرا سا منہ بنا کر بولے۔ "وہ پولیس کے ریکارڈ پر بھی آچکا ہے فنگر پرنٹس کا خیال رکھنا....!"

"خصوصیت سے اس کا خیال رکھتا ہوں....!"

"لڑکی کا کیا قصہ ہے....!"

"اسی حلیئے میں ماری ماری پھر رہی ہے جو ابھی بیان کر چکا ہوں....!"

"مقصد....؟"

"بس اُسی کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آرہا....!"

"ایک بار پھر کہہ دوں کہ بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے....!"

"بے فکر رہیئے....!"

عمران کسی اور سے ملے بغیر باہر نکل آیا تھا۔ پھر جب اس کی ٹوسیٹر پھاٹک سے نکل رہی تھی تو راستہ روک لیا گیا۔

کورنیلیا چھتری لگائے سامنے کھڑی تھی اور برساتی بھی پہن رکھی تھی۔

"کیوں جان کو آگئی ہو....!" عمران کراہا۔ "کہاں جانا ہے....؟"

وہ بائیں جانب والے دروازے کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور وہ گاڑی میں بیٹھتی ہوئی بڑبڑائی۔ "ساڑھے بارہ بجے ہیں۔!"

"تم نے آج مجھے کئی بار دیکھا ہے لیکن توجہ نہیں دی....!" وہ منمنائی۔

"توجہ دیتا تو خود بھی تماشہ بن جاتا....!"

گاڑی آگے بڑھ گئی اور کورنیلیا ہنس کر بولی۔ "یہ تو میں نے اس لئے کیا تھا کہ تمہیں فکر پڑ جائے کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے۔!"

"کیا بات ہوئی....!"

"خود ہی تم سے نہیں بولنا چاہتی تھی۔ خواہش تھی کہ تم خود مجھ سے بولو۔ ناراض ہو گئے تھے نا میرے باپ کی حرکت پر....!"

"ارے نہیں....!"

"تو پھر کیوں مجھے چپ چاپ ان لوگوں کے حوالے کر دیا تھا۔!"

"ایسا نہ کرتا تو خود بھی بند کر دیا جاتا.... لیکن تم اتنی رات گئے تک کیوں بھٹکتی پھر رہی ہو؟"

"میرا باپ تم سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"اس وقت....!"

"ہاں اسی وقت....!"

"کوئی خاص بات....!"

"میں نہیں جانتی.... تم یہ بتاؤ چلو گے یا نہیں....!"

"سوچنا پڑے گا....!"

"کیا سوچنا پڑے گا۔!"

"یہی کہ تمہارے ساتھ چلوں یا نہ چلوں....؟"

"ہچکچاہٹ کی وجہ....!"

"پتا نہیں وہ خود ملنا چاہتا ہے یا کوئی اور اس کے توسط سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"نہیں وہ خود ملنا چاہتا ہے۔ یہ سوال پہلے ہی کر چکی ہوں۔ احمق تو نہیں ہوں۔!"

"اچھی بات ہے چلوں گا.... لیکن اس سے قبل کسی ٹیلی فون بوتھ پر گھر اطلاع دوں گا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور.... تم ہر طرح اپنا اطمینان کر لو....!"

عمران نے ایک ڈرگ اسٹور سے بلیک زیرو کو فون کیا تھا اور جلد ہی گاڑی کی طرف پلٹ آیا تھا۔

"چھتری اور برساتی والی بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔" اس نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پوزیشن صاف کرنا چاہتی تھی۔ یہاں کی پولیس کو جتانا چاہتی تھی کہ کسی قدر دماغ سے اُتری ہوئی بھی ہوں اور خود ہی تمہارے پیچھے پڑی رہتی ہوں۔!"

"اس کی ضرورت نہیں تھی میں ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہوں....!"

"اچھی بات ہے تو میں ڈائریکٹر جنرل کو یہ باور کرانا چاہتی تھی کہ میرے سلسلے میں میرے باپ کی تشویش بجا تھی۔ اس نے ان کے بیٹے پر اغواء کا الزام نہیں لگایا تھا بلکہ صرف میری گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی۔ ایک نیم دیوانی لڑکی کی گمشدگی کی رپورٹ....!"

"تم سچ مچ کریک معلوم ہوتی ہو....!"

"یہی سمجھ لو....!" کورنیلیا نے کہا پھر چونک کر بولی۔ "یہ تم کدھر لئے جا رہے ہو.... میرے گھر کا راستہ تو نہیں ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"میری بات کا جواب دو....!"

"تمہارا مکان ایک بھری پُری بستی کے درمیان ہے....!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"تنہائی میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں....!"

"پتا نہیں تم کیا کہہ رہے ہو....!"

"پاگل ہو گیا ہوں....!"

"میں چیخنا شروع کر دوں گی.... مجھے کہاں لے جا رہے ہو....؟"

"پاگل خانے....! تم صبح ہی سے شہر میں اعلان کرتی پھر رہی تھیں کہ پاگل ہو گئی ہو۔!"

گاڑی شہری آبادی سے باہر نکل آئی تھی۔

"اچھی بات ہے.... چلو جہاں چلتے ہو۔ میں ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں۔!"

"ارے تو کیا میں بھیڑیا ہوں کہ مجھ سے ڈرو گی۔!"

"کتنی سنسان اور تاریک سڑک ہے....!"

"چھتری کھول لو....!"

"میرا مضحکہ مت اڑاؤ....!"

ٹھیک اُسی وقت ان کی گاڑی پر عقب سے تیز قسم کی روشنی پڑی تھی اور کورنیلیا نے مڑ کر دیکھا تھا۔

"کک.... کسی گاڑی کی.... سس.... سرچ لائٹ....!" وہ ہکلائی۔

"لہٰذا اب مجھے رک جانا چاہئے....!" عمران نے اپنی گاڑی کو بائیں جانب سڑک کے

اُتارتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو.....!"

"اگر ٹائروں کا نشانہ لینے کیلئے سرچ لائٹ کھولی گئی ہے تو میں بڑے خسارے میں رہوں گا۔!"

"پھر ڈرانے والی باتیں کرنے لگے۔!"

دوسری گاڑی قریب آ گئی تھی اور اسکی رفتار بھی کم ہوتی نظر آئی۔ پھر وہ اسکے برابر آ رکی تھی۔

عمران دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے بیٹھا رہا.... کورنیلیا خوف زدہ نظروں سے تعاقب کرنے والی گاڑی کو دیکھے جا رہی تھی۔!

دفعتاً گاڑی سے آواز آئی۔ "تم دونوں چپ چاپ گاڑی سے اتر آؤ.... اسٹین گن کی زد پر ہو۔!"

"ارے ان لوگوں نے تو کھلونا بنا لیا ہے مجھے.....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کک.... کیا.... وہی ہیں.....!" کورنیلیا ہکلائی۔

"ڈھمپ بھی ہو سکتا ہے۔!" عمران بولا۔ اور دوسری گاڑی سے پھر کسی نے اتر آنے کا حکم دیا۔ عمران ہاتھ اٹھائے ہوئے گاڑی سے اترتا ہوا کورنیلیا سے اونچی آواز میں بولا۔

"تم سیدھی میرے باپ کے پاس جانا اور مطلع کر دینا.....!"

"ہرگز نہیں!" گاڑی سے آواز آئی۔ "لڑکی تم بھی اترو.....!"

"پھر میری گاڑی کا کیا ہوگا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں سوال کیا تھا۔

دوسری گاڑی سے ایک آدمی اسٹین گن لئے اترا اور کورنیلیا سے بولا۔ "تم ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔!"

پھر دوسرا آدمی اسی گاڑی سے اتر کر عمران کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "تم اپنی گاڑی میں بیٹھو۔!"

اس کے ہاتھ میں اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور تھا۔

"یہ ہوئی نا بات لیکن پٹرول کے دام وصول کر لوں گا۔ بارہ روپے گیلن ہو گیا ہے۔!" عمران نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

دوسرا آدمی عمران کو کور کئے ہوئے اسی کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"اب گاڑی کو موڑ کر واپس چلو.....!"

عمران نے انجن بند نہیں کیا تھا۔ چپ چاپ گاڑی آگے بڑھا کر شہر کی طرف موڑ دی۔ اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔

کورنیلیا پہلے ہی دوسری گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ اب دونوں گاڑیاں آگے پیچھے شہر کی طرف واپس جا رہی تھیں۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد عمران سے گاڑی کو ایک کچے راستے میں موڑنے کے لئے کہا گیا۔

"میرے پاس کوئی فالتو پہیہ نہیں ہے.....!" عمران گڑبڑا کر بولا۔

لیکن برابر بیٹھے ہوئے آدمی نے کچھ کہنے کی بجائے اس کے بائیں پہلو پر ریوالور کی نال کا دباؤ بڑھا دیا تھا۔

"آخر یہ ڈھمپ میرے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے۔؟" عمران پھر بولا۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ٹریگر دب جائے گا۔!" جواب ملا تھا۔

عمران نے حسب عادت احمقانہ انداز میں دیدے نچائے تھے لیکن اندھیرے میں کون دیکھتا ہے۔ سناٹے میں گاڑیوں کا شور دور دور تک پھیل رہا تھا۔ بالآخر ایک جگہ عمران سے گاڑی روکنے کے لئے کہا گیا تھا۔

انجن بند کر دیئے گئے۔ لیکن اب دوسرے قسم کے شور سے فضا میں برہمی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قریب ہی کوئی کارخانہ ہو.... وہ مشینوں ہی کے چلنے کی آواز تھی اور پھر ذرا دیر میں عمران کو معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں لایا گیا ہے۔ وہ غیر ملکی اشتراک سے قائم کئے ہوئے ایک کارخانے کے قریب لائے گئے تھے جہاں کیمیاوی کھاد بنائی جاتی تھی۔ فضا میں اندھیرے نے اس تاثر کو دوسروں تک نہ پہنچنے دیا۔ ان سے ایک جانب چلنے کو کہا گیا ٹارچ کی روشنی میں راستہ طے کرتے ہوئے وہ ایک عمارت تک پہنچے تھے جو اسی کارخانے کے احاطے میں واقع تھی۔

ان دونوں کو عمارت کے ایک کمرے میں بٹھا دیا گیا اور ریوالور والا دروازے پر کھڑا رہا۔ خاصا چاق و چوبند دکھائی دیتا تھا۔ عقابی نظریں ان دونوں پر تھیں۔ تیور ایسے ہی تھے کہ کسی نے بھی جنبش کی اپنی جگہ سے اور ہوا فائر۔

کورنیلیا گم سم تھی۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی تھیں۔

"اب کیا خیال ہے۔!" عمران آہستہ سے بولا اور کورنیلیا چونک پڑی پھر اس طرح عمران کی طرف دیکھا تھا جیسے وہ اس کے لئے قطعی اجنبی ہو۔!

"میرا خیال ہے کہ اب تم بالکل پاگل لگنے لگی ہو۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... یہ سب تمہاری حماقت کا نتیجہ ہے۔!" وہ بالآخر بولی۔

"کیا تم دونوں ایک دوسرے کو بہت عزیز رکھتے ہو.....!" دروازے کی طرف سے آواز آئی اور عمران اچھل پڑا۔ سامنے وہی ہپی کھڑا دکھائی دیا جس نے ایک بار پہلے بھی انہیں گھیرا تھا۔

"ارے واہ تو یہ تم ہو.....!" عمران نے قہقہہ لگایا۔

ہپی اسے خاموشی سے گھورتا رہا۔

"میں سمجھا تھا شاید ڈھمپ کے ہتھے چڑھ گیا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"چرس لائے ہو.....؟" ہپی نے سوال کیا۔

"چرس نہیں اس وقت اسے برس کہیں گے کیونکہ اس نے برساتی پہن رکھی ہے۔!" عمران نے کورنیلیا کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"شٹ اپ.....!" وہ حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"ارے تم تو سیریس ہوگئے.....!"

"ڈاکٹر شاہد کہاں ہے.....!"

"میری جیب میں رکھا ہوا ہے نکال لو.....!"

"میں تمہیں قتل کردوں گا.....ورنہ بتاؤ.....!"

"قتل کے بعد پوچھ لینا بتادوں گا۔!" عمران نے کہا اور کورنیلیا کی طرف دیکھ کر بولا۔ "یہ شخص خود ہی ڈھمپ ہے۔ مجھے چلا ہے بیوقوف بنانے۔!"

"مم..... مگر ڈھمپ کا حلیہ.....!" کورنیلیا نے خوف زدہ آواز میں کہنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جملہ پورا نہ کر سکی۔

"یہ سر اور چہرے کا جنگل مصنوعی ہے۔ میک اپ.....!" عمران ہپی کی طرف شوخ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اب تم اپنی بکواس بند کردو.....اور مجھے بتاؤ کہ تم نے شاہد کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تم اسے تین دن پہلے ڈھمپ کی قید سے آزاد کرالے گئے تھے۔!"

"اور تمہارا آدمی دم دبا کر بھاگ گیا تھا۔!" عمران نے حقارت سے کہا۔

"اسی رات تو مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ڈھمپ تمہارا ہی اسسٹنٹ ہو سکتا ہے۔!"

"میرا اسسٹنٹ.....!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "وہ کس طرح مائی ڈیئر ہپی.....؟"

"جس طرح تم اسے للکار رہے تھے اس سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا.....کوئی سمجھ د..

آدمی اس قسم کی حرکت نہیں کرسکتا جیسی تم نے کی تھی۔!"

"سمجھ دار آدمی نا..... میں سمجھ دار کب ہوں.....اب یہی دیکھ لو کہ تمہارا ایک آدمی مجھ پر ریوالور تانے کھڑا ہے۔ اگر سنک جاؤں تو اس کی پرواہ کئے بغیر تمہارے جبڑے پر ایک عدد گھونسہ رسید کرسکتا ہوں۔!"

"پچ..... چپ رہو..... کیا..... کک..... کر رہے ہو.....!" کورنیلیا روئے دے رہی تھی۔

"واقعی تمہارا ہی کہنا مان لینا چاہئے تھا۔!" عمران اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "چلا چلتا تمہارے گھر۔!"

"تم جہاں کہیں بھی ہوتے تمہیں یہیں آنا پڑتا۔!" ہپی غرایا۔ "میرے آدمی صبح سے لڑکی کا تعاقب کرتے رہے تھے۔!"

"اور پہنو برساتی اور لگاؤ چھتری خشک موسم میں.....!" عمران کورنیلیا کی طرف دیکھ کر ہاتھ نچاتا ہوا بولا۔ "خدا کا شکر ہے کہ مقامی لفنگے تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوئے ورنہ اس وقت تم دھوتر مچھلی کا سوپ پی رہی ہوتیں۔!"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو.....اور ڈاکٹر شاہد کا پتا بتاؤ.....!"

"چار سو بیس ڈارلنگ اسٹریٹ.....!"

"اس کے پیر میں فائر کرو.....!" ہپی مڑ کر دھاڑا۔

لیکن عمران نے فائر ہونے سے پہلے ہی ہپی پر چھلانگ لگادی تھی۔ کورنیلیا چیخنے لگی۔ فائر ہوا تھا لیکن بے مصرف...کورنیلیا دوڑ کر ایک گوشے میں جا کھڑی ہوئی تھی اور بُری طرح کانپ رہی تھی۔

ہپی دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ ریوالور والے نے کمرے میں داخل ہو کر عمران پر ایک فائر اور جھونک دیا۔ کورنیلیا چیخی تھی۔ عمران نے قلابازی کھائی اور فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہوگیا۔

"او مردود..... یہ کیا کیا.....!" ہپی دھاڑتا ہوا آگے بڑھا۔ "میں نے پیر پر فائر کرنے کو کہا تھا۔!"

ریوالور والا بوکھلا کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ کورنیلیا دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے دھپ سے فرش پر بیٹھ گئی تھی۔

ہپی جھک کر عمران کو سیدھا کرنے لگا۔ عمران نے آنکھیں کھولیں۔ مسکرایا اور اسے آنکھ مارتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

دونوں ہی بوکھلا کر پیچھے ہٹے تھے اور اسی حالت میں اچانک عمران نے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا۔ ساتھ ہی اس کی لات ہپی کے سینے پر پڑی تھی۔

کورنیلیا پھر چیخنے لگی۔ لیکن اس بار عمران کو بڑھاوا دے رہی تھی۔

"شاباش... مار ڈالو... فائر کرو... مار ڈالو...!"

لیکن عمران انہیں صرف کور کئے کھڑا رہا۔

"پھر بیوقوفی کر رہے ہو...!" کورنیلیا مضطربانہ انداز میں بولی۔ "مار ڈالو... یہ وہی لوگ معلوم ہوتے ہیں جو میرے باپ کو بلیک میل کرتے رہے ہیں۔ کبھی ڈھمپ کے روپ میں اور کبھی ہپی بن کر...!"

"نہ یہ ڈھمپ ہے اور نہ ہپی...!" عمران سرد لہجے میں بولا۔

دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑے تھے۔

"تت... تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔!" ہپی نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی تھی۔!

"کیسی غلط فہمی مائی ڈیئر مسٹر ڈاوڈن...!"

ہپی اچھل پڑا اور اس طرح عمران کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اچانک اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"نہیں... ویسے ہی چپ چاپ کھڑے رہو... ورنہ لڑکی ہی کے مشورے پر عمل کر بیٹھوں گا۔!" عمران نے ریوالور کو جنبش دے کر کہا۔

"ہم یہاں تنہا نہیں ہیں...!"

"تم دونوں کے علاوہ اب اس عمارت میں اور کوئی نہیں ہے۔ جتنے بھی تھے یہاں سے ہٹا دیئے گئے...!"

"کک کیا مطلب...؟"

"اس بار بھی میں لڑکی کو اغواء کر کے نہیں لے جا رہا تھا۔ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب تم کیا کرنے والے ہو... تمہارے آدمیوں کے پیچھے میرے آدمی تھے۔!"

"یعنی پولیس...!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں اپنے آدمیوں کی بات کر رہا تھا۔ میرا گروہ بہت بڑا ہے۔ یہاں سے یورپ تک چرس کا کاروبار دو چار آدمیوں نے نہیں سنبھال رکھا کیا تم نے ابھی کسی اداس بلی کی میاؤں میاؤں نہیں سنی تھی۔!"

"سنی تھی...!" ڈاوڈن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہ میری ہی بلی تھی۔ مجھے اطلاع دے رہی تھی کہ باہر کے سارے آدمی پکڑ لئے گئے۔!"

"اچھا تو پھر...؟"

"تم مجھ سے پوچھ رہے ہو...!" عمران مسکرا کر بولا۔ "آخر کیا پوچھ رہے ہو۔ مائی ڈیئر ڈاوڈن ٹاپ کراس۔ لیکن ٹاپ کراس تو تم نے اس وقت اپنے مصنوعی بالوں کے نیچے چھپا رکھا ہے۔!"

ہپی کچھ نہ بولا۔ حیرت سے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے جھرجھری سی لے کر کہا۔

"دیکھو آپس کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر ڈھمپ اپنا کام کر جائے گا۔!"

"وہ تو کر بھی چکا اپنا کام مسٹر ٹاپ کراس...!"

"کیا مطلب...!"

"یہ دیکھو...!" عمران نے کہتے ہوئے جیب سے ریڈی میڈ میک اپ نکالا اور ناک پر فٹ کر لیا۔

"یہی تھا چیف...!" دوسرا آدمی بے ساختہ بولا۔

"تت... تم... ڈھمپ...!" کورنیلیا ہکلائی۔

"ہاں... تم بھی مجھے پہچانتی ہو... دیکھ چکی ہو۔!"

"میرے خدا...!" کورنیلیا نے کہہ کر زوردار قہقہہ لگایا تھا۔

"اب اس وقت آدھے تیتر کے سامنے پورا بٹیر موجود ہے۔ کیا خیال ہے مسٹر ٹاپ کراس۔ خیر اب آؤ اصل معاملے کی طرف۔ اسی پر تمہاری زندگی کا انحصار ہے۔ ورنہ تم باضابطہ طور پر تو میرے ملک میں داخل نہیں ہوئے ہو کہ کسی کو تمہاری تلاش ہو گی چپ چپاتے دفن کر دیئے جاؤ گے۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو...!" دفعتاً وہ دھاڑا تھا۔

"شور مت مچاؤ... اس وقت کوئی اس عمارت میں قدم رکھنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ شاہد کے خلاف جو مواد تم استعمال کرنے والے تھے اُسے میرے حوالے کر دو۔ شاید اس طرح میں تمہیں زندہ نکل جانے دوں۔!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہے ہو...؟"

"وہ ساری تصاویر نگیٹوز سمیت...!"

"میرے لئے یہ گفتگو قطعی لایعنی ہے۔ میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔!"

"میں تمہاری اور تمہارے ادارے کی پوری ہسٹری سے واقف ہوں مسٹر ڈاوڈن مجھے علم ہے کہ افریقہ تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔!"

ڈاوڈن خاموش کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔

"میں جب چاہتا تم پر ہاتھ ڈال دیتا۔!" عمران نے کہا۔ "لیکن وقت گذاری اس لئے ضروری ہو گئی تھی کہ تمہارے اصل مشن سے ناواقف تھا۔ اب معلوم ہو گیا ہے کہ تم شاہد سے کیا چاہتے ہو۔ ظاہر ہے کہ اب تمہارے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکے گا کہ دل کا وہ آپریشن کب اور کہاں ہو گیا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ شاہد ہی اس کے لئے منتخب کیا جائے۔ شاہد سے بھی زیادہ تجربہ کار سرجن یہاں موجود ہیں۔!"

ہپی منہ چلا کر رہ گیا۔

"اگر تم نے وہ تصاویر میرے حوالے کر دیں تو وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے لئے ایک ایسی لانچ کا انتظام کر دوں گا جس کے ذریعے تم خلیج کی کسی بندرگاہ تک پہنچ سکو.... تمہارے آدمیوں کو بھی نکل جانے دوں گا۔!"

ہپی کچھ نہ بولا۔

"جلدی کرو.... میرے پاس وقت کم ہے۔!"

"ٹھیک ہے میں غیر قانونی طور پر تمہارے ملک میں داخل ہوا ہوں.... مجھے پولیس کے حوالے کر دو۔ اس کے علاوہ میرے خلاف اور کچھ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔!"

"سوال یہ ہے کہ جب میں تمہیں ختم کر کے مونچھوں پر تاؤ دے سکتا ہوں تو پھر کیا ضرورت ہے اتنے کھڑاگ کی۔ یہ دیکھو میں تمہیں اس طرح مار ڈالوں گا۔!"

عمران نے اس کے ساتھی کے ٹھیک دل کے مقام پر فائر کیا تھا۔ وہ آواز نکالے بغیر لڑکھڑایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

"نہیں....!" کورنیلیا اور ڈاوڈن بیک وقت چیخے تھے۔ اس کے ساتھی نے تھوڑی دیر ہاتھ پیر چلائے تھے اور ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

"یہ تم نے کیا کیا....!" کورنیلیا ہذیانی انداز میں بولی۔

"اب میں اس کے ساتھ بھی یہی کرنے جا رہا ہوں....!"

"ٹھہرو....!" ڈاوڈن دونوں ہاتھ ہلا کر بولا۔

"جلدی کرو....!"

"میں سب کچھ تمہارے حوالے کر دوں گا.... لل.... لیکن لانچ....!"

"وعدہ کرتا ہوں کہ مہیا کر دوں گا۔!"

"جہاں کہوں مجھے لے چلو....!"

"غلط بات ہے.... جہاں.... وہ تصاویر موجود ہوں اس جگہ کی نشاندہی کر دو.... حاصل کرتے ہی تمہاری گلوخلاصی کا پروانہ لکھ دوں گا۔!"

"اچھی بات ہے....!" ڈاوڈن پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔

تیسرے دن رحمان صاحب نے عمران کو طلب کیا تھا اور اسے اس طرح گھورے جا رہے تھے جیسے جان ہی سے مار دیں گے۔

عمران سر جھکائے بیٹھا تھا۔ آخر وہ غرائے۔ "یہ تم نے کیا کیا....؟"

"جی....!" وہ چونک کر بولا۔ "میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا....!"

"سمندر سے آٹھ سفید فاموں کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک کی پیشانی پر ویسا ہی نشان موجود ہے جس کا تذکرہ تم نے ڈاوڈن کے سلسلے میں کیا تھا۔!"

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے.... میں نے بھی سنا تھا کہ کچھ نامعلوم آدمی سی کسٹمز کی ایک لانچ لے بھاگے تھے لیکن کچھ ہی دور جانے کے بعد وہ لانچ دھماکے کے ساتھ غرق ہو گئی۔"

"وہ خود لے بھاگے تھے....؟"

"اب میں کیا عرض کروں.... میں وہاں موجود تو نہیں تھا۔!"

"تم نے ڈاوڈن سے وہ تصاویر کس طرح حاصل کی تھیں....!"

"کچھ دھمکیاں دی تھیں....!"

"مجھ سے بھی اڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔!" رحمان صاحب میز پر ہاتھ مار کر دہاڑے۔

"کیا وہ آدھا تیتر اڑنے کے قابل تھا کہ آدھا بٹیر بھی اڑنے کی کوشش کرے گا۔ آپ یقین کیجئے کہ میں اس حادثے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔!"

"محض تمہاری دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اس نے تمہارا مطالبہ پورا کر دیا....؟"

"جی ہاں....!"

"بکواس مت کرو.... تم نے اس کے عیوض اُسے یہاں سے غیر قانونی ہی طور پر نکلوا دینے کا وعدہ کیا ہوگا۔!"

"کیا تو تھا.... لیکن وہ بے صبرا نکلا.... چوری کی لانچ کا تو یہی حشر ہونا تھا۔ یہ سی کسٹمز والے بم وغیرہ بھی تو رکھتے ہیں اپنی لانچوں میں.... کہیں کوئی پڑے پڑے تنگ آکر پھٹ گیا ہوگا۔ اچھا ہی ہوا ورنہ اگر وہ پکڑے بھی جاتے تو کتنے دنوں کی سزا ہوتی.... رہا ہو کر پھر تیتر اُڑاتے پھرتے۔!"

"خاموش رہو.... تم نے اس کے لئے ایک ایسی لانچ مہیا کی تھی جس میں ٹائم بم رکھا ہوا تھا۔!"

"اگر کسی طرح ثابت ہو سکے تو میں پھانسی پانے کے لئے تیار ہوں۔!"

"میں کہہ رہا ہوں بکواس مت کرو....!" رحمان صاحب میز پر گھونسہ مار کر دھاڑے۔

"جی بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا اور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برس رہے تھے۔

رحمان صاحب تھوڑی دیر تک اُسے گھورتے رہے تھے پھر اٹھ کر باہر چلے گئے تھے۔

آج سلیمان کی بارات بھی آنے والی تھی۔ گھر میں خاصا ہنگامہ برپا تھا۔ عمران نے وہاں سے نکل کر ہانس پریسیا کے گھر کی راہ لی تھی۔ کورنیلیا کو بھی قابو میں رکھنا تھا۔ کیونکہ ڈاؤڈن سے ساری گفتگو اسی کی موجودگی میں ہوئی تھی۔

"جو کچھ بھی ہوا تھا اُسے قطعی بھول جاؤ....!" عمران نے کورنیلیا سے کہا۔ "ورنہ تمہارا باپ پھر خطرے میں پڑ جائے گا۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"تمہارے باپ کے خلاف ڈاؤڈن کی تحویل سے جو مواد برآمد ہوا تھا وہ سب کا سب میں نے تمہارے حوالے نہیں کر دیا تھا۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"صرف ضمانت کے طور پر اس کا ایک حصہ میں نے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ تاکہ تم میرے خلاف کبھی اپنی زبان نہ کھول سکو....!"

"ارے تم مجھے ایسا سمجھتے ہو.... شرم کرو.... میں تمہیں اتنا چاہتی ہوں....!"

"چاہتی بھی ہو....!" عمران خوف زدہ لہجے میں بولا۔

"یقین کرو.... شاید مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔ آج تک کسی کو نہیں چاہا۔!"

"بہت بے ڈھب چاہا تم نے....!"

"ارے ہاں.... اب ڈیڈی نے اگلا ہے۔ اُسی نے انہیں حکم دیا تھا کہ عمران کو اپنے گھر بلواؤ

اور اسی کے کہنے سے میری گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی۔!"

"ختم بھی کرو.... میں نے کہا تھا سب کچھ بھول جاؤ....!"

"تو تم نے اس کے لئے لانچ مہیا کر دی تھی۔!"

"وعدے کا پکا ہوں.... لیکن شام کے اخبارات دیکھ کر مجھے کسی قسم کا الزام نہ دینا....!"

"کیا مطلب....؟"

"فی الحال کچھ بھی نہیں.... بس ہر حال میں اپنی زبان بند رکھنا....!"

"میں احسان فراموش نہیں ہوں ڈارلنگ....!"

"ڈارلنگ بھئی....!" عمران کراہا تھا۔

اُسی شام کو وہ سلیمان کی بارات گھر پہنچا کر اس طرح غائب ہوا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

سلیمان اور جوزف دونوں ہی شیروانی اور چوڑی دار پاجامے میں تھے۔ سلیمان نے سہرا اور مقنع بھی ڈال رکھا تھا اور جوزف اسے دیکھ دیکھ کر اس طرح شرما رہا تھا جیسے اس کی شادی سلیمان کے ساتھ ہونے جا رہی ہو۔

نکاح ہو گیا اور کچھ دیر بعد غلغلہ بلند ہوا کہ دولہا اندر جائے گا۔ سلیمان تخت سے اُتر آیا۔

"یہ کیسے جاتا.... باس بولا تھا....!" جوزف نے سرگوشی کی۔

"ابے چپ.... یہاں سے نہیں.... شرم آتی ہے.... راہداری میں پہنچ کر....!"

"اچھا.... اچھا.... چلو....!" جوزف اسے آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

لڑکیاں راہداری ہی میں اکٹھا تھیں۔ خوب خوب پھبتیاں ہوئیں دونوں کی ہیئت کذائی پر۔ لیکن اس وقت تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے سلیمان کو گھوڑا بنتے دیکھا اور جوزف اس پر سوار ہو گیا۔

سلیمان ہتھیلیوں اور گھٹنوں کے بل چل رہا تھا۔

پھر تو ایسا ہنگامہ برپا ہوا کہ رحمان صاحب بھی دوڑے آئے۔

"یہ کیا بیہودگی ہے....!" وہ حلق پھاڑ کر دھاڑے اور سلیمان بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف دھڑام سے نیچے گرا تھا۔

"لگاؤں جوتے....!" رحمان صاحب سلیمان کا گریبان پکڑتے ہوئے بولے۔

"حضور .... میرے صاحب نے کہا تھا.... یہی ریت ہے خاندان کی.... چنگیز خان

صاحب کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔!"

"کیوں بکواس کررہا ہے....؟"

"یس سر....! یہی بولا تھا.... ہم کیا جانے....!" جوزف کھکھیایا۔

"میں تو اب خودکشی ہی کرلوں گا....!" سلیمان نے اتنے زور سے اپنے سر پر دو ہتھڑ چلایا تھا کہ پگڑی اچھل کر دور جا پڑی تھی۔

"بولا تھا باس.... ڈولہا گھوڑا بنتا.... شہ بالا سواری کرتا.... تب ڈولہا انڈر جاتا....!"

جوزف مسلسل کھکھیائے جارہا تھا۔ لڑکیاں کھی کھی کرتی ہوئی اندر بھاگ گئی تھیں۔

پوری کوٹھی میں قہقہے گونج رہے تھے۔ رحمان صاحب دانت پیستے ہوئے باہر چلے گئے۔

عمران کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

خدا خدا کر کے رخصتی کا وقت آیا اور جوزف نے خواتین کو روتے جو دیکھا تو خود بھی دھاڑیں مارنے لگا۔

"ابے چپ.... بے چپ.... یہ کیا کرتا ہے....!" سلیمان نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "کیا سچ مچ جوتے ہی کھلوائے گا.... پتا نہیں کب کا بدلہ لیا گیا ہے مجھ سے۔ خدا مجھے غارت کرے۔!"

"ہائے ہم کیا کرے سلیمان بھائی.... یہ عورت لوگ کیوں روتا....!"

بہتوں کا رونا ہنسی میں تبدیل ہوا اور وہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔

سلیمان نے جوزف کا منہ دبا دیا۔ رحمان صاحب پہلے ہی کوٹھی کی حدود سے باہر نکل گئے تھے۔ ورنہ پھر کوئی ہنگامہ کھڑا ہو جاتا۔

جوزف مسلسل روئے جارہا تھا.... اور سلیمان کسی بھڑکے ہوئے گھوڑے کی طرح نکل بھاگنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا۔

"ہائے سلیمان بھائی اِدھر انصاف نہیں ہوتا.... عورت روتا ہے.... مرد نہیں روتا سالا.... ہم تو روئے گا۔!"

"میری ماں مجھے روئے۔!" سلیمان اپنے سینے پر گھونسہ مار کر بولا۔ "اب میں کیا کروں۔!"

رونے والیاں کسی اور طرف چلی گئی تھیں اور پھر وہاں قہقہے ہی قہقہے تھے۔

﴿تمام شد﴾